جملہ حقوق بحق مرکزی انجمن خدام القرآن اور دینِ حق ٹرسٹ محفوظ ہیں!

مذکورہ بالا دونوں ادارے ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی کتابوں کے ضمن میں اجازت دیتے ہیں کہ کوئی شخص یا پبلشر اگر ان کتابوں/کتابچوں کو شائع کرنا چاہتا ہے تو وہ اشاعت سے قبل چند ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے، قیمتاً فروخت کرنے کے لیے یا مفت تقسیم کرنے کے لیے، تحریری اجازت ضرور حاصل کرے۔ اگر کوئی فرد/ پبلشر معین کردہ ضوابط کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

نام کتاب .... ''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب''
اشاعت اوّل (جون 2021ء) 500
ناشر .... شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی
مقامِ اشاعت .... دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی ملتان روڈ لاہور
مطبع .... غنی گرافکس اینڈ پرنٹر، لاہور

email: markaz@tanzeem.org
website: www.tanzeem.org

مطالعہ قرآن حکیم کا

منتخب نصاب

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

تنظیمِ اسلامی

بسم الله الرحمن الرحيم

ترتیب

تعارف	4
پیش لفظ	6

حصہ اوّل — جامع اسباق — 7

درسِ اوّل	سورۃ العصر	8
درسِ دوم	سورۃ البقرہ: آیت 177	9
درسِ سوم	سورۃ لقمان: رکوع 2	10
درسِ چهارم	سورۃ حٰم السجدہ: آیات 30 تا 36	11

حصہ دوم — مباحثِ ایمان — 18

درسِ اوّل	سورۃ الفاتحہ	19
درسِ دوم	سورۃ آلِ عمران: آخری رکوع	21
درسِ سوم	سورۃ النور: رکوع 5	25
درسِ چهارم	سورۃ التغابن	30
درسِ پنجم	سورۃ القیامۃ	36

حصہ سوم — مباحثِ عملِ صالح — 40

درسِ اوّل	سورۃ المؤمنون: پہلی 11 آیات	43
	سورۃ المعارج: آیات 19 تا 35	44
درسِ دوم	سورۃ الفرقان: آخری رکوع	48
درسِ سوم	سورۃ التحریم	54
درسِ چھارم	سورۃ بنی اسرائیل: رکوع 3، 4	55
درسِ پنجم	سورۃ الحجرات	69

حصہ چھارم — تواصی بالحق کا ذروۃ السنام — 83

درسِ اوّل	سورۃ الحج: آخری رکوع	85
	حکمت دین کا ایک عظیم خزانہ	93
درسِ دوم	سورۃ التوبۃ: آیت 24	99
درسِ سوم	سورۃ الصّف	101
درسِ چھارم	سورۃ الجمعۃ	115
درسِ پنجم	سورۃ المنافقون	133

حصہ پنجم — صبر و مصابرت — 138

درس	مضمون	صفحہ
درسِ اوّل	سورۃ العنکبوت: پہلا رکوع	139
	سورۃ البقرۃ: آیت 214	142
	سورۃ آلِ عمران: 142، سورۃ التوبۃ: 16	143
درسِ دوم	سورۃ العنکبوت: آخری 3 رکوع	144
درسِ سوم	سورۃ الکہف: آیت 27 تا 29	150
درسِ چہارم	سورۃ البقرۃ: آیت 153 تا 157	152
درسِ پنجم	سورۃ الانفال: ابتدائی آیات	153
	سورۃ الانفال: آخری آیات	156
درسِ ششم	سورۃ آلِ عمران: 121 تا 129	158
	سورۃ آلِ عمران: 139 تا 178	161
درسِ ہفتم	سورۃ الاحزاب: رکوع 2، 3	176
درسِ ہشتم	سورۃ الفتح: آیات 10، 18	183
	سورۃ الفتح: آخری رکوع	184
درسِ نہم	سورۃ التوبہ: رکوع نمبر 2، 3	186
درسِ دہم	سورۃ التوبہ: آیات 38 تا 52	192

حصہ ششم — سورۃ الحدید — 199

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف

آغاز ہی میں یہ بات عرض کر دینی مناسب ہے کہ یہ نصاب راقم کا 'طبع زاد' نہیں ہے بلکہ اس کا اصل ڈھانچہ مولانا امین احسن اصلاحی کا تیار کردہ ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۵۲۔۱۹۵۱ء میں جب راقم الحروف اسلامی جمعیت طلبہ لاہور و پنجاب کا ناظم تھا اس نے جمعیت کے زیر اہتمام طلبہ کے لیے دو تربیتی کیمپ منعقد کیے تھے' ایک دسمبر ۱۹۵۱ء میں کرسمس کی تعطیلات میں اور دوسرا ۱۹۵۲ء کی تعطیلاتِ موسم گرما میں — ان تربیت گاہوں میں قرآن حکیم کا درس مولانا اصلاحی مدظلہ نے دیا تھا اور اس غرض سے انہوں نے ایک نصاب تجویز کیا تھا جو درج ذیل ہے:

(۱) انسان کی انفرادی زندگی کی رہنمائی کے لیے سورۃ لقمان کا دوسرا اور سورۃ الفرقان کا آخری رکوع۔

(۲) عائلی زندگی سے متعلق ---- سورۃ التحریم مکمل۔

(۳) قومی' ملی اور سیاسی زندگی کی رہنمائی کے ذیل میں سورۃ الحجرات مکمل۔

(۴) فریضہ اقامت دین کے ذیل میں سورۃ الصّف مکمل۔

(۵) اور تحریک اسلامی سے متعلق مختلف مسائل میں رہنمائی کے ذیل میں سورۃ العنکبوت مکمل۔

راقم کی خوش قسمتی تھی کہ اسے بطور ناظم ان دونوں تربیت گاہوں میں شرکت کا موقع ملا اور یہ مقامات اس نے دو بار مولانا اصلاحی صاحب سے براہِ راست پڑھے اور راقم نے ان مقامات کو اس طرح اخذ کر لیا کہ ''بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً'' (پہنچاؤ میری جانب سے چاہے ایک ہی آیت) کے مصداق انہیں آگے پڑھانے کے لیے بھی کسی قدر اعتماد پیدا ہو گیا۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی میں جمعیت کے اجتماعات میں بھی راقم مطالعہ قرآن کی ذمہ داریاں نبھاتا رہا' تعطیلات کے زمانے میں ساہیوال میں جماعت اسلامی کے اجتماعات میں بھی ان مقامات کا درس دیتا رہا اور رمضان المبارک

کے ایک تربیتی پروگرام میں پورا نصاب بھی پڑھایا۔ ۱۹۵۴ء میں ملتان میں منعقدہ جمعیت کی ایک تربیت گاہ میں راقم نے پھر یہ نصاب اسی تدریج کے ساتھ پڑھایا۔ بعد میں جب ساہیوال میں راقم نے ایک ''اسلامی ہاسٹل'' قائم کیا تو اس میں مقیم طلبہ کو بھی راقم نے اس پورے نصاب کا درس دیا۔ اس کے بعد جب راقم کراچی میں تھا تو وہاں بھی مقبول عام ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک حلقہ قائم کر کے اسی منتخب نصاب کا درس دیا گیا۔ بعدۂ لاہور میں ''حلقہ ہائے مطالعہ قرآن'' کے اس سلسلے کی اساس بھی راقم نے اسی کو بنایا جس نے اللہ کے فضل وکرم سے ایک باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کر لی!

البتہ اس عرصے کے دوران میں وقتاً فوقتاً راقم اس بنیادی نصاب میں اضافے کرتا رہا' جن سے اس نصاب کی ایک واضح بنیاد بھی قائم ہوگئی اور مختلف مقامات کے مضامین میں جو فاصلے تھے وہ بھی بہت حد تک پاٹ دیے گئے۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ بھی خود راقم یا کوئی اور شخص اس میں مزید اضافہ کر سکے۔ تاہم اس وقت راقم کا گمان ہے کہ ایک خاص نقطہ نظر سے قرآن حکیم کا جو انتخاب اس نصاب میں کیا گیا ہے وہ بہت حد تک مکمل بھی ہے اور نہایت مفید بھی۔

آگے چلنے سے پہلے اس ''خاص نقطہ نظر'' کی وضاحت بھی ہو جائے تو اچھا ہے۔ وہ نقطہ نظر یہ ہے کہ ایک مسلمان کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ اس کے دین کے تقاضے اس سے کیا ہیں اور اس کا رب اس سے کیا چاہتا ہے؟ گویا دین کے تقاضوں اور مطالبوں کا ایک اجمالی لیکن جامع تصور پیش کرنا اس انتخاب کا اصل مقصود ہے' ویسے ضمناً اس سے خود دین کا ایک جامع تصور بھی آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے اور محدود مذہبی تصورات کی جڑیں خود بخود کٹتی چلی جاتی ہیں۔

ایک عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس منتخب نصاب کو یکجا شائع کر دیا جائے' لیکن بوجوہ یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہر کام کے لیے وقت معین ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب اس کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لیے مفید بنائے اور اسی سے اجر وثواب کی امید ہے۔

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

پیشِ لفظ

بانئ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا مرتب کردہ "مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" جو پہلی بار 1978ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا تھا۔ اس درجہ مقبول ہوا کہ اب تک اس کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اوائل 2021ء میں شعبہ تعلیم و تربیت میں مشورہ ہوا کہ "مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب" کو ازسرِ نو اس انداز سے شائع کیا جائے کہ

(i) ترجمہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان کردہ "بیان القرآن" سے لیا جائے۔

(ii) کتابت بہت پرانی ہو چکی ہے لٰہذا اب کمپیوٹر پر کمپوزنگ کرائی جائے۔

(iii) ترجمہ کو زیادہ عام فہم بنانے کے لئے نئی تکنیک "خانوں (Boxes)" کا استعمال کیا جائے تاکہ باصلاحیت رفقاء کو جلد ہی ترجمہ زبانی یاد بھی ہو جائے۔

(iv) محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحریر میں عام طور پر عربی، فارسی تراکیب اور مشکل الفاظ آجاتے ہیں جو عام فہم نہیں ہوتے چنانچہ حاشیہ میں مشکل الفاظ اور تراکیب کے معانی بھی درج کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

لٰہذا نئی اشاعت میں ان تمام امور کا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ حالیہ اشاعت زیادہ آسان فہم اور زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگی اور احباب پہلے کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ کوشش کی گئی ہے کہ کمپوزنگ اور ایڈیٹنگ کے مراحل کے بعد کوئی غلطی نہ رہے۔ مگر انسان خطاء کا پتلا ہے۔ تمام تر کوششوں کے باوجود حالیہ اشاعت کو غلطیوں سے مبرّ ا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ احباب سے گزارش ہے کہ اگر ان کی نظر میں کوئی غلطی آئے تو متنبہ فرمادیں۔ ان شاءاللہ اگلی اشاعت میں اسے دور کرنے کا اہتمام کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوِش کو لوگوں کے لئے مفید بنائے اور قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ اس کاوِش میں جن حضرات نے حصہ لیا ہے ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور آخرت میں اجر و ثواب سے نوازے۔ آمین

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت
مرکز تنظیم اسلامی

حصہ اوّل

جامع اسباق

درسِ اوّل

لوازمِ نجات

سورۃ العصر کی روشنی میں

درسِ دوم

حقیقتِ برّ وتقویٰ

آیہ بر (سورۃ البقرہ: ۱۷۷) کی روشنی میں

درسِ سوم

مقامِ عزیمت

سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

درسِ چھارم

حظِّ عظیم

سورۃ حم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کی روشنی میں

لوازمِ نجات

سورۃ العصر کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾	قسم ہے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی۔
اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾	بے شک ہر انسان یقیناً خسارے میں ہے۔
اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ	اور ایک دوسرے کو وصیت کی حق کی
وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾	اور ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی۔

متذکرۃ الصدر[۱] 'مقصد' کے تحت اس نصاب کا نہایت موزوں آغاز سورۃ العصر سے ہوتا ہے جو خسرانِ ابدی[۲] سے انسان کے بچاؤ کی چار بنیادی شرائط یا بالفاظ دیگر کامیابی اور فوز و فلاح کے چار ناگزیر لوازم یا نجات کی راہ کے چار سنگ ہائے میل[۳] کا تعین کر دیتی ہے یعنی ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔ راقم کے نزدیک یہ سورت صرف اس نصاب ہی کے لئے نہیں، پورے قرآن حکیم کے لئے بمنزلہ اساس[۴] ہے اور اس کی حیثیت اس بیج کی سی ہے جس سے قرآن مجید کی تمام تعلیمات کے برگ و بار[۵] پھوٹے ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہر حال اس نصاب کی جڑ سورہ العصر ہے اور بقیہ پورا نصاب گویا اسی کی تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ سورۃ العصر پر راقم کی ایک تقریر اور ایک تحریر یکجا[۶] ''راہِ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں'' کے نام سے مطبوعہ موجود ہے۔

(۱) جس کا پہلے ذکر ہو چکا (۲) ہمیشہ ہمیش کا خسارہ (۳) نشاناتِ منزل (۴) بنیاد (۵) پھل اور پتے (۶) اکٹھی

حقیقتِ برّ وتقویٰ

آیۂ برّ (سورۃ البقرہ: 177) کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَیۡسَ الۡبِرَّ	نیکی یہی نہیں ہے
اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ	کہ تم اپنے چہرے پھیر دو۔
قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ	مشرق اور مغرب کی طرف
وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ	اور بلکہ نیکی تو اُس کی ہے۔ جو ایمان لائے اللہ پر
وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ	اور یومِ آخرت پر
وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ	اور فرشتوں پر
وَالۡکِتٰبِ	اور کتاب پر
وَالنَّبِیّٖنَ ۚ	اور نبیوں پر
وَاٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ	اور وہ خرچ کرے مال اس کی محبت کے باوجود
ذَوِی الۡقُرۡبٰی	قرابت داروں
وَالۡیَتٰمٰی	اور یتیموں
وَالۡمَسٰکِیۡنَ	اور محتاجوں
وَابۡنَ السَّبِیۡلِ ۙ	اور مسافروں
وَالسَّآئِلِیۡنَ	اور مانگنے والوں پر
وَفِی الرِّقَابِ ۚ	اور گردنوں کے چھڑانے میں

وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرے نماز
وَ اٰتَی الزَّكٰوةَ ۚ	اور ادا کرے زکوٰۃ
وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ	اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب کوئی عہد کرلیں
وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ	اور خاص طور پر صبر کرنے والے فقر وفاقہ میں
وَ الضَّرَّآءِ	اور تکالیف میں
وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ	اور جنگ کی حالت میں
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ	یہ ہیں وہ لوگ جو سچے ہیں۔
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾	اور یہی حقیقت میں مُتقی ہیں۔

اس نصاب کا دوسرا درس ''آیۂ بِرّ'' ہے یعنی سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۷ جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی کے ایک محدود مذہبی تصور کی جڑ کٹ جاتی ہے اور نیکی کا ایک جامع اور مکمل تصور {اَصْلُهَا ثَابِتٌ} ''اس کی جڑ مضبوط ہے'' سے لے کر {فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ} (ابراھیم:24) ''اس کی ٹہنیاں آسمانوں میں ہیں'' تک واضح ہو جاتا ہے بلکہ اس آیت کی نسبت سورۃ العصر سے کچھ ایسی ہے جیسے ایک بند کلی تھی جو ذرا کھل گئی ہے یعنی ایمان نے بنیادی ایمانیات کی تفصیل کی صورت اختیار کر لی عملِ صالح کی تین محکم بنیادیں متعین ہوگئیں اور صبر کے مواقع کی بھی قدرے تفصیل آ گئی۔ صرف تواصی بالحق کا ذکر یہاں نہیں ہے اگرچہ تبعاً[۱] وہ بھی صبر کے ذیل[۲] میں موجود ہے۔

الغرض یہ آیت ہر اعتبار سے اس نصاب کا موزوں ترین درس نمبر ۲ ہے۔

---

(۱) پیروی میں (۲) تحت

مقامِ عزیمت

اور حکمتِ قرآنی کی اساسات

سورۃ لقمان (رکوع نمبر 2) کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِكۡمَةَ	اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی
اَنِ اشۡكُرۡ لِلّٰهِ ؕ	کہ اللہ کا شکر ادا کرو
وَمَنۡ يَّشۡكُرۡ	اور جو کوئی بھی شکر کرتا ہے
فَاِنَّمَا يَشۡكُرُ لِنَفۡسِهٖ ۚ	تو وہ شکر کرتا ہے اپنے ہی بھلے کے لیے
وَمَنۡ كَفَرَ	اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ﴿۱۲﴾	تو اللہ بے نیاز ہے اور وہ اپنی ذات میں خود محمود ہے
وَ اِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ	اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے
وَهُوَ يَعِظُهٗ	جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہا تھا
يٰبُنَىَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕ	اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا
اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۳﴾	یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے
وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسٰنَ بِوَالِدَيۡهِ ۚ	اور ہم نے وصیّت کی انسان کو اس کے والدین کے بارے میں
حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ	اس کو اٹھائے رکھا اس کی ماں نے (اپنے پیٹ میں

وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ	کمزوری پر کمزوری جھیل کر
وَّ فِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ	اور اس کا دودھ چھڑانا ہوا دو سالوں میں
اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ	کہ تم شکر کرو میرا
وَلِوَالِدَيۡكَ ؕ	اور اپنے والدین کا
اِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۴﴾	میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہوگا
وَاِنۡ جَاهَدٰكَ	اور اگر وہ تم پر دباؤ ڈالیں
عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ	کہ تم میرے ساتھ شریک کرو
مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ۙ	اُس کو جس کا تمہارے پاس کوئی علم نہیں
فَلَا تُطِعۡهُمَا	تو ان کا کہنا مت مانو
وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا ࣟ	اور دنیا میں ان کے ساتھ رہو بہتر انداز میں۔
وَّاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ	اور پیروی کرو اس شخص کی جو میری طرف رخ کر چکا ہے
ثُمَّ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ	پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہے
فَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾	پھر میں تمہیں جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے
يٰبُنَىَّ	اے میرے بچے!
اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ	اگر وہ (کوئی اچھا یا برا عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہو
فَتَكُنۡ فِىۡ صَخۡرَةٍ	پھر وہ ہو کسی چٹان میں
اَوۡ فِى السَّمٰوٰتِ	یا آسمانوں میں

اَوْ فِي الْاَرْضِ	یا زمین کے اندر
يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ	اسے اللہ لے آئے گا
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾	یقیناً اللہ بہت باریک بین ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے
يٰبُنَيَّ	اے میرے بچے!
اَقِمِ الصَّلٰوةَ	نماز قائم کرو
وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ	اور نیکی کا حکم دو
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور برائی سے روکو
وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ	اور جو بھی تکلیف تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ ج	یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ	اور اپنے گالوں کو پھلا کر مت رکھو لوگوں کے سامنے
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ لا	اور زمین میں اکڑ کر مت چلو
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ ج	یقیناً اللہ ہر شیخی خورے اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ	اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ	اور اپنی آواز کو پست رکھو
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ	یقیناً سب سے ناپسندیدہ آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع	گدھے کی آواز ہے

اس نصاب کا تیسرا درس سورۂ لقمان کا رکوع نمبر ۲ ہے جو پھر ایک دوسرے زاویئے سے سورۃ العصر ہی کی تفصیل ہے۔ یہاں ایمان کے ذیل میں خدا کے شکر کے التزام [۱] اور اس کے ساتھ شرک سے اجتناب [۲] کا ذکر ہے۔ اعمال صالحہ میں بِرِّ والدین اور نماز کی تاکید کے علاوہ کِبر وغرور سے روکا گیا ہے اور میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہے۔ 'تواصی بالحق' کی ایک فرع [۳] 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' پر زور ہے اور صبر کی تاکید ہے۔ گویا سورۃ العصر کے چاروں اجزاء یہاں بھی موجود ہیں۔

ان کے علاوہ یہ رکوع حکمتِ قرآنی کے نہایت اہم، بنیادی اور اساسی نکات کا حامل ہے۔ یعنی

(۱) یہ کہ فطرت کی صحت اور سلامتی کا لازمی نتیجہ 'شکر' ہے۔

(۲) حکمت کا لازمی تقاضا ہے کہ یہ جذبۂ شکر خدا کی ذات پر مرتکز [۴] ہو جائے۔

(۳) خدا کا شکر مستلزم [۵] ہے اجتنابِ شرک اور التزامِ توحید کو۔

(۴) انسان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے خالق کے ہیں اور اس کے بعد سب سے مقدم [۶] والدین کے۔

(۵) اگر ان دونوں میں ٹکراؤ ہو تو الاقدم فالاقدم [۷] کے مِصداق خدا کا حق فائق رہے گا۔

(۶) بِرِّ والدین میں ان کا اتباع لازماً شامل نہیں، اتباع صرف اس کا کیا جانا چاہئے جس نے اپنا رخ خدا کی طرف کر لیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

(۷) نیکی اور بدی کا شعور فطرتِ انسانی میں ودیعت شدہ [۸] ہے۔

سورۂ لقمان کے رکوع دوم میں وارد شدہ الفاظ {إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ} کی مناسبت سے منتخب نصاب کے اس مرحلے پر ایک مفصل تقریر ''حقیقت واقسام شرک'' کے موضوع پر کی جاتی ہے جو بالعموم دو نشستوں میں مکمل ہوتی ہے۔

---

(۱) لازم کر لینا (۲) پرہیز (۳) شاخ (۴) ایک مرکز پر جمع ہونا (۵) لازم پکڑنے والا (۶) آگے (۷) جو سب سے آگے ہے اس کا حق فائق ہے (۸) عطا کردہ

حفظِ عظیم

سورۃ حٰم السجدہ کی آیات 30 تا 36 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ	بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے
ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا	پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے
تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ	ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے
اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا	کہ تم لوگ ڈرو نہیں اور غمگین نہ ہو
وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾	اور خوشیاں مناؤ اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے
نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ	ہم ہیں تمہارے رفیق دُنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی
وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ	اور تمہارے لیے اس (جنت) میں وہ سب کچھ ہوگا جو تمہارے جی چاہیں گے
وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿ؕ۳۱﴾	اور تمہارے لیے اس میں وہ سب کچھ بھی ہوگا جو تم مانگو گے۔
نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾	یہ ابتدائی مہمان نوازی ہو گی اُس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ	اور اُس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف
وَعَمِلَ صَالِحًا	اور وہ نیک عمل کرے
وَقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾	اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ	اور (دیکھو!) اچھائی اور بُرائی برابر نہیں ہوتے
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ	تم مدافعت کرو بہترین طریقے سے
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ	تو (تم دیکھو گے کہ) وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے
كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾	وہ گویا گرم جوش دوست بن جائے گا۔
وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ	اور یہ مقام نہیں حاصل ہوسکتا مگر ان ہی لوگوں کو جو بہت صبر کرتے ہوں
وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾	اور یہ نہیں دیا جاتا مگر ان ہی کو جو بڑے نصیب والے ہوں
وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ	اور اگر کبھی تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی چوک لگنے لگے
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ	تو اللہ کی پناہ طلب کرلیا کرو
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾	یقیناً وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا

چوتھا درس سورۂ حٰم السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ پر مشتمل ہے اور یہ بھی سورۃ العصر کے چاروں اجزاء پر جامعیت کے ساتھ محیط [۱] ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ سورۃ العصر میں ان چاروں اجزاء کی ابتدائی اور کم از کم یا ناگزیر اساسات کا ذکر ہے اور یہاں ان ہی کے بلند ترین مقامات کا تذکرہ ہے چنانچہ ایمان کا لبِ لباب [۲] یہ ہے کہ انسان اللہ کی ربوبیت پر مطمئن ہو جائے۔ تواصی بالحق کی بلند ترین منزل دعوت الی اللہ ہے اور صبر کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ انسان بدی کو جھیلے ہی نہیں بلکہ اس کا جواب نیکی سے دے۔ رہا عملِ صالح تو یہ بجائے خود ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جو بیک وقت اصول و فروع اور جڑ اور چوٹی سب پر حاوی ہے۔ گویا کہ یہ مقام ؏ ''کہ عنقا را بلند است آشیانہ'' [۳] کی تفسیر اور انسانیت کے بلند ترین مراتب یا ''حظِ عظیم'' کی تفصیل ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ لیا جائے کہ سورۃ العصر نے جس راہ کے ابتدائی مراحل کا ذکر کیا ہے اس مقام پر اس کی انتہائی منزلیں واضح کر دی گئیں۔

متذکرہ بالا چاروں درس جامع [۴] تھے، یعنی ان سب میں نجات کے چاروں لوازم کا ذکر موجود ہے۔ آگے اسباق میں ان میں سے ایک ایک جزو کو لے کر ان کی تشریح و تفصیل کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ پانچ مقامات ایمان کے ذیل میں ہیں اور چھ مقامات تواصی بالصبر کے سلسلے میں ہیں اور آخر میں ایک جامع سورت کے درس پر اس نصاب کا اختتام ہوتا ہے جس سے گویا ایک بار پھر پورے سبق کی دہرائی ہو جاتی ہے۔ ان مقامات میں سے کچھ مختصر ہیں جنہیں ایک نشست میں بیان کیا جا سکتا ہے اور کچھ طویل ہیں جن کے لئے ایک سے زائد درس درکار ہوں گے۔ لہٰذا آئندہ درسوں کا نمبر متعین نہیں رہے گا یہ تعداد مختلف احوال و مقامات کی مناسبت سے تبدیل ہوتی رہے گی۔

---

(۱) گھیرے ہوئے (۲) خلاصۂ کلام (۳) عنقا (روایتی پرندہ) کا گھونسلہ بلند ہے (۴) مکمل

مباحثِ ایمان

درسِ اوّل

قرآن کے فلسفہ وحکمت کی اساسِ کامل

سورۃ الفاتحہ کی روشنی میں

درسِ دوم

اولوالالباب کے ایمان کی کیفیت

سورۃ آلِ عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ سوم

نورِ ایمانی کے اجزائے ترکیبی

سورۃ النور (رکوع ۵) کی روشنی میں

درسِ چہارم

ایمان اور اس کے ثمرات ومضمرات

سورۃ التغابن کی روشنی میں

درسِ پنجم

اثباتِ آخرت کے لئے قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کی اساسِ کامل

سورۃ الفاتحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝۱	کُل تعریف (کل حمد وثنا اور کل شکر) اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝۲	جو رحمٰن اور رحیم ہے
مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝۳	وہ جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝۴	ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝۵	(اے ربّ ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔
صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ	راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا
غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝۷	جو نہ تو مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ

ایمان کے مباحث میں پہلا درس سورۃ الفاتحہ پر مشتمل ہے جو گویا قرآن کے فلسفہ وحکمت کے خلاصے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسے ''اساس القرآن'' بھی کہا گیا اور ''اُمّ القرآن'' بھی۔ اس سورۂ مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جہاں تک ایمان باللہ یا توحید اور ایمان بالآخرت یا معاد کا تعلق ہے ان تک تو ایک سلیم الفطرت (۱) اور سلیم العقل (۲) انسان عقل وفطرت کی رہنمائی میں از خود بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک بے پناہ جذبۂ عبادت واستعانت اس کے اندر ابھرتا ہے لیکن جہاں تک ''صراط مستقیم'' یعنی زندگی بسر کرنے کے لئے معتدل اور متوازن طریقے کا معاملہ ہے وہاں انسانی عقل بالکل بے بس ہے اور انسان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ گھٹنے ٹیک کر اللہ سے ہدایت کی درخواست کرے۔ اور اصلاً یہی ایمان بالرسالت کی عقلی بنیاد ہے!

(۱) صحیح فطرت والا (۲) صحیح العقل

اولوالالباب کے ایمان کی کیفیت

سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں
وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ	اور رات اور دن کے الٹ پھیر میں
لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾	ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔
الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ	جو اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور اپنے پہلوؤں پر بھی
وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ	اور مزید غور و فکر کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں
رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ	اے ہمارے ربّ! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد تو پیدا نہیں کیا ہے
سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾	تو پاک ہے (اس سے کہ کوئی عبث کام کرے) پس تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا!
رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ؕ	اے ہمارے ربّ! جس کو تو نے داخل کر دیا آگ میں بے شک اس کو تو نے رسوا کر دیا
وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾	اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوں گے

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ	اے ہمارے ربّ! ہم نے ایک پکارنے والے کوسنا، جو ایمان کی ندا دے رہا تھا
اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ	کہ ایمان لاؤ اپنے ربّ پر تو ہم ایمان لے آئے
رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا	اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے!
وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا	اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے!
وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۚ ﴿۱۹۳﴾	اور ہمیں وفات دیجیو اپنے نیکوکار (اور وفادار) بندوں کے ساتھ
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ	اے ہمارے رب! ہمیں بخش وہ سب کچھ جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے
وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ	اور ہمیں رسوانہ کیجیو قیامت کے دن
اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾	یقیناً تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا
فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ	تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی
اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ	کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے کسی عمل کو ضائع کرنے والا نہیں ہوں
مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ	خواہ وہ مرد ہو یا عورت
بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ	تم سب ایک دوسرے ہی میں سے ہو
فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا	سو جنہوں نے ہجرت کی
وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ	اور جو اپنے گھروں سے نکال دیے گئے

وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ	اور جنہیں میری راہ میں ایذائیں پہنچائی گئیں
وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا	اور جنہوں نے (میری راہ میں) جنگ کی اور جانیں بھی دے دیں
لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ	میں لازماً اُن سے اُن کی برائیوں کو دور کر دوں گا
وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ	اور لازماً داخل کروں گا انہیں ان باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ	اور یہ بدلہ ہوگا اللہ کے پاس سے
وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾	اور بہترین بدلہ تو اللہ ہی کے پاس ہے

ایمان کے ذیل میں دوسرا درس سورۂ آلِ عمران کے آخری رکوع کی آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵ پر مشتمل ہے۔ یہ آیاتِ مبارکہ ایمان کے سلسلے میں قرآنِ حکیم کے سادہ اور فطری استدلال [۱] کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ گویا ان سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ ایک صحیح العقل اور سلیم الفطرت انسان کس طرح اولاً آفاق وانفس میں غور وفکر کے نتیجے میں خدا کے وجود، اس کی توحید اور اس کی صفاتِ کمال کا علم حاصل کرتا ہے یا بالفاظ دیگر ایمان باللہ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ پھر کس طرح وہ خدا کی یاد کے التزام کے ساتھ مزید غور وفکر سے ایمان باللہ کی ایک فرع ہی کی حیثیت سے معاد وآخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور پھر جب انہی دو اساسی امور پر مشتمل کسی نبی کی دعوت اس کے کانوں میں پڑتی ہے تو کس طرح والہانہ [۲] اس پر لبیک کہتا ہے۔ اس طرح ان آیات سے گویا 'ایمانِ عقلی' اور 'ایمانِ سمعی' کا باہمی ربط بھی واضح ہو جاتا ہے اور فی الجملہ ایمان کی عقلی ومنطقی ترکیب (synthesis) پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے۔

(۱) فطرت کے مطابق دلیل لانا　　(۲) عاشقانہ انداز سے

آخر میں اس ایمان سے اس صحیح الفطرت انسان کی زندگی میں جو انقلاب آتا ہے اور حق کے لئے وہ جس ایثار و قربانی، صبر و ضبط اور ثبات و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا ذکر ہے اور اس کی ان جانبازیوں[۱] اور سرفروشیوں[۲] پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انتہائی تاکیدی انداز میں اجر و ثواب کا وعدہ اور پختہ یقین دہانی ہے۔

ایمان کی متذکرہ بالا تین کڑیوں میں سے پہلی یعنی

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار[۳]

کے مصداق کائنات میں ہر چہار طرف پھیلی ہوئی آیاتِ الٰہی پر غور و فکر سے اصحابِ عقل و دانش[۴] کے خدا کو پہچاننے اور اس کی توحید اور صفاتِ کمال کا علم حاصل کرنے یا بالفاظِ دیگر اس پر ایمان لانے کی مزید وضاحت کے ضمن میں سورۃ البقرہ کی آیات ۱۶۴ اور ۱۶۵ سے مدد لی جاتی ہے، جن سے مزید ایک اور حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ معرفتِ خداوندی کا اصل ثمرہ[۵] یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت سے اس درجہ سرشار[۶] ہو جائے کہ بقیہ تمام محبتیں اس کی محبت کے تابع ہو جائیں۔

اسی طرح ایمان کے سلسلۃ الذہب[۷] کی دوسری کڑی یعنی تخلیقِ کائنات میں حکمتِ خداوندی کی کارفرمائی اور ہر چیز کی بامقصدیت (purposefulness) کے مشاہدے سے جزا و سزا پر استدلال اور ایمان بالآخرت تک رسائی کی مزید وضاحت کے لئے سورۃ المومنون کی آیات ۱۱۵، ۱۱۶ سے استشہاد کیا جاتا ہے اور اس طرح 'ایمانِ عقلی' کے دونوں اجزاء کی مزید وضاحت بھی ہو جاتی ہے اور سامع[۸] پر "اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا" (قرآن کے بعض حصے دوسرے حصوں کی تفسیر بیان کرتے ہیں) کی حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے۔

(۱) جان پر کھیلنا　(۲) جاں بازیوں　(۳) سبز درختوں کے پتے ایک عقل مند کی نظر میں خالق کی معرفت کے رجسٹر کا ایک ورق ہے　(۴) عقل مند لوگ　(۵) نتیجہ　(۶) نشے میں چُور　(۷) سنہری زنجیر　(۸) سننے والا

نورِ ایمانی کے اجزائے ترکیبی

نورِ فطرت اور نورِ وحی

سورۃ النور (رکوع 5) کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	اللہ نُور ہے آسمانوں اور زمین کا
مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ	اُس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق
فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ	اس (طاق) میں ایک روشن چراغ ہے
اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ	وہ چراغ شیشے (کے فانوس) میں ہے
اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ	اور وہ شیشہ ایک چمکدار ستارے کی مانند ہے
یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ	وہ (چراغ) جلایا جاتا ہے ایک مبارک درخت سے
زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ	جو زیتون کا ہے، جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی،
یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ	قریب ہے کہ اُس کا روغن (خود بخود) روشن ہو جائے، چاہے اسے آگ نے ابھی چھوا بھی نہ ہو
نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ	روشنی پر روشنی!
یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ	اللہ ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے۔

وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ	اور اللہ یہ مثالیں بیان کرتا ہے لوگوں (کی راہنمائی) کے لیے
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ﴿۳۵﴾	جبکہ اللہ تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے
فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ	(اُس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے) ان گھروں میں (پائے جاتے ہیں) جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے
وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ	اور ان میں اس کا نام لیا جائے
یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾	وہ تسبیح کرتے ہیں اللہ کی ان (مساجد) میں صبح اور شام
رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ	وہ جواں مرد جنہیں غافل نہیں کرتی کسی قسم کی کوئی تجارت یا خرید و فروخت
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	اللہ کے ذکر سے
وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ	اور نماز قائم کرنے سے
وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ ۛ	اور زکوٰۃ ادا کرنے سے
یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۳۷﴾ ق	(اس سب کچھ کے باوجود بھی) وہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں اُس دن کے تصور سے جس دن الٹ جائیں گے دل اور نگاہیں
لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا	تا کہ اللہ انہیں بہترین جزا دے ان کے اعمال کی
وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور ان کو اپنے فضل سے مزید نوازے
وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾	اور اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے بغیر حساب کے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اور جو کافر ہیں
اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ	ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے سراب کسی چٹیل میدان میں
يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ	پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ	یہاں تک کہ وہ جب اس کے پاس آیا
لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا	تو اُس نے وہاں کچھ نہ پایا
وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ	البتہ اس نے اس کے پاس اللہ کو پایا
فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ	تو اس نے پورا پورا چکا دیا اسے اس کا حساب
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾	اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّـجِّىٍّ	یا بہت گہرے سمندر میں اندھیروں کی مانند
يَّغْشٰهُ مَوْجٌ	اسے ڈھانپ لیتی ہو ایک موج
مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ	اس کے اوپر ہو ایک اور موج
مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ	اس کے اوپر ہوں بادل
ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ	اندھیرے ہی اندھیرے ہیں ایک دوسرے کے اوپر
اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰٮهَا ؕ	جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے بھی نہیں دیکھ سکتا
وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا	اور جس کو اللہ نے ہی کوئی نور عطا نہ کیا ہو
فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾	تو اس کے لیے کہیں کوئی نور نہیں ہے

ایمان کے ذیل میں تیسرا درس سورۃ النور کے رکوع ۵ پر مشتمل ہے جس کی آیت ۳۵ میں ایک حددرجہ بلیغ تمثیل [(۱)] کے پیرائے میں 'نورِ ایمان کی حقیقت' سمجھائی گئی ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی کو واضح کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ یہ دو اجزاء سے مرکب ہے: ایک نورِ فطرت جس کی مثال اس صاف شفاف تیل کی سی ہے جو گویا کہ منتظر ہوتا ہے کہ جونہی آگ اس کے قریب آئے وہ فوراً بھڑک اٹھے اور دوسرے نورِ وحی جس کی مثال اس آگ کی سی ہے جو فطرت کے صاف روغن کو فوراً مشتعل [(۲)] کر دیتی ہے۔ یہ تمثیل اگرچہ کاملۃً تو صرف صدیقین کے ایمان ہی پر چسپاں [(۳)] ہوتی ہے چونکہ ان ہی کی فطرت کا روغن اتنا شفاف ہوتا ہے کہ وہ نبیؑ کی دعوت پر بغیر کوئی دلیل طلب کئے فوراً ایمان لے آتے ہیں تاہم اس سے اس بنیادی حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جس طرح بصارتِ ظاہری کے لئے بھی خارج میں روشنی اور آنکھوں میں بینائی دونوں کا ہونا لازم ہے اسی طرح اس بصیرتِ باطنی کے لئے بھی کہ جس کا نام ایمان ہے یہ دونوں چیزیں لازم ہیں کہ خارج میں نورِ وحی و رسالت بھی موجود ہو اور انسان کے باطن میں اس کی فطرت کا نور بھی بالکل بجھ نہ چکا ہو۔ اس طرح یہ تمثیل سلسلۂ ایمان کی تیسری کڑی یعنی 'ایمان بالرسالت' کی حقیقت کو مزید واضح کر دیتی ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۸ میں ان سلیم الفطرت انسانوں کی زندگیوں کی ایک دوسری جھلک دکھائی گئی ہے جو نورِ ایمان سے کماحقہٗ [(۴)] بہرہ ور ہوتے ہیں یعنی مساجد کے ساتھ ان کی محبت، ذکرِ الٰہی کے ساتھ ان کا اُنس اور اس کے لئے ان کا ذوق وشوق اور اس پر ان کا دوام [(۵)]، صلوٰۃ وزکوٰۃ کا التزام اور ان سب کے بعد بھی خشیتِ الٰہی [(۶)] کا غلبہ اور حساب وکتاب اور جزا وسزا کے خیال سے لرزہ براندام [(۷)] رہنا۔

---

(۱) کامل مثال (۲) بھڑکانا (۳) موزوں (۴) جیسا کہ اس کا حق ہے، بخوبی
(۵) ہمیشگی (۶) اللہ تعالیٰ کا خوف (۷) کپکپی طاری ہونا

اس مقام پر اس حقیقت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ 'مردِ مؤمن' کی زندگی کی تصویر کا ایک رخ تو وہ ہے جو سورۂ آلِ عمران کی آیت ۱۹۵ میں بیان ہوا ہے اور دوسرا رخ یہ ہے جو یہاں سورۃ النور کی آیات ۳۶ تا ۳۸ میں دکھایا گیا ہے اور مکمل تصویر ان دونوں کے امتزاج [۱] ہی سے بنتی ہے ایک نقشہ عشق ومحبت، ذوق وشوق اور عبادت وریاضت کا ہے اور دوسرا نقشہ سعی وجہد، مصابرت ومقاومت اور جہاد وقتال کا۔ اور بات تبھی بنتی ہے جب یہ دونوں پہلو موجود ہوں۔ یعنی وہی بات جو دشمنوں نے ان الفاظ میں بیان کی تھی کہ '' هُمْ بِاللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَّبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ '' (یہ لوگ تورات کے راہب ہیں اور دن کے شہسوار!)

اس رکوع کی بقیہ آیات میں دو تمثیلوں کے پیرائے میں ایک تو ''نور علیٰ نور'' کے بالکل برعکس {ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ} کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ایک طرف تو نورِ وحی ونبوت سے بالکل محروم رہے اور دوسری طرف ان کا نورِ فطرت بھی بالکل بجھ چکا، چنانچہ اب ان کے پاس نہ تو نورِ ایمان کی کوئی جھلک ہے نہ کسی نیکی یا بھلائی کی کوئی روشنی، حتیٰ کہ ان کی زندگی ریاکارانہ [۲] نیکی کی ملمع سازی والی جھوٹی چمک سے بھی بالکل خالی نظر آتی ہے۔ اور دوسرے ایک درمیانی کردار کی نقشہ کشی کی گئی ہے جن کے پاس ایمان ہے تو صرف زبانی اقرار اور دعویٰ کی حد تک، قلب کی تصدیق سے بالکل تہی دست [۳]، اور اگر کوئی نیکی یا صدقہ و خیرات ہے تو محض ریا وسمعہ [۴] کی خاطر، خلوص اور اخلاص سے بالکل خالی۔ ان کی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو سراب کو پانی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور آخرکار تباہی وہلاکت سے دوچار ہو کر رہتا ہے۔

(۱) آمیزش (۲) دکھاوے کے لیے (۳) خالی ہاتھ (۴) دکھاوا اور شہرت

ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات

سورۃ التغابن کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ج	تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ شے جو زمین میں ہے
لَهُ الْمُلْكُ	اُسی کی بادشاہی ہے
وَلَهُ الْحَمْدُ ز	اور اُسی کے لیے حمد ہے
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ	وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے
فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط	پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مؤمن
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ	اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا حق کے ساتھ
وَصَوَّرَكُمْ	اور اُس نے تمہاری صورت گری کی
فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ج	تو بہت ہی عمدہ صورت گری کی
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣	اور اُسی کی طرف (سب کو) لوٹنا ہے
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ط	اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٤	اور اللہ اُس سے بھی باخبر ہے جو تمہارے سینوں کے اندر ہے
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ز	کیا تمہارے پاس خبریں آ نہیں چکی ہیں ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا پہلے
فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ	تو انہوں نے اپنے کیے کا مزہ چکھ لیا
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٥	اور ان کے لیے دردناک عذاب بھی ہے
ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	یہ اس لیے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول آتے رہے واضح نشانیاں لے کر
فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ز	تو انہوں نے کہا کہ کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟
فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا	پس انہوں نے کفر کیا اور رُخ پھیر لیا
وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ	اور اللہ نے بھی (ان سے) بے نیازی اختیار کی
وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝٦	اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز، ستودہ صفات
زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ	کافروں کو یہ زعم ہے کہ وہ (مرنے کے بعد) ہرگز اٹھائے نہیں جائیں گے
قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیجیے: کیوں نہیں! مجھے میرے رب کی قسم ہے
لَتُبْعَثُنَّ	تم لازماً اٹھائے جاؤ گے
ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ	پھر تمہیں لازماً جتلایا جائے گا ان اعمال کے بارے میں جو تم نے کیے ہیں

وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر
وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ	اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے
يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ	جس دن کہ وہ تمہیں جمع کرے گا جمع ہونے کے دن کے لیے
ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ	وہی ہے ہار اور جیت کے فیصلے کا دن
وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ	اور جو کوئی ایمان لائے اللہ پر
وَ يَعْمَلْ صَالِحًا	اور نیک اعمال کرے
يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ	وہ اس کی برائیوں کو اس سے دور کر دے گا
وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩	یہ ہے بہت بڑی کامیابی
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جنہوں نے انکار کیا
وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور تکذیب کی ہماری آیات کی
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ	وہی ہوں گے جہنمی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں
وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠	اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے
مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ	اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے
يَهْدِ قَلْبَهٗ	وہ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪	اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ	اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پھر اگر تم نے پیٹھ موڑ لی
فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑫	تو جان لو کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمے تو صرف صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اللہ وہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬	پس اہل ایمان کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے ایمان کے دعوے دارو!
اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ	تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں
فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ	سو ان سے بچ کر رہو
وَاِنْ تَعْفُوْا	اور اگر تم معاف کر دیا کرو
وَتَصْفَحُوْا	اور چشم پوشی سے کام لو
وَتَغْفِرُوْا	اور بخش دیا کرو
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭	تو اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔
اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ	تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے امتحان ہیں
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑮	اور اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ	پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اپنی حدِ امکان تک
وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا	اور سنو اور اطاعت کرو
وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ	اور خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) یہی تمہارے لیے بہتر ہے
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ	اور جو کوئی اپنے جی کے لالچ سے بچالیا گیا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾	تو ایسے ہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے
يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ	تو وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ	اور تمہیں بخش دے گا
وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾	اور اللہ شکور (یعنی قدر دان) بھی ہے اور حلیم (یعنی بردبار) بھی
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾	جاننے والا ہے چھپے اور کھلے سب کا، وہ بہت زبردست ہے، کمال حکمت والا ہے۔

ایمان کی بحث کے ذیل میں چوتھے نمبر پر سورۃ التغابن پڑھی جاتی ہے جو عموماً دو نشستوں ہی میں پڑھی جاسکتی ہے۔ ایک میں اس کا رکوعِ اوّل اور دوسری میں رکوعِ ثانی۔ اس سورت کے مضامین کی ترتیب اس اعتبار سے بڑی عجیب ہے کہ اس کے رکوع اول میں ایمان کے تینوں اجزاء کو صرف بیان (Narrate) کر دیا گیا ہے۔ استدلال [1] کا پہلو یہاں بھی اگرچہ موجود ہے تاہم بہت خفی اور دوسرے رکوع میں ایمان کے بعض مضمرات اور مقدّرات کو بھی کھول دیا گیا ہے اور اس کے اہم ثمرات [2] کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

(۱) دلیل لانا (۲) نتائج

چنانچہ رکوع اول میں سب سے پہلے خدا کی ہستی، اس کی توحید اور اس کی صفاتِ کمال پر آیاتِ آفاقی کی شہادت کو اس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے، اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اور پھر اس کے مرتبہ و مقام اور اس کی بعض صفاتِ کمال خصوصاً قدرت اور علم کا بیان ہے۔ پھر رسالت کے ذیل میں رسولوں کی تکذیب کرنے والی قوموں کے عذابِ الٰہی سے ہلاک ہونے کا بیان بھی ہے اور رسالت کے باب میں ان کی اس اصل گمراہی کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے بشریت اور نبوت و رسالت کو ایک دوسرے کی ضد خیال کیا۔ اس کے بعد منکرین بعث بعد الموت[۱] کی شدت کے ساتھ تردید اور قیامِ قیامت اور حشر و نشر اور جزا و سزا کا بیان اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اصل ہار جیت اور کامیابی و ناکامی کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اور آخر میں اللہ، رسول، کتاب اور آخرت پر ایمان کی پُرزور دعوت ہے۔

دوسرے رکوع میں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا۔ ایمان کے مضمرات اور ثمرات کا بیان ہے یعنی:

(i) تسلیم و رضا　(ii) اطاعت و انقیاد[۲]،　(iii) توکل و اعتماد

(iv) علائقِ دنیوی کی فطری محبت کے پردے میں انسان کے دین و ایمان اور آخرت و عاقبت کے لئے جو بالقوہ (Potential) خطرہ مضمر ہے اس سے متنبہ اور چوکس و چوکنا رہنا۔ البتہ یہ بھی نہ ہو کہ انسان گھر کو میدانِ جنگ ہی بنا ڈالے۔ اس کے برعکس بہتر ہے کہ عفو و درگزر کی روش اختیار کی جائے۔

(v) تقویٰ　(vi) سمع و طاعت　اور

(vii) انفاق فی سبیل اللہ جس کی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔

اس طرح یہ سورت ایمان کے بیان میں نہایت جامع ہے کہ اس کے اجزائے ثلاثہ کی تفصیل بھی اس میں آگئی اور اس سے انسان کے نقطۂ نظر، طرزِ فکر اور ذہنی روش[۳] میں جو تبدیلیاں آنی چاہئیں اور اس کے طرزِ عمل اور معاملاتِ دنیوی میں اس کے عملی رویے میں جو انقلاب برپا ہو جانا چاہئے، اس کا بیان بھی ہو گیا۔ اس سورت کا دوسرا رکوع ایک کسوٹی[۴] ہے جس پر انسان اپنے ایمان کو پرکھ کر دیکھ سکتا ہے کہ واقعتاً ایمان موجود ہے یا نہیں اور ہے تو کتنا ہے اور کیسا؟

---

(۱) موت کے بعد دوبارہ جی اُٹھنا　(۲) مطیع ہونا　(۳) سوچ کا انداز　(۴) معیار

اثباتِ آخرت کیلئے

قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾	نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی
وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ﴿۲﴾	اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں نفس لوّامہ کی
اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾	کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کرسکیں گے؟
بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾	کیوں نہیں! ہم تو پوری طرح قادر ہیں اس پر بھی کہ ہم اس کی ایک ایک پور درست کردیں
بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ اَمَامَہٗ ۚ﴿۵﴾	بلکہ انسان تو یہ چاہتا ہے کہ فسق و فجور آگے بھی جاری رکھے
یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾	وہ پوچھتا ہے: کب آئے گا قیامت کا دن؟
فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾	پس جب نگاہیں چندھیا جائیں گی۔
وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾	اور چاند بے نور ہو جائے گا
وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾	اور سورج اور چاند یکجا کردیے جائیں گے
یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾	اُس دن انسان کہے گا: کہاں ہے کوئی بھاگ جانے کی جگہ؟

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾	(کہا جائے گا:) ہرگز نہیں کوئی جائے پناہ نہیں ہے
اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾	اس روز تمہارے ربّ ہی کے حضور میں جا کر کھڑے ہونا ہے
يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿١٣﴾	جتلا دیا جائے گا انسان کو اُس دن جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہوگا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہوگا
بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾	بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت رکھتا ہے
وَ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ	اور چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے آپ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو
لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾	تیزی سے حرکت نہ دیں
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾	اسے جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾	پھر جب ہم پڑھنے لگیں (فرشتہ کی زبانی) تو ساتھ رہیے اس کے پڑھنے کے
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾	پھر ہمارے ہی ذمے ہے اس کو واضح کر دینا بھی
كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾	ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو
وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾	اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾	بہت سے چہرے اُس دن تر و تازہ ہوں گے
اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾	اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے
وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾	اور بہت سے چہرے اُس روز اُترے ہوئے ہوں گے
تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾	ان کو یقین ہوگا کہ اب ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہونے والا ہے

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾	ہرگز نہیں! جب کہ جان آ کر پھنس جاتی ہے ہنسلیوں میں
وَ قِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿۲۷﴾	اور کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟
وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾	اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾	اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے
اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾	اُس دن تو آپ کے رب ہی کی طرف دھکیلے جانا ہے
فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾	پس اُس نے نہ تو تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی
وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾	بلکہ اس نے جھٹلا دیا اور پیٹھ موڑ لی
ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾	پھر چل دیا اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا
اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾	افسوس ہے تجھ پر
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾	افسوس ہے پھر افسوس ہے تجھ پر
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾	کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟
اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾	کیا وہ حقیر پانی کی ایک بوند نہیں تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکائی جاتی ہے؟
ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾	پھر وہ ایک علقہ بنا پھر اللہ نے اس کو بنایا اور اس کے اعضاء درست کیے
فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾	پھر اسی سے اُس نے دو زوج بنائے نر اور مادہ
اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾	تو کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دے؟

متذکرہ بالا چار مقامات کے درس سے ایمان کی بحث اگرچہ مکمل ہو جاتی ہے لیکن ایمانیات کے ذیل میں قرآن حکیم میں خاص طور پر جس قدر زور ایمان بالآخرت پر دیا گیا ہے اور خصوصاً انسان کے عمل پر جتنا اثر قیامِ قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کے یقین سے پڑتا ہے اس کے پیش نظر ایک مزید درس خاص اسی موضوع پر شاملِ نصاب کیا گیا ہے۔ یعنی سورۃ القیامہ مکمل جس میں قیامِ قیامت اور جزا و سزا کے لئے مثبت استدلال کو تو دو قسموں کی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے اور منفی طور پر منکرینِ قیامت کے موقف کا کامل ابطال [1] کر دیا گیا ہے اور ان کے اعتراضات اور دلائل کی قلعی کھول دی گئی ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو قیامت کے بارے میں ان کے استعجاب اور استبعاد کو دور کرنے کے لئے خدا کی اس قدرتِ کاملہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی جس کا سب سے بڑا مظہر خود انسان کی اپنی پیدائش ہے اور دوسری طرف منکرینِ قیامت کی گمراہی کا اصل سبب بھی بیان کر دیا۔ اور ان کے مرض کی اصل تشخیص بھی کر دی گئی یعنی حبِ عاجلہ [2] میں گرفتار اور فسق و فجور کا عادی اور ظلم و تعدی کا خوگر ہو جانا جس کی بنا پر انسان حساب و کتاب اور جزا و سزا کے تصور تک سے بھاگتا ہے اور اس کبوتر کے مانند جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے، نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کے تصور سے اپنے موجودہ عیش کو مکدّر اور منغص کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ زبان سے انسان چاہے جو کچھ کہے، اس کے انکارِ قیامت کا اصل سبب وہی ہے جو سورۃ القیامہ میں {بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ} اور {كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ} کے الفاظ مبارکہ میں بیان ہوا۔

ضمنی طور پر ایک نہایت لطیف پیرائے میں یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ خود دعوتِ دین اور ابلاغ و تبلیغ حتیٰ کہ تحصیلِ علم کے معاملے میں بھی 'عجلت پسندی' [3] سے اجتناب کیا جانا چاہئے۔

(۱) رَدکرنا (۲) دنیا کی محبت (۳) جلد بازی

حصہ سوم

مباحثِ عملِ صالح

درسِ اوّل

تعمیرِ سیرت کی اساسات

سورۃ المؤمنون پہلی 11 آیات اور سورۃ المعارج 19 تا 35 آیات کی روشنی میں

درسِ دوم

بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ سوم

عائلی زندگی کے بنیادی اصول

سورۃ التحریم کی روشنی میں

درسِ چھارم

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل کی روشنی میں

درسِ پنجم

مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اصول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

ایمان کے مباحث کے بعد 'عمل صالح' کی تشریح پر مشتمل چھ مقامات شامل نصاب ہیں اور وہ گویا کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ لوازمِ نجات میں سے دوسری لازمی شرط یعنی {وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ} ہی کی تفسیرِ مزید ہیں۔ اس لئے کہ از روئے قرآن انسان کی مطلوبہ سیرت و کردار کا پورا ڈھانچہ بغایتِ اختصار[1] ان تین مقامات میں بیان ہو چکا ہے جو سورۃ العصر کے فوراً بعد 'جامع اسباق' کی حیثیت سے شامل نصاب ہیں۔ اور پھر اس کی کسی قدر وضاحت بھی ایمان کے مباحث میں ہو چکی ہے۔ چنانچہ آیہ بر (سورۃ البقرہ ۱۷۷) میں ایک صحیح معنی میں 'نیک' اور 'شریف' انسان کی شخصیت کا پورا خاکہ موجود ہے۔ پھر سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں بھی ایک 'حقیقت بین' اور 'فرض شناس' انسان کی شخصیت کا کامل ہیولیٰ[2] موجود ہے۔ اور سورۃ حٰمٓ السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ میں بھی ایک حقیقی معنوں میں 'بندۂ رب' کی پوری تصویر کشی کر دی گئی ہے۔ اور پھر ان سے بھی کہیں زیادہ وضاحت اور جامعیت کے ساتھ مباحثِ ایمان کے ذیل میں ایک 'مردِ مومن' کا پورا کردار سامنے آ چکا ہے، جس کے 'خارج' کے دو پہلو یا ظاہری تصویر کے دو رخ سورۃ آلِ عمران کے آخری اور سورۃ النور کے پانچویں رکوع سے واضح ہو گئے (یعنی مؤخّر الذکر مقام پر تعبّدی پہلو جو عشق و محبت، ذوق و شوق، عبادت و ریاضت، ذکر و شغل[3]، انابت[4] و اخبات[5] اور خوف و خشیت کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اور مقدّم الذکر مقام پر مجاہدانہ

(۱) اختصار کیلئے (۲) خاکہ (۳) اللہ کا دھیان (۴) رجوع (۵) اللہ کے سامنے عاجزی کرنا

پہلو جو جہاد وقتال، مصابرت ومقاومت[1]، ایذاوابتلاء اور ہجرت وانقطاع[2] کی شان رکھتا ہے) اور اس کی تکمیل سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع سے ہوگئی جس نے ایمان کی داخلی کیفیات اور اس کے باطنی نتائج وثمرات (یعنی تسلیم ورضا، توکل واعتماد، اطاعت وانقیادوغیرہ) کو بیان کرکے گویا قرآن کے 'مردِ مؤمن' کی شخصیت کا 'عرضِ ثالث' (Third Dimension) بھی واضح کردیا جس سے ایک زندہ اور جیتی جاگتی انسانی شخصیت پورے طور پر نگاہوں کے سامنے آگئی۔ اور قرآن کے انسانِ مطلوب کا پوراہیولیٰ واضح ہوگیا۔

اسی کی مزید وضاحت کے لئے قرآن مجید کے چھ اور مقامات کو داخل نصاب کیا گیا ہے جن میں سے پہلے تین مقامات زیادہ تر انسان کی نجی شخصیت اور اس کی ذاتی سیرت وکردار سے بحث کرتے ہیں اور بقیہ تین مقامات انسان کی اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ذیل میں ان کو سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے کے پہلے دو مقامات سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات ۱ تا ۱۱ اور سورۃ المعارج کی آیات ۱۹ تا ۳۵ پر مشتمل ہیں۔ اور (چونکہ ان میں حیرت انگیز مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا دراصل) یہ دونوں مل کر ایک درس بنتے ہیں اور انہیں ایک ہی نشست میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مقابلہ (۲) کٹ جانا

تعمیرِ سیرت کی اساسات

سورۃ المؤمنون پہلی 11 آیات اور
سورۃ المعارج 19 تا 35 آیات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾	کام نکال لے گئے اہل ایمان
الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾	وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں
وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾	اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں
وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾	اور وہ جو ہر دم اپنے تزکیے کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں
وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾	اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں
اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ	سوائے اپنی بیویوں
اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ	یا اپنی لونڈیوں کے،
فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۚ﴿۶﴾	تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں
فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ	تو جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا
فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾	تو ایسے لوگ ہی حد سے بڑھنے والے ہیں
وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَ عَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾	اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩	اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠	یہی لوگ ہیں جو وارث ہوں گے
الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ	وہ وارث ہوں گے ٹھنڈی چھاؤں والے باغات کے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١	اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

سورۃ المعارج آیات 19 تا 35

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩	یقیناً انسان پیدا کیا گیا ہے تھڑ دلا
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠	جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جانے والا ہے
وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١	اور جب اسے بھلائی ملتی ہے تو بہت بخیل بن جاتا ہے
اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝٢٢	سوائے نمازیوں کے
الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝٢٣	جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں
وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝٢٤	اور وہ جن کے اموال میں معین حق ہے
لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۝٢٥	مانگنے والے کا اور محروم کا
وَ الَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝٢٦	اور جو فیصلے کے دن کی تصدیق کرتے ہیں
وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝٢٧	اور جو اپنے رب کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمۡ غَيۡرُ مَاۡمُوۡنٍ ۝٢٨	یقیناً ان کے رب کا عذاب ایسا نہیں ہے کہ کوئی اس سے نڈر ہو جائے
وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۝٢٩	اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں
اِلَّا عَلٰۤى اَزۡوَاجِهِمۡ	سوائے اپنی بیویوں
اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ	یا اپنی لونڈیوں کے
فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ ۝٣٠	تو ان لوگوں پر کوئی ملامت نہیں
فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ	تو جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا
فَاُولٰۤئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۝٣١	تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں
وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۝٣٢	اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس کرنے والے ہیں
وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِشَهٰدٰتِهِمۡ قَآئِمُوۡنَ ۝٣٣	اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔
وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ۝٣٤	اور وہ لوگ کہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں
اُولٰۤئِكَ فِىۡ جَنّٰتٍ مُّكۡرَمُوۡنَ ۝٣٥	یہی لوگ ہیں جو جنتوں میں ہوں گے اور وہاں ان کا اعزاز و اکرام ہوگا

ان دونوں مقامات کے مطالعے سے وہ بنیادی اصول واضح ہو جاتے ہیں جن پر قرآن مجید کے 'انسانِ مطلوب' کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت کا قصر[1] تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ گویا کہ ان مقامات پر بیان شدہ صفات مل کر وہ بنیاد کا پتھر (Rock Foundation) مہیا کرتی ہیں جس کے بغیر اسلامی سیرت و کردار کی تعمیر ایک خیالِ خام اور امیدِ موہوم[2] ہے۔

(۱) محل (۲) خیالی اُمید

ان اساسات میں اولین اور اہم ترین اساس نماز ہے جس کو دونوں جگہوں پر اولین صفت کی حیثیت سے بھی بیان کیا گیا اور آخری صفت کی حیثیت سے بھی۔ گویا کہ یہ ایک مسلمان کی زندگی کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی۔ اور اس کی شخصیت کی عمارت کا سنگِ بنیاد بھی ہے اور اس کی بلند ترین منزل بھی، بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس کے شہر زندگی کی ایسی فصیل [۱] ہے جس نے پورے طور پر اس کی زندگی کا احاطہ کرلیا ہے اور اسے کاملۃً اپنے حصار [۲] میں لے لیا ہے۔ اسی حقیقت کو مزید اس طرح واضح کیا گیا کہ سورۃ المؤمنون میں جس جگہ 'المؤمنون' کا لفظ استعمال ہوا۔ سورۃ المعارج میں وہاں 'المصلین' کی اصطلاح رکھ دی گئی۔ گویا 'مسلمان' اور 'نمازی' لازم وملزوم ہیں، یا باہم دگر مترادف وہم معنی۔ مزید یہ کہ نماز کی روح یعنی خشوع کی اہمیت تو اس طرح واضح کر دی گئی کہ سب سے پہلے ذکر اسی کا ہوا لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ اس کی اصل جان دوام ومحافظت ہے۔ چنانچہ دونوں مقامات کو بیک وقت نگاہ میں رکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ خشوع کا ذکر صرف ایک بار ہوا ہے جب کہ دوام ومحافظت کا تین بار۔

دوسری صفت استحضارِ آخرت [۳] ہے جس کا ذکر سورۃ المعارج میں ''تصدیق یوم الدین'' اور ''خوفِ عذاب وعقوبت'' کی صورت میں کیا گیا اور جس کا ماحصل ''اعراض عن اللغو'' کے عنوان سے سورۃ المؤمنون میں بیان کردیا گیا۔

تیسری صفت تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے حصول کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ وخیرات پر مسلسل عامل رہنا ہے جس کی طرف دونوں مقامات پر گہرے اور بلیغ اشارے کر دیئے گئے۔ چنانچہ سورۃ المؤمنون میں {لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ} کے الفاظ سے اس عمل کے دوام اور تسلسل کی طرف اشارہ کردیا گیا اور سورۃ المعارج میں اسے ''حق'' سے تعبیر کر کے صدقہ وخیرات کی اصل روح کی طرف توجہ دلادی گئی۔

---

(۱) دیوار (۲) خیالی اُمید (۳) قلعہ (۴) آخرت کو سامنے رکھنا

چوتھی صفت 'ضبطِ شہوت' (Sex Discipline) ہے جس کے ذیل میں ایک طرف آزاد شہوت رانی کی افراط اور دوسری طرف راہبانہ[1] نفس کشی کی تفریط[2] دونوں کی نفی اور تردید کرتے ہوئے اعتدال کی راہ کو واضح کر دیا گیا۔

اس کے بعد بین الانسانی معاملات کا ذکر ہے، جہاں انسان کی سیرت و کردار کی اصل جانچ ہوتی ہے اور انسان کی اصل حقیقت کھلتی ہے کہ وہ فی الواقع کتنے پانی میں ہے۔ اس ضمن میں انسان کی پوری زندگی کے تمام 'معاملات' کی صحت اور درستی کے لئے انسانی سیرت میں تین لازمی بنیادی اوصاف کی نشاندہی کی گئی ہے یعنی امانت، عہد اور شہادت۔ ان میں سے بھی چونکہ مزید تجزیئے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل بنیادی اوصاف امانتداری اور پاسِ عہد ہی ہیں اور خود شہادت حق کی ادائیگی کا دار و مدار[3] بھی اصلاً ان ہی پر ہے لہٰذا امانت اور عہد کا ذکر تو دونوں مقامات پر ہوا۔ اور شہادت کا صرف ایک پر یعنی سورۃ المعارج میں گویا کہ ان دونوں کی ایک اہم فرع کی حیثیت سے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان جتنا چاہے غور کر لے اسے اس حقیقت پر گہرا اور پختہ یقین حاصل ہوتا چلا جائے گا کہ معاملاتِ انسانی کی صحت و درستی کا پورا انحصار سیرت و کردار میں ان دو بنیادوں کے قائم اور استوار[4] ہونے پر ہے۔ اسی آسمانی ہدایت کی بہترین تشریح حکمتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رو سے یہ ہے کہ "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ"

(جس شخص میں امانت داری موجود نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو پاسِ عہد سے تہی دست ہو اس کا کوئی دین نہیں) او کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفداہ ابی و امی۔

اس طرح قرآن حکیم کے ان دو مقامات پر مشتمل درس میں وہ تمام لازمی و ناگزیر بنیادی اوصاف بیان ہو جاتے ہیں جن پر ایک مؤمن و مسلم کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت و کردار کی تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس امر کی وضاحت تحصیلِ حاصل[5] ہے کہ ان میں سے ایک بنیاد بھی مفقود یا ضعیف ہو گی تو یہ تعمیر اسی نسبت و تناسب سے ناقص و کج اور کمزور و مضمحل ہو گی۔

---

(۱) ترکِ دنیا (۲) کوتاہی (۳) انحصار (۴) مضبوط (۵) خلاصہ

بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا	بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں بُرج بنائے
وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾	اوراس میں رکھ دیا ایک چراغ اور ایک روشن چاند
وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ خِلۡفَۃً	اور وہی ہے جس نے دن اور رات کو بنا دیا ہے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا
لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ	اُس کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے
اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا ﴿۶۲﴾	یا شکر گزار بننا چاہے
وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا	اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی اور نرمی کے ساتھ چلتے ہیں
وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ	اور جب ان سے مخاطب ہوتے ہیں جاہل لوگ
قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾	تو وہ ان کو سلام کہہ دیتے ہیں
وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾	اور وہ لوگ راتیں بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہوئے
وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ	اور (اس کے باوجود) وہ لوگ دعا کرتے رہتے ہیں
رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ	کہ اے ہمارے ربّ! عذابِ جہنم کو ہم سے پھیر دے
اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ٝ	یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والی شے ہے

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾	یقیناً وہ بہت بری جگہ ہے مستقل ٹھکانے کے لیے بھی اور عارضی قیام کے لیے بھی
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا	اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں
لَمْ يُسْرِفُوْا	تو نہ اسراف کرتے ہیں۔
وَلَمْ يَقْتُرُوْا	اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾	بلکہ (ان کا معاملہ) اس کے بین بین معتدل ہوتا ہے
وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ	اور نہ ہی قتل کرتے ہیں کسی جان کو، جس کو اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ،
وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ	اور نہ ہی کبھی وہ زنا کرتے ہیں
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	اور جو کوئی بھی یہ کام کرے گا
يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ ۙ	وہ اس کی سزا کو حاصل کر کے رہے گا
يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	قیامت کے دن اُس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا
وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ ۖ	اور وہ اس میں رہے گا ہمیشہ ذلیل ہو کر
اِلَّا مَنْ تَابَ	سوائے اُس کے جس نے توبہ کی
وَاٰمَنَ	اور ایمان لایا
وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا	اور اس نے نیک عمل کیے
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ	تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾	اللہ غفور ہے، رحیم ہے

وَمَنْ تَابَ	جس نے توبہ کی
وَعَمِلَ صَالِحًا	اور نیک اعمال کیے
فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾	تو ایسا شخص توبہ کرتا ہے اللہ کی جناب میں جیسا کہ توبہ کرنے کا حق ہے
وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ	اور وہ لوگ جو جھوٹ پر موجود نہیں رہتے
وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿٧٢﴾	اور جب وہ کسی لغو کام پر سے گزرتے ہیں تو باوقار انداز سے گزر جاتے ہیں
وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ	اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے
لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾	تو وہ اس پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے
وَالَّذِينَ يَقُولُونَ	اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ	اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما
وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾	اور ہمیں مُتقیوں کا امام بنا
أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا	یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی جزا میں بالاخانے ملیں گے
وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾	اور ان میں ان کا استقبال کیا جائے گا دعاؤں اور سلام کے ساتھ
خَالِدِينَ فِيهَا	وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾	وہ بہت ہی عمدہ جگہ ہے مستقل قیام کے لیے بھی اور تھوڑی دیر ٹھہرنے کے لیے بھی

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !) آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب کو تمہاری کوئی پروا نہیں
لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ	اگر نہ ہوتا تمہیں پکارنا
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ	اب جبکہ تم نے جھٹلا دیا ہے
فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾	تو عنقریب یہ (عذاب تمہیں) چمٹ کر رہے گا۔

'عملِ صالح' کی وضاحت میں تیسرا مقام سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر مشتمل ہے، جس میں بعض دوسرے اہم اور نہایت حکیمانہ اور دین کے فلسفہ وحکمت کے اعتبار سے انتہائی بنیادی حقائق کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ایک بندۂ مؤمن کی پختہ اور پوری طرح تعمیر شدہ شخصیت کی جھلک ''عبادالرحمن'' کے اوصاف کی صورت میں دکھا دی گئی ہے۔ گویا کہ پچھلے درس میں جس انسانی شخصیت کی تعمیر کے ابتدائی لوازم کا ذکر تھا، اس مقام پر اس کی پوری طرح تکمیل شدہ و تیار (Finished) اور ہر اعتبار سے پختہ (Mature) حالت کی کامل تصویر کشی کردی گئی ہے۔

چنانچہ یہاں آغاز ان دو اوصاف کے بیان سے ہوا جو کسی انسان کی پختگی (Maturity) کی سب سے نمایاں اور اہم ترین علامتیں ہیں۔ یعنی ایک عجز وانکسار اور تواضع وفروتنی (واضح رہے کہ اس صفت کا ذکر ابتدائی اسباق میں سے سبق نمبر تین میں آخری اور بلند ترین وصف کی حیثیت سے ہوا ہے) اور دوسرے گفت وشنید (۱)، بحث وتمحیص اور مناظرہ ومجادلہ میں وقار وشائستگی اور حکمتِ دعوت وتبلیغ کو ملحوظ رکھنا۔

پھر نماز کا ذکر آیا۔ لیکن نماز پنجگانہ اور صلوٰۃ مفروضہ (۲) کا نہیں بلکہ رات کے قیام وسجود، تسبیح وتہلیل (۳) اور دعاء و استغفار کا، جو گویا کہ 'صلوٰۃ' کا نقطۂ عروج ہے (واضح رہے کہ سورۃ النور کی طرح یہاں بھی عبادت و ریاضت کی اس بلند منزل پر ہونے کے باوجود خوفِ عذاب اور تقویٰ وخشیتِ الٰہی (۴) کا ذکر موجود ہے)۔

پھر ایک اور وصف کا ذکر ہے جو تواضع (۵) وانکسار اور شائستگی ووقار ہی کی طرح انسانی شخصیت کی پختگی (Maturity) کی ایک اہم علامت ہے یعنی اعتدال اور میانہ روی، جس کا سب سے بڑا مظاہرہ انسان کے ذاتی خرچ اور گھریلو اخراجات کے میدان میں ہوتا ہے کہ نہ بخل (۶) سے کام لیا جائے نہ اسراف سے۔

(۱) بات چیت (۲) فرض نماز (۳) لا الٰہ الا اللہ کہنا (۴) اللہ کا خوف (۵) عاجزی (۶) کنجوسی

''شہادتِ زُور'' کا ذکر یہاں اس انداز سے آیا کہ یہ لوگ جھوٹ کی گواہی ہی سے مجتنب نہیں رہتے بلکہ جھوٹ پر''موجودگی'' تک کو گوارا نہیں کرتے۔اسی طرح ''اعراض عن اللغو''[1] کا ذکر اس طور سے ہوا کہ بالارادہ کسی لغو کا ارتکاب یا اس کے جانب میلان تو درکنار اگر اتفاقاً ان کا گزر 'لغو' کے پاس سے بھی ہو جائے تو بھی متوجہ نہیں ہوتے بلکہ شریفانہ انداز سے دامن بچاتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

پھر کفار پر ایک تعریض [2] کے اسلوب میں 'عباد الرحمن' کا یہ وصف بیان کر دیا گیا کہ وہ غور و فکر اور تدبر و تفکر سے کام لیتے ہیں۔(تقابل کے لئے دیکھئے سورۃ آل عمران کا آخری رکوع)

پھر ان کی اس خواہش کا ذکر ایک دعا کی شکل میں ہے کہ اسلام و ایمان، اور نیکی اور بھلائی کی جس راہ پر وہ خود گامزن ہوئے ہیں ان کے اہل و عیال اور اولاد و احفاد [3] بھی اسی راہ پر چلیں (واضح رہے کہ سورۃ التغابن کے آخر میں عائلی زندگی میں ایک مومن کے رویے کا جو منفی رخ پیش کیا گیا ہے یہ اسی کا مثبت پہلو ہے)۔

ایک حقیقی بندۂ رحمٰن یعنی شجرِ انسانیت کے ایک پورے پکے ہوئے (Ripe) اور ہر طرح سے تیار پھل کی انفرادی زندگی کی اس نقشہ کشی کے ساتھ ساتھ اس رکوع میں حسبِ ذیل بنیادی حقائق بھی بیان ہوئے:

۱۔ رکوع کے آغاز میں دو الفاظ میں وہ کیفیات بیان ہوئی ہیں جو آفاق و انفس میں آیاتِ الٰہی کے مشاہدے سے ایک سلیم الفطرت اور صحیح العقل انسان میں پیدا ہونی چاہئیں یعنی تذکر اور شکر (یہ گویا کہ خلاصہ ہے فلسفۂ قرآن اور حکمتِ قرآنی کے ان مباحث کا جو سورۂ آل عمران کے آخری، سورۃ النور کے پانچویں اور سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں تفصیل سے آچکے ہیں)۔

۲۔ کبیرہ گناہوں میں سے بھی تین گناہ سب سے عظیم ہیں۔ ایک شرک اور اس کے جملہ اقسام میں سے بھی شرک فی الدعاء (واضح رہے کہ دعا عبادت کا اصل جوہر [4] ہے: بقول نبی کریم ﷺ (اَلدُّعَا مُخُّ الْعِبَادَةِ اور اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ) [5] یہ تو گویا کہ وہ بنیادی گمراہی ہے جو انسان کو مرتبۂ انسانیت ہی سے گرا دیتی ہے۔ دوسرے ''قتلِ نفس بغیر الحق'' جس سے انسانی تمدن کی

(۱) بے کار کاموں سے بچنا (۲) اعتراض (۳) حافد کی جمع = پوتے۔نواسے
(۴) خلاصہ (۵) دُعا عبادت کا مغز ہے، دُعا ہی عبادت ہے۔

جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور معاشرے کا امن اور چین رخصت ہو جاتا ہے۔ اور تیسرے زنا، جس سے انسان کی سماجی زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور عائلی زندگی سے باہمی اعتماد اور مودّت[۱] و رحمت رخصت ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ازروئے ہدایتِ قرآنی گناہ گاروں کے لئے توبہ کا در مستقل طور پر کھلا ہوا ہے جس کے ذریعے ان کے پاس موت کے واضح آثار کے شروع ہو جانے تک تلافیٔ مافات[۲] کا پورا موقع موجود رہتا ہے۔ بقول سرمد

باز آ، باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نو میدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی، باز آ[۳]

۴۔ حقیقی توبہ انسان کے گناہ کے اثرات کو زائل ہی نہیں کرتی بلکہ ان کو 'حسنات' میں بدل دیتی ہے۔ توبہ اسلام کے بنیادی فلسفے کے نظام کی وہ شق ہے جس سے انسان میں امید اور رَجا[۴] کی کیفیات برقرار رہتی ہیں اور اصلاح کے لئے ارادہ اور ہمت قائم رہتے ہیں۔

۵۔ اس ضمن میں صحیح توبہ کی شرائط بھی بیان ہو گئیں یعنی تجدیدِ ایمان[۵] اور عملِ صالح۔ اس سے اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ اگرچہ گناہِ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا تاہم واقعہ یہی ہے کہ گناہ کا صدور انسان سے حقیقی ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا، اور گناہ کے بعد توبہ حقیقی اعتبار سے تجدید ایمان ہی کی حیثیت رکھتی ہے۔ (حدیث نبوی ﷺ ''لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ''۔ نہ کوئی زانی حالتِ ایمان میں زنا کرتا ہے اور نہ کوئی چور حالتِ ایمان میں چوری کرتا ہے)۔

(۱) محبت　(۲) نقصان کا ازالہ　(۳) تو جو کچھ بھی ہے (گناہوں سے) باز آجا تو کافر ہے، آتش پرست ہے یا بت پرست باز آجا، یہ ہماری درگاہ نا اُمیدی کی جگہ نہیں ہے، تو اگر سو مرتبہ بھی توبہ توڑ چکا ہے تب بھی باز آجا (اور پھر توبہ کر لے)　(۴) اُمید　(۵) ایمان کو تازہ کرنا

عائلی زندگی کے بنیادی اصول

سورۃ التحریم کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ‌ۚ	اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کیوں حرام ٹھہرا رہے ہیں (اپنے اوپر) وہ شے جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے؟
تَبۡتَغِىۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ‌ؕ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں اپنی بیویوں کی رضا جوئی!
وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۞ ١	اور اللہ بہت معاف کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے
قَدۡ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمۡ تَحِلَّةَ اَيۡمَانِكُمۡ‌ۚ	اللہ نے تمہارے لیے اپنی قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے
وَاللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ۚ	اور اللہ تمہارا مددگار ہے
وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ۞ ٢	وہ سب کچھ جاننے والا' کمال حکمت والا ہے
وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِىُّ اِلٰى بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ حَدِيۡثًا‌ۚ	جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رازداری سے اپنی کسی زوجہ کو ایک بات بتائی
فَلَمَّا نَبَّاَتۡ بِهٖ	تو جب اُس نے اس کو ظاہر کر دیا
وَاَظۡهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيۡهِ	اور اللہ نے اس بارے میں ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا
عَرَّفَ بَعۡضَهٗ	تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس پر کسی حد تک (اس بیوی کو) خبردار کیا
وَاَعۡرَضَ عَنۡۢ بَعۡضٍ‌ۚ	اور کسی حد تک اس سے چشم پوشی کی
فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ	تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یہ خبر دی۔

قَالَتۡ مَنۡ اَنۡۢبَاَكَ هٰذَا ؕ	اُس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کس نے بتایا؟
قَالَ نَبَّاَنِیَ الۡعَلِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ۝۳	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: مجھے اس نے بتایا ہے جو العلیم ہے اور الخبیر ہے
اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ	اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو
فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا ۚ	(یہی تمہارے لیے بہتر ہے' کیونکہ) تمہارے دل تو مائل ہو ہی چکے ہیں
وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ	اگر تم دونوں نے ان کے خلاف گٹھ جوڑ کر لیا ہے
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰٮهُ	ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پشت پناہ تو خود اللہ ہے
وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ	اور جبریلؑ اور تمام صالح مؤمنین
وَالۡمَلٰٓئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِيۡرٌ ۝۴	اور مزید برآں تمام فرشتے بھی ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں
عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ	بعید نہیں کہ اگر وہ تم سب کو طلاق دے دیں
اَنۡ يُّبۡدِلَهٗۤ اَزۡوَاجًا خَيۡرًا مِّنۡكُنَّ	تو ان کا رب انہیں تم سے کہیں بہتر بیویاں عطا کر دے
مُسۡلِمٰتٍ	اطاعت شعار
مُّؤۡمِنٰتٍ	ایمان والیاں
قٰنِتٰتٍ	فرمانبردار
تٰٓئِبٰتٍ	توبہ کرنے والیاں
عٰبِدٰتٍ	عبادت گزار
سٰٓئِحٰتٍ	لذّاتِ دنیوی سے بیگانہ
ثَيِّبٰتٍ	شوہر دیدہ بھی
وَّاَبۡكَارًا ۝۵	اور کنواری بھی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے اہل ایمان!
قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا	بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے
وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ	جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر
عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ	اس پر بڑے تندخو بہت سخت دل فرشتے مامور ہیں
لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ	اللہ ان کو جو حکم دے گا وہ فرشتے اس کی نافرمانی نہیں کریں گے
وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ ٦	وہ وہی کریں گے جس کا انہیں حکم دیا جائے گا۔ (اُس دن کہہ دیا جائے گا)
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اے کافرو!
لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ	آج تم عذر مت پیش کرو۔
اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ ٧	آج تمہیں بدلے میں وہی کچھ دیا جا رہا ہے جو تم عمل کر کے لائے ہو
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ	اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ	امید ہے تمہارا رب تم سے تمہاری برائیوں کو دور کر دے گا
وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ	اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی
يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ	جس دن اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ	(اُس دن) ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے سامنے اور ان کے داہنی طرف
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا	وہ کہتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو کامل کردے
وَاغْفِرْ لَنَا ۚ	اور تو ہمیں بخش دے
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾	یقیناً تو ہر شے پر قادر ہے
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ	اے نبی ﷺ! جہاد کیجیے کافروں سے بھی اور منافقوں سے بھی
وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ	اور ان پر سختی کیجیے
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ	اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٩﴾	اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ	اللہ نے مثال بیان کی ہے کافروں کے لیے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی
كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ	وہ دونوں ہمارے دو
مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ	بہت صالح بندوں کے عقد میں تھیں
فَخَانَتٰهُمَا	تو انہوں نے ان سے خیانت کی
فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا	تو وہ دونوں اللہ کے مقابل میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے
وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿١٠﴾	اور (آخرت میں) کہہ دیا جائے گا کہ تم دونوں داخل ہوجاؤ آگ میں دوسرے سب داخل ہونے والوں کے ساتھ

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ	اور اہلِ ایمان (خواتین) کے لیے اللہ نے مثال بیان کی ہے فرعون کی بیوی کی
اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ	جب اُس نے کہا: اے میرے پروردگار! تُو میرے لیے بنادے اپنے پاس ایک گھر جنت میں
وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ	اور مجھے نجات دے دے فرعون سے بھی اور اس کے عمل سے بھی
وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ١١	اور مجھے اس ظالم قوم سے (جلد از جلد) چھٹکارا دلا دے
وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا	اور (مثال بیان فرمائی) عمران کی بیٹی مریمؑ کی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا	تو ہم نے اس میں اپنی روح میں سے پھونکا
وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ	اور اُس نے تصدیق کی اپنے رب کی تمام باتوں کی اور اُس کی کتابوں کی
وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝ ١٢	اور وہ بہت ہی فرمانبرداروں میں سے تھیں

'عملِ صالح' کی تشریح مزید کے ضمن میں چوتھا مقام سورۃ التحریم کا مل ہے جو اصلاً انسان کی عائلی اور خاندانی زندگی میں ایک بندۂ مومن کے صحیح رویے کی وضاحت کرتی ہے۔

اس منتخب نصاب میں اس سے قبل دو مقامات پر ایک خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے ایک بندۂ رب کے صحیح رویے کے دو پہلوؤں کی جانب اشارہ ہو چکا ہے، یعنی ایک سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع میں، جہاں منفی اور سلبی پہلو واضح کیا گیا کہ علائقِ دنیوی [۱] کی فطری محبت کی شکل میں ایک انسان کے دین وایمان کے لئے جو بالقوّہ خطرہ [۲] (Potential Danger) موجود ہے

(۱) دنیوی رشتہ داریاں (۲) مخفی خطرہ

ایک مومن کو ہر دم اس سے باخبر، چوکس اور چوکنا رہنا چاہئے۔ اور دوسرے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں، جہاں ایجابی (۱) ومثبت طور پر واضح کیا گیا کہ ایک بندۂ رحمٰن کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اہل وعیال بھی تقویٰ اور احسان کی روش اختیار کریں تا کہ اسے ٹھنڈک حاصل ہو۔ سورۃ التحریم میں یہی دونوں پہلو مزید وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس میں اولاً ان مفاسد (۲) کا ذکر ہے جو ایک شوہر اور اس کی بیوی کے مابین اعتماد اور الفت ومحبت کے ایک مناسب حد سے تجاوز کر جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی شوہر کی جانب سے بیوی کی دلجوئی میں غلو (۳) (جس کی مثال اس سے دی گئی کہ آنحضور ﷺ نے ''ابتغاء مرضات ازواج'' میں ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا) اور بیویوں میں شوخی کا مناسب حد سے بڑھ جانا جس سے حدود اللہ کے ٹوٹ جانے اور گھر کا نظام درہم برہم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے (اس کی مثال میں آنحضور ﷺ کے ایک راز کے بارے میں بعض ازواج مطہرات ؓ کی روش (۴) کو پیش کیا) واضح رہے کہ میاں بیوی کے مابین اعتماد اور باہمی الفت ومحبت اور مودّت ورحمت فی نفسہٖ تو مطلوب ہیں لیکن ایک مناسب حد کے اندر اندر، نہ کہ لامحدود! (یہ بھی واضح رہے کہ سورۃ التحریم سے متصلاً قبل سورۃ الطلاق ہے جو اس کے بالکل برعکس اس صورت سے بحث کرتی ہے جہاں میاں بیوی کے مابین یہ تمام چیزیں کم ہوتے ہوتے مفقود (۵) ہونے کی حد تک پہنچ جائیں اور طلاق کی نوبت آ جائے!)

اس منفی پہلو کی وضاحت کے بعد مثبت طور پر واضح کیا گیا ہے کہ ایک خاندان اور کنبے کے سربراہ کی حیثیت سے مرد پر اپنے اہل وعیال کے صرف نان نفقے ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ انہیں اللہ کے عذاب اور آخرت کی سزا سے بچانے کی فکر کرے۔ چنانچہ اسے ہر دم یہ فکر دامن گیر (۶) رہنی چاہئے کہ کہیں اس کے محبوب اور لاڈلے اور چہیتے ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ

(۱) قابلِ قبول　(۲) مفسدہ کی جمع = خرابیاں　(۳) مبالغہ کرنا
(۴) طریق۔انداز　(۵) غائب　(۶) دامن پکڑنے والی

الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ ﴾(۱) آخرت میں جہنم کے ان فرشتوں کے حوالے نہ کر دیئے جائیں جن کے دل شفقت ورحمت اور نرمی ورقّت سے بالکل خالی ہوں گے۔ اور جہاں نافرمانوں کی ساری جزع وفزع (۲) اور فریاد اور واویلے کا بس ایک ہی جواب ملے گا کہ یہ سب تمہاری اپنی کمائی ہے اور اس ''خود کردہ'' کا اب کوئی علاج نہیں (اس مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ خطبہ ذہن میں رہنا چاہئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریب ترین عزیزوں کو جمع کر کے دیا تھا کہ: ''اے فاطمہ! محمدؐ کی لختِ جگر، اور اے صفیہ! محمدؐ کی پھوپھی اپنے آپ کو آگ سے نکالنے کی فکر کرو۔ اس لئے کہ خدا کے یہاں تمہارے بارے میں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا!'' صلی اللہ علیہ وسلم وفداہ ابی وامی)

اس کے بعد دو باتیں ایسی ہیں جن کا بظاہر خاندانی وعائلی زندگی سے تو کوئی تعلق نہیں لیکن اس سورہ کے بنیادی مضمون اور اس کے عمومی مزاج سے گہرا ربط (۳) موجود ہے۔ یعنی ایک عام مسلمانوں کو ''توبہ نصوح'' کی دعوت اور اس کے نتائج یعنی تکفیرِ سیئات اور ادخالِ جنت کے وعدوں اور آخرت کی رسوائی سے بچاؤ اور میدانِ حشر میں ایمان اور اعمالِ صالحہ کے نور کے ظہور کے ذکر سے اس کی جانب پر زور تشویق وترغیب (۴) اور دوسرے کفار اور منافقین کے ساتھ پوری سختی اور درشتی کے برتاؤ کا حکم اور ان کے ساتھ مجاہدے کے معاملے میں کسی نرمی کو راہ نہ دینے کی تاکید۔ ان میں سے مؤخّر الذکر کے بارے میں تو بادنیٰ تامل (۵) واضح ہو جاتا ہے کہ یہ حکم اس سورۃ کے عمومی مزاج یعنی محبت ومودّت (۶) اور رحمت ورافت کے حدِّ اعتدال سے تجاوز کے خلاف تنبیہ (۷) کے ساتھ بالکل ہم آہنگ (۸) ہے۔ پہلا معاملہ البتہ ذرا غور طلب ہے لیکن قدرے گہرائی میں اترنے سے جلد ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ توبہ میں تاخیر اور اس کے مسلسل التواء (۹) کا اصل سبب انسان کی خود اپنے نفس پر بے جا نرمی اور اس کے ساتھ حد سے زیادہ لاڈ پیار ہی ہے جس کے سبب سے انسان اس کے جا و بے جا تمام تقاضے اور مطالبے پورے کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی باگیں کھینچنے اور طنابیں کسنے کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ (سورۃ التحریم

(۱) آلِ عمران: 14: مزین کردی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوبات دنیا کی محبت عورتیں اور بیٹے ..... (۲) رونا پیٹنا (۳) تعلق (۴) شوق دلانا (۵) معمولی غور وفکر سے (۶) محبت (۷) خبردار کرنا (۸) مطابقت (۹) ٹال دینا

کے اس مقام کا مثنّٰی ، سورۃ الحدید کے رکوع ۲ میں ہے جہاں حشر کے میدان میں نورِ ایمان و اعمال کے ظہور کا ذکر بھی ہے اور منافقین کی رسوائی کا تذکرہ بھی، اور ان کے بعد اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا...... الآیہ میں اسی تاخیر و التواء کی جانب اشارہ ہے)

آخر میں خواتین کے لئے ایک نہایت اہم ہدایت اور بنیادی رہنمائی ہے۔ اور ان کے اس عام مغالطے کا پردہ چاک کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نان نفقے [۱] کی طرح شاید دین و ایمان کے معالے میں بھی بالکلّیہ مردوں ہی کے تابع (Dependant) ہیں۔ اور یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ایک کامل شخصیت (Personality) کی حامل ہے اور اسے اپنے دین و ایمان اور فلاح و نجات کی فکر خود کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں چار خواتین کو مثال میں پیش فرمایا گیا۔ اور اس سے تین طرح کے حالات کی طرف اشارہ کر دیا جن سے ایک عورت کو امکانی طور پر سابقہ پیش آ سکتا ہے یعنی ایک بہترین شوہر اور عمدہ ترین ماحول کے باوجود بدترین انجام جیسے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں۔ دوسرے بدترین شوہر اور بدترین ماحول کے علی الرغم [۲] بہترین انجام جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، اور تیسرے نورٌ علی نور کے مصداق عمدہ ترین ماحول اور اس سے بہترین استفادہ [۳] جس کی مثال حضرت مریم صدیقہ ہیں۔ ان مثالوں سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ عورت لازماً اپنے شوہر اور ماحول کے تابع نہیں بلکہ اس کا معاملہ بھی {لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ} کے قاعدہ کلّیہ کے عین مطابق ہے۔ (ان تین صورتوں کے علاوہ نظری طور پر ایک ہی صورت اور ممکن ہے اور وہ یہ کہ عورت خود بھی بدخو و بدطینت ہو اور اسے شوہر بھی ایسا ہی مل جائے گویا {ظُلُمٰتٌ م بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ} (النور: 40؛ اندھیرے ہی اندھیرے ہیں ایک دوسرے کے اوپر) والی صورت بن جائے۔ اس کا ذکر اس مقام پر اس لئے نہیں کیا گیا کہ قرآن مجید کی بالکل ابتدائی زمانے کی سورتوں میں سے سورۃ اللھب میں ابولہب کی بیوی امّ جمیل کے کردار کی صورت میں اس کا ذکر موجود ہے)۔

(۱) روٹی کپڑا (۲) باوجود اس کے (۳) فائدہ حاصل کرنا

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل، رکوع 3 اور 4 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ قَضٰی رَبُّكَ	فیصلہ کر دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے
اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ	کہ مت عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے
وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ	اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو
اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ كِلٰہُمَا	اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں
فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ	تو انہیں اُف تک مت کہو
وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا	اور نہ انہیں جھڑکو
وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا كَرِیۡمًا ﴿۲۳﴾	اور ان سے بات کرو نرمی کے ساتھ
وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ	اور جھکائے رکھو ان کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور نیازمندی سے
وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ؕ﴿۲۴﴾	اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔
رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِكُمۡ ؕ	تمہارا رب خوب واقف ہے اس سے جو تمہارے دلوں میں ہے
اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِیۡنَ	اگر تم واقعی نیک ہو گے

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾	تو وہ (اپنی طرف) رجوع کرنے والوں کے لیے بڑا بخشنے والا ہے۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ	اور حق ادا کرو قرابت داروں کا
وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ	اور مسکینوں اور مسافروں کا
وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾	اور فضول میں مال مت اڑاؤ
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ	یقیناً مال کو فضول اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾	اور شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکرا ہے
وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ	اگر تمہیں اعراض کرنا ہی پڑ جائے اُن سے
ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا	اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہے
فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾	تو ان سے کہو نرم بات
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ	اور نہ باندھ لو اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ
وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ	نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾	کہ پھر بیٹھے رہو ملامت زدہ ہارے ہوئے
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ	یقینا تمہارا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے
وَيَقْدِرُ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے)
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾	یقینا وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا (اور ان کے حالات کو) دیکھنے والا ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ	اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، مفلسی کے اندیشے سے
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ	ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی
اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾	یقیناً ان کو قتل کرنا بہت بڑی خطا ہے
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى	اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ
اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ	یقیناً یہ بہت بے حیائی کا کام ہے
وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾	اور بہت ہی بُرا راستہ ہے
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ	اور مت قتل کرو اُس انسانی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے، مگر حق کے ساتھ
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا	اور جسے قتل کر دیا گیا مظلومی میں
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا	تو اس کے ولی کو ہم نے اختیار دیا ہے
فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ	تو وہ بھی قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے۔
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾	اُس کی مدد کی جائے گی
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ	مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر احسن طریقے سے
حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪	یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے
وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ	اور عہد کو پورا کرو
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾	یقیناً عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ	اور جب تم ناپو تو پیمانہ پورا بھرو
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ	اور وزن کرو سیدھی ترازو کے ساتھ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾	یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی خوب تر ہے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	اور مت پیچھے پڑو اُس چیز کے جس کے بارے میں تمہیں علم نہیں۔
اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿٣٦﴾	یقیناً سماعت، بصارت اور عقل سبھی کے بارے میں باز پُرس کی جائے گی
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ	اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ	نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکو گے
وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾	اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکو گے
كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾	ان سب باتوں کی برائی (کا پہلو) تیرے رب کو بہت ناپسند ہے
ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ	یہ ہے جو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی کی ہے حکمت میں سے
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾	ورنہ تم جھونک دیے جاؤ گے جہنم میں ملامت زدہ دھتکارے ہوئے
اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ	تو کیا تمہیں تو منتخب کر لیا ہے تمہارے رب نے بیٹوں کے ساتھ
وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ	اور اپنے لیے بنا لی ہیں فرشتوں میں سے بیٹیاں؟
اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع	یہ تو تم بہت بڑی (گستاخی کی) بات کہتے ہو!

'اعمالِ صالحہ' کے ذیل میں پانچواں مقام سورۃ بنی اسرائیل کے رکوع ۳ و ۴ پر مشتمل ہے، جن میں انسان کی تمدنی وسماجی ومعاشرتی زندگی کے متعلق بعض انتہائی بنیادی اور حد درجہ اہم احکام بیان ہوئے ہیں۔

ماہرینِ اجتماعیات نے دورِ جدید کے ہمہ گیر [۱] تصورِ ریاست کے ارتقاء کے دوران بہت سے درمیانی مراحل کا ذکر کیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان دو رکوعوں میں بیان شدہ احکام و ہدایات کی صورت میں ایک ایسی سوسائٹی کے لئے کامل لائحہ عمل [۲] اور دستورِ حیات موجود ہے جو تمدن کے ابتدائی مراحل میں ہو اور جس میں ایک مختصر سا مجموعۂ ہدایات سوسائٹی کے جملہ تہذیبی و سماجی، معاشی و معاشرتی اور اخلاقی و قانونی گوشوں میں رہنمائی کے لئے کافی ہو جائے۔ واضح رہے کہ اس حقیقت کی جانب حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول بھی رہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں تورات کی پوری تعلیم درج فرما دی ہے، گویا کہ یہ آیات تورات کے احکامِ عشرہ (Ten Commandments) کی قرآنی تعبیر (Version) ہیں۔

سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج کی طرح ان احکام کا اول و آخر بھی ایک ہی ہے، یعنی اجتناب عن الشرک [۳] اور التزامِ توحید فی العبادۃ والالوہیۃ۔ گویا کہ جیسے ایک فردِ نوع بشر کی سعادت عقیدۂ توحید پر منحصر ہے، اسی طرح انسانی اجتماعیت کی فلاح کا دارومدار بھی توحید ہی پر ہے۔ اس لئے کہ توحید محض ایک عقیدہ (Dogma) نہیں ہے بلکہ ایک پورے نظامِ فکر کی اساس ہے جس سے ایک صالح تمدّن وجود میں آتا ہے اور ایک صحت مند معاشرت، منصفانہ معیشت اور عادلانہ حکومت کی داغ بیل [۴] پڑتی ہے۔

دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور خصوصاً ان کی ضعیفی [۵] میں ان پر رحمت و شفقت اور ان کے سامنے دبے اور جھکے رہنے کا حکم ہے۔ سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی طرح اس مقام پر بھی واضح کر دیا گیا کہ انسان پر خدا کے بعد سب سے زیادہ مقدم حقوق والدین ہی کے ہیں حتیٰ کہ کسی انسان کے لئے ان کے حقوق کی ادائیگی فی الحقیقت ممکن ہی نہیں، اور وہ مجبور ہے کہ خدا ہی سے ان پر رحم کی دعائیں کر کے ان کا بدلہ کسی قدر چکانے کی کوشش کرے۔ یہ بھی واضح رہے کہ انسانی تمدن کی صحت اور درستی کے لئے والدین اور اولاد کے تعلق کا صحیح بنیادوں پر قائم ہونا ناگزیر [۶] ہے۔

(۱) تمام پہلوؤں پر مشتمل (۲) عملی منصوبہ (۳) شرک سے بچنا (۴) بنیاد۔ ابتدا (۵) بڑھاپا (۶) لازمی

والدین کے بعد اعزہ واقارب کے وسیع تر حلقے کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہے جن کے ساتھ پوری سوسائٹی کے مساکین وغرباء کو بھی ملحق[۱] کر دیا گیا ہے اور اس ذیل میں تبذیر[۲] کی ممانعت اور اس کی شدید مذمّت بھی کر دی گئی ہے۔ اس لئے کہ جب انسان محض نمائش اور نِرے نام ونمود[۳] پر پیسہ اڑانے لگتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ادائے حقوقِ اقارب ومساکین کے لئے اس کے پاس پیسہ ہی باقی نہیں رہتا۔ واضح رہے کہ سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں چونکہ زیادہ تر انسان کا ذاتی کردار زیر بحث ہے لہٰذا بخل اور اسراف کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لایا گیا جو اصلاً انسان کے ذاتی اخراجات کی دو انتہائیں ہیں، اور یہاں چونکہ معاشرتی وسماجی مسائل زیرِ بحث ہیں لہٰذا تبذیر کا ذکر کیا گیا جو ادائے حقوق کی ضد ہے۔ گویا ایک ہی آیت میں ان دونوں کا ذکر کر کے یہ رہنمائی دے دی گئی کہ انسان کو چاہئے کہ اپنی دولت کو ابنائے نوع پر رُعب گانٹھنے کی بجائے ان کی احتیاجات کو رفع کرنے کا ذریعہ بنائے۔

پھر حکم دیا گیا کہ نہ مٹھی بالکل بند کر لو اور نہ ہاتھ پورے کا پورا کھول دو، بلکہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔ اور اس میں اگرچہ تبعاً ذاتی اخراجات کا معاملہ بھی شامل ہے تاہم اس مقام پر اصلاً ہدایت صدقات وخیرات میں اعتدال کی ہے۔ چنانچہ واضح کر دیا گیا کہ کسی کی کشادگی وتونگری[۴] کے نہ تو تم ذمہ دار ہو اور نہ یہ فی الواقع تمہارے بس ہی میں ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی اپنے علمِ کامل اور اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت کرتا ہے۔ تمہارا کام صرف اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ اسے اعتدال کے ساتھ ادا کرتے رہو۔

ان معاشی ہدایات کے ذیل میں بھوک اور افلاس کے خوف سے قتلِ اولاد (جس میں اصلاً تو نہیں البتہ تبعاً معاشی محرکات کے تحت منعِ حمل بھی شامل ہے) سے روکا گیا اور واضح کیا گیا کہ رزق کے ٹھیکیدار تم نہیں ہو بلکہ اس کی پوری ذمہ داری خدا پر ہے۔ وہی تمہیں بھی کھلاتا ہے اور تمہاری آئندہ نسل کو بھی کھلائے گا۔

(۱) ملانا　(۲) محض دکھاوے کے لیے خرچ کرنا　(۳) نمائش　(۴) خوشحالی

اس کے بعد زنا اور قتلِ نفس بغیر حق سے روکا گیا۔(تقابل کے لئے دیکھئے سورۃ الفرقان کا آخری رکوع) اور آخر میں چند انتہائی اہم اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں جو صالح معاشرت کی ضامن ہیں۔یعنی

(۱) یتیم کے مال کی حفاظت

(۲) عہد اور قول وقرار کی پابندی

(۳) ناپ تول میں کمی بیشی سے اجتناب

(۴) صحیح علم کی پیروی کرنا (اوراوہام وظنون سے بچنا) اور

(۵) تکبر وغرور سے بچے رہنا۔

(تقابل کے لئے دیکھئے سورۃ لقمان رکوع ۲۔ دونوں مقامات پر سب سے آخری حکم غرور وتمکنت سے اجتناب ہی کا ہے اور دونوں جگہوں پر اسی کو 'حکمت' کا آخری ثمرہ قرار دیا گیا ہے)

اس سلسلۂ ہدایات کے اختتام پر توحید میں سے خصوصاً وحدتِ الٰہ اور توحید فی الالوھیۃ کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا گیا کہ اجتماعیاتِ انسانی کے مزید ارتقاء سے جب 'ریاست' (State) وجود میں آئے تو اس کی اساس حاکمیتِ خداوندی (Divine Sovereignty) پر قائم ہوگی اور اس کی صحت و درستی کا تمام تر دار ومدار حاکمیتِ غیر کی کامل نفی ہی پر ہوگا۔(گویا کہ خالص انفرادیت سے اجتماعیت کی بلند ترین منزل تک انسان کے پورے سفر کے دوران اس کا ہادی اور رہنما عقیدۂ توحید ہی ہے، جس کے مختلف پہلو جیسے توحید فی العبادۃ اور توحید فی الالوھیۃ[1] اس کی زندگی کے مختلف گوشوں کی صحت اور درستی کے ضامن بنتے ہیں)۔

(۱) معبود صرف ایک اللہ ہے

مسلمانوں کی سیاسی و ملی زندگی کے رہنما اصول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے اہل ایمان!
لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ	مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسول سے
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو
اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝۱	یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے اہل ایمان!
لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ	اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر
وَ لَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ	اور نہ اُنہیں اس طرح بلند آواز دے کر پکارنا
کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ	جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو
اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ	مبادا تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں
وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝۲	تمہیں خبر بھی نہ ہو
اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ	بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے
اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ	یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے جانچ پرکھ کر چن لیا ہے تقویٰ کے لیے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٣﴾	ان کے لیے مغفرت بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی
اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ	بے شک وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہیں حجروں کے پیچھے سے
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤﴾	ان میں سے اکثر وہ ہیں جو عقل نہیں رکھتے
وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا	اور اگر وہ صبر کرتے
حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ	یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس نکل کر آجاتے
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ	تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥﴾	اور بہر حال اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا	اے اہل ایمان!
اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ	اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی بڑی خبر لے کر آئے
فَتَبَيَّنُوْۤا	تو تم تحقیق کر لیا کرو
اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ	مبادا کہ تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی میں
فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾	اور پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے
وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ	اور جان لو کہ تمہارے مابین اللہ کا رسول موجود ہے
لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ	اگر وہ تمہارا کہنا مانا کریں اکثر معاملات میں
لَعَنِتُّمْ	تو تم لوگ مشکل میں پڑ جاؤ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ	لیکن (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیو!) اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو بہت محبوب بنا دیا ہے

وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ	اور اسے تمہارے دلوں کے اندر کھبا دیا ہے
وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ	اور اُس نے تمہارے نزدیک بہت ناپسندیدہ بنا دیا ہے کفر، فسق اور نافرمانی کو
اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾	یہی لوگ ہیں جو صحیح راستے پر ہیں
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ	اللہ کی طرف سے بہت بڑے فضل اور انعام کی بنا پر
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾	اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا، کمال حکمت والا ہے۔
وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا	اور اگر اہلِ ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ	تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو
فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى	پھر اگر ان میں سے ایک فریق دوسرے پر زیادتی کر رہا ہو تو تم جنگ کرو،
فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ	اس کے ساتھ جو زیادتی کر رہا ہے
حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ	یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف
فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ	پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو عدل کے ساتھ
وَ اَقْسِطُوْا ؕ	دیکھو! انصاف کرنا
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾	بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ	یقیناً تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ	پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے اہلِ ایمان!
لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ	تم میں سے کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ	ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں
وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ	(اسی طرح) عورتیں بھی دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں
عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ	ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں
وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	اور اپنے آپ کو عیب مت لگاؤ
وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ	اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے چڑانے والے نام رکھا کرو،
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ	ایمان کے بعد تو برائی کا نام بھی برا ہے
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝11	اور جو باز نہیں آئیں گے وہی تو ظالم ہیں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے اہلِ ایمان!
اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ	زیادہ گمان کرنے سے بچو
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ	بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں
وَّلَا تَجَسَّسُوْا	اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹوہ میں نہ رہا کرو
وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ	اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے
اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا	کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟
فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ	یہ تو تمہیں بہت ناگوار لگا!
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ	اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو

إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ⑫	اللہ توبہ کا بہت قبول فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ	اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت سے
وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ	اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے
لِتَعَارَفُوا ۚ	تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ	یقیناً تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر متقی ہے
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ⑬	یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے
قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ	یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں
قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے) کہہ دیجیے: تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو
وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا	بلکہ تم یوں کہو کہ ہم مسلمان (اطاعت گزار) ہو گئے ہیں
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ	اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا
وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے
لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ	تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑭	یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ	مؤمن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر
ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا	پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے
وَ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ	اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ﴿۱۵﴾	یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں
قُلۡ اَتُعَلِّمُوۡنَ اللّٰهَ بِدِيۡنِكُمۡ ؕ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) ان سے کہیے: کیا تم اللہ کو جتلانا چاہتے ہو اپنا دین؟
وَ اللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ	اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۶﴾	اللہ تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے
يَمُنُّوۡنَ عَلَيۡكَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا ؕ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) یہ لوگ آپ پر احسان دھر رہے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے ہیں!
قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَىَّ اِسۡلَامَكُمۡ ۚ	ان سے کہیے کہ، مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ دھرو
بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيۡكُمۡ اَنۡ هَدٰٮكُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ	بلکہ اللہ تم پر احسان دھرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے راستے پر ڈال دیا ہے
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ	اگر تم سچے ہو
اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	یقیناً اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں
وَ اللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے بھی دیکھ رہا ہے

انسان کی عملی زندگی کے ذیل میں اس منتخب نصاب میں چھٹا اور آخری مقام سورۃ الحجرات مکمل ہے، یہ عظیم سورت اجتماعیاتِ انسانی کے ذیل میں عام سماجی و معاشرتی معاملات سے بلند تر سطح پر نہ صرف قومی و ملی امور سے بحث کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی تاسیس اور تشکیل کن بنیادوں پر ہوتی ہے اور اس میں اتحاد و اتفاق اور یک جہتی (۱) و ہم رنگی (۲) کیسے برقرار رکھی جاسکتی ہے بلکہ سیاست و ریاست کے متعلق امور سے بھی بحث کرتی ہے کہ اسلامی ریاست کس بنیاد پر قائم ہوتی ہے، اس کا دستورِ اساسی کیا ہے، اس کی شہریت کیسے حاصل ہوتی ہے اور اس کا دنیا کے دوسرے معاشروں یا اس کی دوسری ریاستوں سے تعلق کن بنیادوں پر استوار ہوگا۔

اس سورت کو بغرض تفہیم تین حصوں میں منقسم سمجھنا چاہئے۔

پہلا حصہ مسلمانوں کی حیاتِ اجتماعی کے 'اصل الاصول' (۳) یعنی اسلامی ریاست کے دستورِ اساسی اور ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے اصل قوّام یعنی ''مرکزِ ملت'' سے بحث کرتا ہے۔

چنانچہ پہلی ہی آیت نے غیر مبہم طور پر واضح کر دیا کہ مسلمان معاشرہ اور اسلامی ریاست 'مادر پدر آزاد' نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے 'پابند' ہیں، اور مسلمانوں کی آزادی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا اور رسول کی اطاعت کے لئے دوسری ہر طرح کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ گویا کہ ایک فرد کی طرح اجتماعیت بھی صرف وہی 'مسلمان' قرار دی جاسکتی ہے جو نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ تشبیہ کے مطابق اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے ساتھ بندھی ہوئی ہو جیسے ایک گھوڑا اپنے کھونٹے سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ آیت مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی (۴) کے اصل الاصول یعنی ایک اسلامی ریاست کے دستورِ اساسی میں حاکمیت سے متعلق اولین دفعہ کو متعین کر دیتی ہے کہ یہاں حاکمیت نہ کسی فرد کی ہے نہ طبقے کی، نہ قوم کی ہے نہ جمہور کی بلکہ صرف خدا کی ہے ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ اور اسلامی ریاست کا کام (Funtion) صرف یہ ہے کہ رسول ﷺ کی تشریح و توضیح کے مطابق خدا کی مرضی و منشا (۵) کو پورا کرے۔

---

(۱) اتحاد　(۲) ایک وضع کا ہونا　(۳) بنیادی بات　(۴) اجتماعی شکل　(۵) ارادہ

آیت کے آخر میں اس اطاعت کی اصل روح کی جانب بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ یعنی تقویٰ اللہ۔ اس کے بعد مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی 'اصلِ ثانی' کو واضح کیا گیا جس کے گرد مسلمانوں کی حیاتِ ملّی کی اصل شیرازہ بندی ہوتی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب، آپ کی تعظیم و توقیر، آپ سے محبت اور عشق اور آپ کے مقام و مرتبہ سے آگاہی {وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ} (الحجرات: 7) اور ہر اس قول و فعل یا رویے اور برتاؤ سے کامل اجتناب جس سے ادنیٰ ترین درجے میں بھی گستاخی یا تحقیر و توہین کا پہلو نکلتا ہو۔ ع 'ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر!'[۲]

مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی ان دو بنیادوں میں سے پہلی چونکہ عقیدۂ توحید فی الالوہیۃ کا لازمی نتیجہ ہے اور اس اعتبار سے گویا قرآن حکیم کے ہر صفحے پر بطرز جلی اس کا ذکر موجود ہے لہٰذا اس مقام پر اس کا ذکر صرف ایک آیت میں کر دیا گیا۔ اس کے بالمقابل اصلِ ثانی پر انتہائی زور دیا گیا۔ اور بعض متعین واقعات پر گرفت اور سرزنش کے ضمن میں واضح کر دیا گیا کہ ؎

بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست!
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است!![۳]

اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں ملتِ اسلامیہ کے پاس وہ 'مرکزی شخصیت' موجود ہے جس سے تمدنِ انسانی کی وہ فطری ضرورت بہ تمام و کمال اور بغیر تصنع و تکلف پوری ہو جاتی ہے جس کے لئے دوسری قوموں کو باقاعدہ تکلف و اہتمام کے ساتھ شخصیتوں کے بت تراشنے اور ہیرو (Heroes) گھڑنے کا کھکیڑ مول لینا پڑتا ہے۔ مزید برآں دنیا کی دوسری اقوام تو ع "می تراشد فکرِ ما ہر دم خداوندے دگر"[۴] کے مصداق مجبور ہیں کہ ہر دور میں ایک نئی شخصیت کا بت تراشیں، لیکن ملتِ اسلامیہ کے پاس ایک دائم و قائم 'مرکز' موجود ہے جو اس کے ثقافتی تسلسل (Cultural Continuity) کا ضامن ہے (اس اعتبار سے دیکھا جائے تو {اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ} میں خطاب صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی سے نہیں بلکہ تا قیامِ قیامت

(۱) آسماں کے نیچے عرش سے زیادہ نازک ایک ادب کی جگہ ہے (۳) تو اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دے کیونکہ وہ مکمل دین ہیں۔ اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچا تو سب بولہبی (بے دینی) ہے۔

(۴) ہماری فکر ہر لمحہ ایک نیا بُت تراشتی ہے

پوری امتِ مسلمہ سے ہے) اس دوام اور تسلسل کے ساتھ ساتھ، امت مسلمہ کی وسعت اور پھیلاؤ پر بھی نگاہ رہے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ آنحضور ﷺ کی 'مرکزیت' ہی کا ثمرہ ہے کہ مشرقِ اقصیٰ سے لے کر مغربِ بعید تک پھیلی ہوئی قوم میں نسلی ولسان کے شدید اختلاف اور تاریخی وجغرافیائی عوامل کے انتہائی بُعد کے علی الرغم ایک گہری ثقافتی یک رنگی[1] (Cultural Homogeneity) موجود ہے۔ اور اسی کی فرع کے طور پر اس حقیقت پر بھی ہمیشہ متنبہ رہنا چاہئے کہ مختلف مسلمان ممالک میں علیحدہ علیحدہ قیادتوں اور 'علاقائی شخصیتوں' کو بس ایک حد تک ہی ابھارنا چاہئے، اس سے تجاوز کی صورت میں اس سے 'وحدتِ ملت' کی جڑیں کمزور ہونے کا اندیشہ ہے۔ گویا بقول علامہ اقبال ؎

یہ زائرینِ حریمِ مغرب[2] ہزار رہبر[3] بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا[4] رہے ہیں

روئے زمین کی تمام مسلمان اقوام کو معیارِ قیادت ایک ہی رکھنا چاہئے اور وہ ہے ذاتِ محمد ﷺ فداہ ابی وامی۔

مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی متذکرہ بالا دو بنیادوں میں سے ایک زیادہ تر عقلی و منطقی ہے اور دوسری نسبتاً جذباتی۔ پہلی پر دستور وقانون کا دارومدار ہے اور دوسری پر تہذیب وثقافت کی تعمیر ہوتی ہے اور ان دونوں کا باہمی رشتہ ایک دائرے اور اس کے مرکز کا ہے۔ مسلمان اجتماعیت کے اس دائرے میں 'محصور'[5] ہے جو خدا اور اس کے رسول کے احکام نے کھینچ دیا ہے اور اس کے مرکز کی حیثیت آنحضور ﷺ کی دلآویز اور دلنواز شخصیت کو حاصل ہے جن کے اتباع کے جذبے سے اس ہیئت اجتماعی کو ثقافتی یک رنگی نصیب ہوتی ہے اور جن کی محبت کے رشتے سے اس کے افراد ایک مرکز سے بھی وابستہ رہتے ہیں اور باہم دگر بھی جڑے رہتے ہیں۔

(اب اس معذرت کے ساتھ آگے چلتا ہوں کہ 'مقامِ رسالت' کے ذکر میں طولِ کلام فی الواقع ع ''لذیذ بود حکایت درازتر گفتم''[6] کے مصداق ہے)

---

(۱) ایک جیسی تہذیب　(۲) یورپ کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والے　(۳) رہنما
(۴) ناواقف　(۵) پابند　(۶) حکایت لذیذ تھی اس لیے میں نے زیادہ طویل بیان کی۔

دوسرا حصہ ان احکامات پر مشتمل ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے ملتِ اسلامیہ کے افراد اور گروہوں اور جماعتوں کے مابین رشتۂ محبت والفت کے کمزور ہونے کے امکانات کم ہوجاتے ہیں اور اختلاف وانتشار اور فتنہ وفساد کو بڑھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ ان احکامات کو بھی مزید دوعنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ اہم تر احکام جو وسیع پیمانے پر گروہوں کے مابین تصادم سے بحث کرتے ہیں اور دوسرے وہ بظاہر چھوٹے لیکن حقیقۃً نہایت بنیادی احکام جو خالص انفرادی سطح پر نفرت اور عداوت[1] کا سدّ باب کرتے ہیں۔

مقدم الذکر احکام دو ہیں:

(i) افواہوں کی روک تھام اور کسی حتمی فیصلے اور عملی اقدام سے قبل اچھی طرح تحقیق وتفتیش اور چھان بین کا اہتمام اور

(ii) نزاع[2] کے واقع ہوجانے کی صورت میں صحیح طرزِ عمل ۔یعنی

(الف) یہ کہ فریقین کے مابین صلح کرانے کو اجتماعی ذمہ داری اور معاشرتی فرض سمجھا جائے۔ گویا کہ لاتعلقی (Indifference) کی روش کسی طور صحیح نہیں،

(ب) اس کے بعد بھی اگر ایک فریق زیادتی ہی پر مُصر رہے تو اب اس کا مقابلہ صرف فریق ثانی[3] ہی کو نہیں پوری ہیئتِ اجتماعیہ کو کرنا چاہیے اور

(ج) جب وہ گردن جھکا دے تو از سرِ نو عدل وقسط[4] پر مبنی صلح کرادی جائے۔ (اس مقام پر عدل اور قسط کا مکرّر مؤکّد[5] ذکر خاص طور پر اس لئے ہے کہ جب پوری ہیئتِ اجتماعیہ اس فریق سے ٹکرائے گی تو فطری طور پر اس کا امکان موجود ہے کہ دوبارہ صلح میں اس فریق پر غصے اور جھنجلاہٹ کی بنا پر زیادتی ہوجائے۔)

مؤخر الذکر احکام چھ نواہی پر مشتمل ہیں یعنی ان میں سے اُن چھ معاشرتی برائیوں سے منع فرمایا گیا ہے جن کے باعث بالعموم دو افراد یا گروہوں کے مابین رشتۂ محبت والفت کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کی جگہ نفرت وعداوت کے بیج بوئے جاتے ہیں اور ایسی کدورت[6] پیدا ہوجاتی ہے جو پھر کسی طرح نہیں نکلتی۔ اس لئے کہ عام ضرب المثل کے مطابق تلواروں کے گھاؤ[7] بھر جاتے ہیں لیکن

(۱) دشمنی (۲) جھگڑا (۳) دوسرا فریق (۴) انصاف (۵) زیادہ تاکید (۶) رنجش (۷) زخم

زبان کے زخم کبھی مندمل[1] نہیں ہوتے! وہ چھ چیزیں یہ ہیں:

۱۔ **تمسخر**[2] (اس کے سدباب کے لئے اس نہایت گہری حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے صرف ظاہر کو دیکھتا ہے اور اسی کی وجہ سے تمسخر کا مرتکب[3] ہو بیٹھتا ہے حالانکہ اصل چیز انسان کا باطن ہے اور خدا کی نگاہ میں انسانوں کی قدر و قیمت ان کے باطن کی بنیاد پر ہے)

۲۔ **عیب جوئی**[4] اور تہمت (اس کے ذیل میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کسی دوسرے مسلمان کو عیب لگانا گویا خود اپنے آپ کو عیب لگانا ہے)

۳۔ **تنابز بالالقاب**، یعنی لوگوں یا گروہوں کے توہین آمیز نام رکھ لینا (اس کے ضمن میں اشارہ فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد بُرائی کا نام بھی نہایت برا ہے)

۴۔ **سوءِ ظن** (اس لئے کہ بہت سے ظن گناہ کے درجے میں ہیں)

۵۔ **تجسس** اور

۶۔ آخری اور اہم ترین، **غیبت** جس کی شناعت کے اظہار کے لئے حد درجہ بلیغ تشبیہ اختیار کی یعنی یہ کہ کسی مسلمان کی غیبت ایسی ہے جیسے کسی مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ (اس لئے کہ جس طرح ایک مردہ اپنے جسم کا دفاع نہیں کر سکتا اسی طرح ایک غیر موجود شخص بھی اپنی عزت کے تحفظ پر قادر نہیں ہوتا)۔

الغرض ان آٹھ اوامر و نواہی سے مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعیہ کا استحکام[5] مطلوب ہے۔ اس لئے کہ جس طرح بڑی سے بڑی فصیل بھی بہر حال اینٹوں ہی سے بنی ہوتی ہے اور اس کے استحکام کا دار و مدار جہاں اینٹوں کی پختگی اور مضبوطی پر ہوتا ہے وہاں اینٹوں کو جوڑنے والے گارے یا چونے یا کسی دیگر مسالے (Cement Substance) کی پائیداری پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ملتِ اسلامیہ کے استحکام کے لئے بھی جس قدر مسلمانوں میں سے ہر ہر فرد کا سیرت و کردار کے اعتبار سے پختہ ہونا ضروری ہے، اسی قدر ان کے مابین رشتۂ محبت و الفت کی استواری بھی لازمی ہے۔ یہ البتہ واضح رہے کہ ملتِ اسلامیہ کا استحکام عام قومی تصورات کے تحت دنیوی غلبہ و اقتدار کے لئے نہیں بلکہ

(۱) بھرنے والا　(۲) مذاق اُڑانا　(۳) کرنے والا　(۴) عیب ڈھونڈنا　(۵) مضبوطی

اس لئے مطلوب ہے کہ وہ ع ''ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے'' کے مصداق خدا کی زمین پر خدا کی مرضی پوری کرنے کا ذریعہ اور آلہ (Instrument) ہے۔

تیسرا حصہ دو انتہائی اہم مباحث پر مشتمل ہے۔

۱۔ پہلی بحث انسان کی عزت و شرف کے معیار سے متعلق ہے جس کے ذیل میں واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کی عزت و ذلت یا شرافت و رذالت کا معیار نہ کنبہ ہے نہ قبیلہ، نہ خاندان ہے نہ قوم، نہ رنگ ہے نہ نسل، نہ ملک ہے نہ وطن، نہ دولت ہے نہ ثروت، نہ شکل ہے نہ صورت، نہ حیثیت ہے نہ وجاہت [۱]، نہ پیشہ ہے نہ حرفہ اور نہ مقام ہے نہ مرتبہ بلکہ صرف 'تقویٰ' ہے، اس لئے کہ پوری نوعِ انسانی ایک ہی خدا کی مخلوق بھی ہے اور ایک ہی انسانی جوڑے (آدم وحوا) کی اولاد بھی۔

یہ بحث فی نفسہٖ بھی نہایت اہم ہے اس لئے کہ واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں بدامنی اور انتشار اور انسانوں کے مابین تصادم اور ٹکراؤ کا بہت بڑا سبب نسل اور نسب کا غرور ہی ہے اور یہ قومی گروہی مفاخرت [۲] ہی ہے جو مابین الانسانی منافرت کا اصل سبب بنتی ہے (اس سلسلے میں یہ حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی معترف ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۃً انسانی عزت و شرف کی متذکرہ بالا تمام غلط بنیادوں کو منہدم کر دیا اور انسانی مساوات اور اخوت کی بنیادوں پر ایک معاشرہ عملاً قائم فرما دیا) لیکن خاص طور پر اس مقام پر اس بحث کے دو رخ لائق توجہ ہیں۔ ایک یہ کہ اوپر جن سماجی برائیوں سے منع فرمایا گیا مثلاً تمسخر و استہزاء اور عیب جوئی و بدگوئی ان کی جڑ میں جو گمراہی کارفرما ہے وہ اصل میں یہی نسل و نسب کی بنیاد پر تفاخر و تباہی کا جذبہ ہے اور دوسرے یہ کہ اسلام ان میں سے کسی چیز کی بنیاد پر انسانوں کے مابین تفریق و تقسیم کا قائل نہیں بلکہ وہ ایک خالص نظریاتی معاشرہ اور ریاست قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے یہاں انسانوں کے مابین صرف ایک تقسیم معتبر ہے اور وہ ہے ایمان کی تقسیم اور اہلِ ایمان کے حلقے میں بھی اس کے نزدیک صرف ایک معیارِ عزت و شرف معتبر ہے اور وہ ہے تقویٰ کا معیار۔

---

(۱) چہرے کا رعب　　(۲) فخر

اس سلسلے میں ضمنی طور پر ایک دوسری نہایت اہم حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہو گیا یعنی یہ کہ اسلامی معاشرہ اور ریاست کا باقی انسانی معاشروں اور ریاستوں سے ربط و تعلق ان دو بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے جو پوری نوعِ انسانی کے مابین مشترک ہیں یعنی (i) وحدتِ الٰہ (ii) وحدتِ آدم۔ اسی اہم حقیقت کو اجاگر کرنے کے لئے اس مقام پر تخاطب اس سورت کے عام اسلوب سے ہٹ کر بجائے {يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا} کے {يَآيُّهَا النَّاسُ} سے ہوا (واضح رہے کہ قرآن حکیم میں سورۃ الحجرات کی اس آیت مبارکہ کا مثنٰی سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے جس میں یہ تمام حقائق ایک عکسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں)۔

۲۔ دوسری اہم بحث اسلام اور ایمان کے مابین فرق و تمیز کی وضاحت سے متعلق ہے۔

واضح رہے کہ قرآن حکیم میں ایمان و اسلام اور مومن و مسلم کی اصطلاحات اکثر و بیشتر ہم معنی اور مترادف الفاظ کی حیثیت سے استعمال ہوئی ہیں۔ اس لئے کہ واقعہ یہی ہے کہ یہ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ اور ایمان انسان کی جس داخلی کیفیت کا نام ہے اسلام اُس کا خارجی ظہور ہے، لہٰذا جو انسان قلب میں ایمان و یقین کی دولت رکھتا ہو اور عمل میں اسلام اور اطاعت کی روش [۱] اختیار کر لے اسے {اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى} [۲] ایک انگریزی مقولے کے مصداق چاہے مومن کہہ لیا جائے چاہے مسلم بات ایک ہی ہے، بخلاف اس مقام کے کہ یہاں ایمان و اسلام کو ایک دوسرے کے مقابل لایا گیا ہے اور ایمان کی نفی کامل کے علی الرغم [۳] اسلام کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس مقام پر اس بحث کے لانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ یہ اہم اور بنیادی حقیقت واضح ہو جائے کہ اسلامی معاشرے میں شمولیت اور اسلامی ریاست کی شہریت کی بنیاد ایمان پر نہیں ہے بلکہ اسلام پر ہے، اس لئے کہ ایمان ایک باطنی کیفیت ہے جو کسی قانونی بحث و تفتیش اور ناپ تول کا موضوع نہیں بن سکتی۔ لہٰذا مجبوری ہے کہ دنیا میں بین الانسانی معاملات کو صرف خارجی رویے کی بنیاد پر استوار کیا جائے جس میں ایمان کا زیادہ سے زیادہ صرف "اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ" [۴] والا پہلو شامل ہو سکتا ہے۔

---

(۱) طریقہ (۲) بنی اسرائیل:110: جس نام سے بھی پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں

(۳) کے باوجود (۴) زبان کا اقرار

اس کے علاوہ اس بحث سے دو مزید عظیم حقائق کی جانب رہنمائی ہوگئی۔

ایک یہ کہ انسان کی ایک ایسی حالت بھی ممکن ہے کہ اس کے دل میں نہ تو مثبت و ایجابی طور پر ایمان ہی متحقّق ہو نہ منفی و سلبی طور پر نفاق، بلکہ ایک خلا کی سی کیفیت ہو لیکن اس کے عمل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت موجود ہو۔ اس حال میں اگرچہ اس قاعدہ کلّیہ کی رُو سے کہ بغیر ایمان انسان کا کوئی عمل بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں ہوسکتا، یہ چیز بھی مبنی بر عدل ہی ہوتی کہ ایسی اطاعت قبول نہ کی جاتی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے (جس کی جانب اشارہ دو اسمائے حسنیٰ غفور اور رحیم سے کر دیا گیا) کہ اس اطاعت کو بھی سندِ قبول عطا فرما دی گئی۔ (واضح رہے کہ آنحضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں جب {وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا}(۱) کی صورت ہوئی تو اس وقت بھی بہت سے لوگوں کے ایمان و اسلام کی نوعیت یہی تھی اور بعد میں تو ہر دور میں امتِ مسلمہ کے سوادِ اعظم(۲) کا حال یہ ہی رہا ہے)۔

دوسرے یہ کہ حقیقی ایمان کی بھی ایک جامع و مانع تعریف بیان ہوگئی اور واضح کر دیا گیا کہ فی الحقیقت ایمان نام ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایسے پختہ یقین کا جس میں شکوک و شبہات کے کانٹے چبھے نہ رہ گئے ہوں اور جس کا اوّلین اور نمایاں ترین عملی مظہر جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی یہ کہ انسان ہدایتِ آسمانی کی نشر و اشاعت اور حق کی شہادت اور اللہ کے دین کی تبلیغ و تعلیم اور اس کے غلبہ و اظہار کے لئے جان و مال سے کوشش کرے اور اس جدوجہد میں تن من دھن سب قربان کر دے۔

آیت کے آخر میں مزید کھول دیا گیا کہ صرف ایسے ہی لوگ اپنے دعویٔ ایمان میں سچے ہیں۔

سورۃ الحجرات کی اس آیہ کریمہ پر گویا کہ ہمارے منتخب نصاب کا جزوِ ثانی ختم اور جزو ثالث شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ چار لوازمِ نجات کو اس آیت میں دو اصطلاحات میں جمع کر دیا گیا ہے، ایک ایمانِ حقیقی جو جامع ہے ایمانِ قولی اور عملِ صالح دونوں کا اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع ہے تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا، چنانچہ یہیں سے تواصی بالحق کی تفصیلی بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

(۱) النصر:2: اور آپ ﷺ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج درفوج (۲) اکثریت

حصہ چہارم

تواصی بالحق کا ذروۃ السنام

جہاد و قتال فی سبیل اللہ

درسِ اوّل

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ دوم

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیت

سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں

درسِ سوم

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ قصویٰ اور منتہائے مقصود

اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

سورۃ الصف کی روشنی میں

درسِ چہارم

انقلابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

درسِ پنجم

اِعراض عن الجہاد کی پاداش: نفاق

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

سورۃ العصر میں بیان شدہ شرائطِ نجات یا لوازمِ فوز و فلاح میں سے تیسری شرط لازم کو 'تواصی بالحق' کے حد درجہ جامع عنوان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس اصطلاح میں 'تواصی' کے اصل مصدر یعنی وصیّت میں بھی اصلاً تاکید و اہتمام کا مفہوم موجود ہے، مزید برآں [(۱)] جب یہ بابِ تفاعل میں آیا تو اس میں مزید مبالغہ کا مفہوم بھی پیدا ہو گیا اور یہ بھی کہ یہ ایک صالح اجتماعیت کے لازمی مقتضیات [(۲)] میں سے ہے کہ اس کے شرکاء باہم ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہنے کو اپنا فرضِ عین سمجھیں۔ دوسری طرف 'حق' کا لفظ بھی بے حد جامع ہے جس میں چھوٹے سے چھوٹے حقوق سے لے کر اس سلسلۂ کون و مکاں [(۳)] کی عظیم ترین حقیقت یعنی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" تک سب کچھ شامل ہے۔ اس کے بعد جامع اسباق میں سے تیسرے سبق میں 'امر بالمعروف و نہی عن المنکر' کی اصطلاح آ چکی ہے جس نے اسی 'تواصی بالحق' کی وسعت اور ہمہ گیری کو اُجاگر [(۴)] کر دیا یعنی ہر خیر، ہر نیکی، ہر بھلائی، ہر حقیقت اور ہر صداقت کی تبلیغ و تلقین، دعوت و نصیحت، تشہیر و اشاعت، اعلان و اعتراف، حتیٰ کہ ترویج و تنفیذ [(۵)] اور بدی اور برائی کی ہر صورت پر ردّ و قدح، تنقید و احتساب، انکار و ملامت، حتیٰ کہ انسداد و استیصال کی ہر ممکن سعی و کوشش۔ اور پھر چوتھے جامع سبق میں وارد شدہ اصطلاح 'دعوت الی اللّٰہ' نے اسی 'تواصی بالحق' کی بلند ترین منزل کی نشاندہی کر دی اس لئے کہ بفحوائے الفاظِ قرآنی ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ (سورۃ الحج آیت ٦) مجسّم اور کامل 'حق' تو صرف ذاتِ حق سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے اور ''وہی ذاتِ واحد عبادت کے لائق، زبان اور دل کی شہادت کے لائق'' کے مطابق اسی کی اطاعت عبادت کا التزام [(٦)] اور اسی کی شہادت علیٰ رؤوس الاشہاد اور اسی کی اساس پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو استوار کرنے کی سعی و جہد 'تواصی بالحق' کا ذروۂ سنام یا نقطۂ عروج ہے اور اسی کا جامع عنوان قرآن و حدیث کی رو سے 'جہاد فی سبیل اللّٰہ' ہے جس کی آخری چوٹی 'قتال فی سبیل اللّٰہ' ہے۔ چنانچہ اس منتخب نصاب کا حصہ چہارم کُل کا کُل جہاد و قتال فی سبیل اللّٰہ کے موضوع پر قرآن حکیم کے چند جامع مقامات پر مشتمل ہے جس کے آخر میں نفاق بھی زیرِ بحث آیا ہے اس لئے کہ نفاق کا اصل سبب اکثر و بیشتر حالات میں جہاد و قتالِ فی سبیل اللّٰہ سے اِعراض [(۷)] و انکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

---

(۱) اس پر مزید (۲) تقاضے (۳) کائنات (۴) نمایاں (۵) نفاذ (٦) لازم کرنا (۷) منہ پھیرنا

’طالب ومطلوب‘ کی نسبت کے

حوالے سے فلسفۂ دین کی ایک اہم بحث

مطالباتِ دین کے بیان کے ضمن میں

قرآنِ حکیم کا ایک اور جامع مقام

اور

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ

شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ ؕ	اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، پس اسے ذرا توجہ سے سنو!
اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	یقیناً (تمہارے وہ معبود) جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو
لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ ؕ	ایک مکھی بھی تخلیق نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لیے اکٹھے ہو جائیں
وَ اِنۡ یَّسۡلُبۡہُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا	اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے
لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ ؕ	تو یہ اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے

سورۃ العصر میں بیان شدہ شرائطِ نجات یا لوازمِ فوز وفلاح میں سے تیسری شرط لازم کو 'تواصی بالحق' کے حددرجہ جامع عنوان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس اصطلاح میں 'تواصی' کے اصل مصدر یعنی وصیّت میں بھی اصلاً تاکید و اہتمام کا مفہوم موجود ہے، مزید برآں (۱) جب یہ بابِ تفاعل میں آیا تو اس میں مزید مبالغہ کا مفہوم بھی پیدا ہو گیا اور یہ بھی کہ یہ ایک صالح اجتماعیت کے لازمی مقتضیات (۲) میں سے ہے کہ اس کے شرکاء باہم ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہنے کو اپنا فرضِ عین سمجھیں۔ دوسری طرف 'حق' کا لفظ بھی بے حد جامع ہے جس میں چھوٹے سے چھوٹے حقوق سے لے کر اس سلسلۂ کون ومکاں (۳) کی عظیم ترین حقیقت یعنی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" تک سب کچھ شامل ہے۔ اس کے بعد جامع اسباق میں سے تیسرے سبق میں 'امر بالمعروف ونہی عن المنکر' کی اصطلاح آ چکی ہے جس نے اسی 'تواصی بالحق' کی وسعت اور ہمہ گیری کو اُجاگر (۴) کر دیا یعنی ہر خیر، ہر نیکی، ہر بھلائی، ہر حقیقت اور ہر صداقت کی تبلیغ وتلقین، دعوت ونصیحت، تشہیر و اشاعت، اعلان و اعتراف، حتیٰ کہ ترویج وتنفیذ (۵) اور بدی اور برائی کی ہر صورت پر ردّ وقدح، تنقید واحتساب، انکار وملامت، حتیٰ کہ انسداد واستیصال کی ہر ممکن سعی وکوشش۔ اور پھر چوتھے جامع سبق میں وارد شدہ اصطلاح 'دعوت الی اللہ' نے اسی 'تواصی بالحق' کی بلند ترین منزل کی نشاندہی کر دی اس لئے کہ بفحوائے الفاظِ قرآنی ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ (سورۃ الحج آیت ٦) مجسّم اور کامل 'حق' تو صرف ذاتِ حق سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے اور "وہی ذاتِ واحد عبادت کے لائق، زبان اور دل کی شہادت کے لائق" کے مطابق اسی کی اطاعت عبادت کا التزام (٦) اور اسی کی شہادت علی رؤوس الاشہاد اور اسی کی اساس پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو استوار کرنے کی سعی وجہد 'تواصی بالحق' کا ذروۂ سنام یا نقطۂ عروج ہے اور اسی کا جامع عنوان قرآن وحدیث کی رو سے 'جہاد فی سبیل اللہ' ہے جس کی آخری چوٹی 'قتال فی سبیل اللہ' ہے۔ چنانچہ اس منتخب نصاب کا حصہ چہارم کُل کا کُل جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کے چند جامع مقامات پر مشتمل ہے جس کے آخر میں نفاق بھی زیرِ بحث آیا ہے اس لئے کہ نفاق کا اصل سبب اکثر و بیشتر حالات میں جہاد وقتالِ فی سبیل اللہ سے اِعراض (۷) وانکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

(۱) اس پر مزید (۲) تقاضے (۳) کائنات (۴) نمایاں (۵) نفاذ (٦) لازم کرنا (۷) منہ پھیرنا

’طالب و مطلوب‘ کی نسبت کے

حوالے سے فلسفۂ دین کی ایک اہم بحث

مطالباتِ دین کے بیان کے ضمن میں

قرآنِ حکیم کا ایک اور جامع مقام

اور

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اُولیٰ

شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ ؕ	اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، پس اسے ذرا توجہ سے سنو!
اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	یقیناً (تمہارے وہ معبود) جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو
لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ ؕ	ایک مکھی بھی تخلیق نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لیے اکٹھے ہو جائیں
وَ اِنۡ یَّسۡلُبۡہُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا	اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے
لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ ؕ	تو یہ اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾	کس قدر کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی!
مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ	انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾	یقیناً اللہ بہت طاقت والا٬ سب پر غالب ہے
اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ	اللہ چُن لیتا ہے اپنے پیغمبر فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾	یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا٬ دیکھنے والا ہے
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ	وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے
وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾	اور اللہ ہی کی طرف تمام معاملات لوٹا دیے جائیں گے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے ایمان کے دعوے دارو!
ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا	جھک جاؤ اور سر بسجود ہو جاؤ
وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ	اور اپنے رب کی بندگی کرو
وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ	اور نیک کام کرو
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ۩ السجدہ	تاکہ تم فلاح پاؤ!
وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ	اور جہاد کرو اللہ کے لیے جیسا کہ اُس کے لیے جہاد کا حق ہے
هُوَ اجْتَبٰىكُمْ	اُس نے تمہیں چُن لیا ہے
وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ	اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی
مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ	تمہارے جدّ امجد ابراہیمؑ کی ملت

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ۙ	اُسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے
مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا	اس سے پہلے بھی (تمہارا یہی نام تھا) اور اس (کتاب) میں بھی ہے
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ	تا کہ پیغمبر تم پر گواہ ہو
وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ صلے	اور تم لوگوں پر گواہ ہو
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو
وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ	اور اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ
هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ	وہ تمہارا مولیٰ ہے
فَنِعْمَ الْمَوْلٰى	تو کیا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ
وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۷۸ ع	اور کیا ہی اچھا ہے مددگار!

سورۃ الحج کے آخری رکوع کو، جو کل چھ آیات پر مشتمل ہے بجا طور پر قرآن حکیم کے جامع ترین مقامات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی ابتدائی چار آیات میں خطاب { يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ } کے الفاظ سے ہے، اور ان میں قرآنِ مجید کی اُس اساسی دعوت یعنی دعوتِ ایمان کا خلاصہ آ گیا ہے جو وہ ہر فردِ نوعِ بشر کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور آخری دو آیات میں خطاب { يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا } کے الفاظ سے ہوا ہے اور اس میں اس 'دعوتِ عمل' کا خلاصہ آ گیا ہے جس کا تقاضا قرآن ہر اس شخص سے کرتا ہے جو ایمان کا مدعی ہو یعنی دعوتِ ایمان کو قبول کرنے کا اعلان و اعتراف کرے۔

شرک اور توحید کے بیان میں یہاں قرآن کے عام اسلوب کے مطابق بطرزِ جلی [1] تو ذکر ہوا ہے بُت پرستی کا جس میں وہ اہلِ عراق مبتلا تھے جو قرآن کے اوّلین مخاطب تھے لیکن بطرزِ خفی ایک ایسی عمومی اور جامع بات بھی مختصر ترین الفاظ میں کہہ دی گئی ہے جسے فلسفہ و حکمتِ دین کے اس اہم

(۱) زیادہ نمایاں

ترین باب کے کُل مباحث کا لُبِّ لباب [۱] قرار دیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ اصل توحید یہ ہے کہ انسان کا مطلوب و مقصودِ اصلی اور محبوبِ حقیقی صرف اللہ ہو اور شرک یہ ہے کہ اس کے نہاں خانۂ قلب [۲] میں اس تختِ پر کُلی یا جزوی طور پر کوئی اور براجمان [۳] ہو جائے۔

اس ضمن میں 'طالب و مطلوب' کی نسبت سے ان اہم حقائق و معارف کی جانب رہنمائی فرما دی گئی جس کو دورِ حاضر میں فلسفۂ 'خودی' کے نام سے مختصر طور پر پیش کیا علامہ اقبال مرحوم نے اور جن کو تفصیل کے ساتھ مدوّن [۴] کیا "نصب العینوں یا آدرشوں کے فلسفے" کے عنوان سے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی عظیم تصنیف "Ideology of the Future" میں جس کا حاصل یہ ہے کہ:

۱۔ انسان حیوانات سے جن اعتبارات سے ممیّز [۵] ہے۔ ان میں سے ایک اہم اور اساسی امر یہ ہے کہ حیوان کا اپنا کوئی مقصد اور نصب العین نہیں ہوتا۔ گویا وہ 'زندگی برائے زندگی' کے اصول پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ انسان اسے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آلۂ کار [۶] بنا لے، جب کہ انسان اپنا ایک ہدفِ مقصود معیّن کرتا ہے اور اس کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ (اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ بغیر کسی معیّن نصب العین کے زندگی بسر کرتے ہیں وہ انسانیت کی نسبت حیوانیت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں)۔

۲۔ انسان جو نصب العین اختیار کر کے اس کے حصول کے لئے جدّ و جہد کرتا ہے اس کی اپنی شخصیت بھی اسی رخ پر تعمیر ہوتی ہے۔ گویا نصب العین پست [۷] ہو تو اس کے لئے سعی و جہد کے نتیجے میں ایک پست سیرت وجود میں آتی ہے اور نصب العین اعلیٰ و ارفع ہو تو اس تک رسائی کے لئے جو محنت و مشقت کی جائے گی اس سے خود انسانی شخصیت کو بھی ترفّع [۸] حاصل ہوگا۔ (اس ضمن میں کمند کی مثال بہت عمدہ ہے کہ انسان اسے جس قدر اونچا پھینک سکے گا، اسی قدر بلندی تک خود بھی چڑھ سکے گا)۔

۳۔ تمام آدرشوں میں سب سے اونچا آدرش [۹] اور تمام نصب العینوں میں اعلیٰ ترین نصب العین ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ ؏ (منزل ما کبریاست! اور "یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ!" [۱۰])

(۱) خلاصہ (۲) دل کا پوشیدہ خانہ (۳) رونق افروز ہونا (۴) ترتیب دینا (۵) تمیز کرنے والا (۶) ذریعہ (۷) نیچا (۸) بلندی (۹) مقصد۔ نصب العین (۱۰) اے ہمت مردانہ! اپنی کمندِ (محبت) میں اللہ تعالیٰ کو لا

اور اللہ ہی کو اپنا محبوبِ حقیقی اور مطلوب و مقصودِ اصلی قرار دے کر جب انسان جد و جہد کرتا ہے تو اس سے جو شخصیت وجود میں آتی ہے اس کا کامل و اکمل نمونہ تو ہے ذاتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، البتہ اس کے درجہ بدرجہ پرَتو اور عکس ہیں جو نظر آتے ہیں دیگر انبیاء علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور صوفیائے عِظام رحمہم اللہ کی مبارک شخصیتوں میں!

{ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ} کے مختصر ترین الفاظ میں مضمر ان عظیم حقائق و معارف کے ساتھ ساتھ {مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ} کے حد درجہ جامع الفاظ میں شرک کے اصل سبب اور اس کی 'عِلَّتُ الْعِلَل'[1] کی نشاندہی بھی فرما دی گئی۔ یعنی یہ کہ خواہ جاہلیتِ قدیمہ ہو خواہ جدیدہ اور خواہ محدود مذہبی تصورات کے مطابق کسی کو خدا کے سوا 'معبود' مانا گیا ہو خواہ وسیع تر مفہوم کے اعتبارات سے کسی کو اللہ کے سوا 'مطلوب و مقصود' بنایا گیا ہو اس گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ انسان خدا کے جمال و جلال کا کماحقہٗ تصور اور اس کی صفاتِ کمال کا کماحقہٗ اندازہ نہیں کر پاتا۔ چنانچہ کبھی اسے دنیا کے بادشاہوں پر قیاس[2] کر لیتا ہے اور اس کے لئے یا اولاد تجویز کر دیتا ہے جو اس کے کفو[3] اور ہم جنس بن جاتی ہے، یا نائبینِ سلطنت تصنیف کر ڈالتا ہے جو کائنات کے انتظام و انصرام[4] میں اس کے مُمد و معاون ہوتے ہیں، لہٰذا کسی قدر با اختیار بھی ہوتے ہیں، یا اس کے لئے مقربین و مصاحبینِ خاص گھڑ لیتا ہے جو اس درجہ منہ چڑھے ہوتے ہیں کہ وہ ان کا کہنا ٹال ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ یہی تین باتیں ہیں جن کی نفی کی گئی ہے سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں کہ {وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا} (بنی اسرائیل: 111: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیجیے کہ ہر طرح کا شکر اور تعریف اس کے لائق ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی کسی کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی دوست ہے اور اس کی تکبیر کرو جیسے کہ تکبیر کرنے کا حق ہے۔) اور کبھی انسان اپنی محبت کا مرکز و محور بنا لیتا ہے نسل و قوم کو یا ملک و وطن کو یا کسی نظریئے یا نصب العین کو پھر اس کے ساتھ وہی طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو ایک خدا پرست خدا کے ساتھ کرتا ہے یعنی {إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ} (الانعام: 162) یعنی اب اس کی زندگی اور موت اور کُل سعی و جہد

(۱) خرابیوں کی جڑ　(۲) اندازہ　(۳) ہم پلّہ　(۴) بندوبست

اور ساری دوڑ دھوپ وقف ہو جاتی ہے، ملک وقوم کی برتری وسربلندی کے لئے یا کسی نظریئے کی تشہیر و اشاعت اور کسی نظام کے نفاذ وقیام کے لئے۔

اسی طرح ان آیاتِ مبارکہ میں ایمان بالرسالت کے ضمن میں بھی ایک حددرجہ اہم حقیقت کی جانب رہنمائی فرمائی گئی یعنی یہ کہ رسالت کا 'سلسلۃ الذّہب'[1] دو کڑیوں پر مشتمل ہے۔ ایک 'رسولِ مَلک' یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے 'رسولِ بشر' یعنی حضرت محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سے ایمان بالملائکہ کی اہمیت پر بھی روشنی پڑی اور حقیقتِ وحی کے بارے میں فلاسفۂ جدید وقدیم کے پیدا کردہ مغالطوں کا سدِّ باب بھی ہو گیا۔ (واضح رہنا چاہئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ورسالت کے اختتام پر اب اس سنہری زنجیر میں ایک تیسری کڑی کی حیثیت سے شامل ہوگئی ہے امّتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بحیثیتِ مجموعی۔ یہی وجہ ہے کہ اس رکوع کے پہلے حصے میں 'رسولِ مَلک' اور 'رسولِ بشر' کے لئے لفظ آیا ہے 'اصطفاء' کا اور دوسرے حصے میں امت مسلمہ کے لئے لفظ آیا ہے 'اجتباء' کا اور یہ دونوں الفاظ حددرجہ قریب المفہوم ہیں)۔

'ایمان بالآخرت' کے ضمن میں اس مقام پر بہت اختصار ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا پہلا رکوع تقریباً کُل کا کُل {زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ} اور بَعث بَعدَ المَوت کے ذکر پر مشتمل ہے۔

اس رکوع کی آخری دو آیات میں ایمان کے عملی تقاضوں کا بیان جس حکیمانہ ترتیب وتدریج[2] کے ساتھ ہوا ہے وہ بھی اعجازِ قرآنی کا ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور یہاں ایک اعتبار سے گویا پھر سورۃ العصر کے تمام مضامین موجود ہیں۔ وہاں نجات کی پہلی شرطِ لازم کی حیثیت سے ایمان کا تذکرہ ہوا تھا یہاں {يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا} سے خطاب ہے۔ وہاں نجات کے تیسرے اور چوتھے لوازم کا ذکر جدا جدا ''تواصی بالحق'' اور ''تواصی بالصبر'' کے الفاظ سے ہوا، یہاں ان دونوں کی جامع اصطلاح ''جہاد'' پر ایک مکمل اور طویل آیت ہے۔ وہاں 'عمل صالح' ایک جامع اصطلاح تھی، یہاں اس کی جگہ پر چار اوامر وارد ہوئے ہیں یعنی {ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ} یہاں مثبت طور پر {لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ} کی نوید ہے تو وہاں سلبی پہلو سے {اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ} کی وعید![3]

---

(۱) سنہری زنجیر (۲) درجہ بدرجہ ہونا (۳) سزا کی دھمکی

گویا ’تصریفِ آیات‘ یا ع ’ایک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں‘‘ کی نہایت اعلیٰ مثال!

دین کے ان عملی تقاضوں کی تفہیم کے لئے زینے کی مثال بہت مفید ہے۔ ہر مدعیٔ ایمان کے لئے عمل کے زینے کی پہلی سیڑھی فرائضِ دینی کی بجا آوری اور ارکانِ اسلام کی پابندی ہے یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ جن میں سے اولین اور اہم ترین ہے نماز۔ لہٰذا اس کا ذکر ہو گیا رکوع اور سجود کے حکم کے ذیل میں اور یہ نمائندہ بن گئی جملہ ارکانِ (۱) دین کی۔ دوسری سیڑھی، عبادتِ رب یعنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بے چون و چرا اطاعتِ کُلّی اس کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر۔ اور تیسری سیڑھی ہے ’عملِ خیر‘ یعنی خدمتِ خلق جس کی ایک تشریح آیۂ بِر میں گزر چکی ہے اور جس کے دو مراتب ہیں: ایک لوگوں کی دنیوی حاجتوں اور ضرورتوں کے ضمن میں امداد و اعانت (۲) یعنی بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو پہنانا اور بیماروں کے لئے علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچانا وغیرہ اور دوسرا اور اہم تر مرتبہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی سعی کرنا اور انہیں ’’صراطِ مستقیم‘‘ کی طرف دعوت دینا۔ اور چوتھی اور آخری سیڑھی جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دین کا ’’ذِرْوَةُ السَّنَامِ‘‘ (۳) قرار دیا ہے وہ ہے ’جہاد فی سبیل اللہ‘ جس کی غایتِ اُولیٰ ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب سے خلقِ خدا پر اتمامِ حجت کے لئے شہادت علی الناس کے فریضے کی ادائیگی جو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کی رُو سے اصل مقصد ہے امتِ مسلمہ کی تاسیس کا۔

واضح رہے کہ ’’عبادتِ رب‘‘ اور ’’شہادت علی الناس‘ بشمول ’’اقامتِ دین‘‘ یا ’’اظہارِ دینِ حق‘‘ دین کے عملی مطالبات کے ضمن میں قرآن حکیم کی نہایت اہم اور اساسی اصطلاحات ہیں جن کی تشریح و تفصیل اس مقام پر ممکن نہیں ہے۔ البتہ ان کے بارے میں ان سطور کے راقم کی تالیف ’’مطالباتِ دین‘‘ میں کسی قدر شرح و بسط (۴) سے کلام ہوا ہے۔ قارئین اس کی طرف مراجعت فرمائیں۔

آخری آیت کے آخری ٹکڑے میں کلمہ ’ف‘ {فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ} بہت معنی خیز ہے۔ یعنی جس پر یہ حقائق منکشف (۵) ہو جائیں اور جسے بھی اپنے فرائض دینی کا یہ شعور و ادراک حاصل ہو جائے اسے تاخیر و تعویق اور تردد و تربص میں مبتلا ہوئے بغیر بسم اللہ کر کے عمل کا آغاز کر دینا چاہئے۔ اب ظاہر ہے کہ پہلی ہی چھلانگ میں سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھنے کی کوشش حماقت پر مبنی ہو گی اور عین ممکن ہے کہ ایسا شخص اوندھے منہ زمین پر گرے۔ فطری اور منطقی تدریج یہی ہے کہ آغاز پہلی

(۱) تمام　(۲) مدد　(۳) انتہائی بلند مقام　(۴) وضاحت　(۵) ظاہر

سیڑھی پر قدم رکھنے سے کرے جو مشتمل ہے ارکانِ اسلام کی پابندی پر۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر بھی کر دیا گیا، تا کہ واضح ہو جائے کہ مقصود صرف نماز نہیں بلکہ جملہ ارکانِ اسلام ہیں۔

آخر میں {وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ} کے الفاظ بھی بہت اہم ہیں۔ ان سے اس حقیقت کی جانب بھی رہنمائی ہوگئی کہ اگلے مراحل کے لئے بندۂ مومن کا واحد سہارا اور اس راہ میں اس کی استقامت کا اصل راز اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق استوار کرنے میں مضمر[1] ہے۔ اور اس جانب بھی اشارہ ہو گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اولیٰ یعنی خلقِ خدا پر اللہ کی جانب سے اتمامِ حجت کے لئے 'شہادت علی الناس' کے تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی و جہد کا مرکز و محور قرآنِ حکیم ہے اس لئے کہ 'اعتصام باللہ' کا ذریعہ ظاہر ہے کہ 'اعتصام بحبل اللہ' کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور 'حبل اللہ' از روئے فرمانِ نبوی ﷺ قرآنِ حکیم ہے۔ "ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ"

الغرض! سورۃ الحج کی آخری دو آیات میں دین کے جملہ عملی تقاضوں کا بیان معجزانہ اختصار و جامعیت کے ساتھ ہو گیا اور یہ دونوں آیتیں مل کر مختصر تفسیر بن گئیں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ کی، جس میں 'ایمانِ حقیقی' کے دو ارکان بیان ہوئے۔ ایک یقینِ قلبی جو لازماً شامل ہے عملِ صالح کو اور دوسرے 'جہاد فی سبیل اللہ' جس کا ابتدائی مقصد ہے 'شہادت علی الناس' جس کا ذکر یہاں ہو گیا اور آخری منزل یا 'غایتِ قصویٰ' ہے "اِظْھَارُ دِیْنِ الْحَقِّ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" جو مرکزی مضمون ہے سورۃ الصّف کا جس پر اس نصاب کا اگلا درس مشتمل ہے۔

دین کے مجموعی نظام میں 'جہاد فی سبیل اللہ' کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس کی وضاحت کے لئے منتخب نصاب کے درس کے اس مرحلے پر ایک قدرے طویل حدیث نبویؐ بیان کی جاتی ہے جسے بلا شک و شبہ ''حکمتِ دین کے ایک عظیم خزانے'' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اسے پڑھتے یا سنتے ہوئے انسان کچھ دیر کے لئے اپنے آپ کو بالکل اسی ماحول کا جزو محسوس کرتا ہے جو حضور نبی کریم علیہ الف الف[2] التحیۃ والتسلیم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انفاسِ مطہرہ[3] اور نفوسِ قدسیہ[4] سے معطر و منور تھا، بقول شاعر ؎

ہم اہلِ قفس[4] تنہا بھی نہیں، ہر روز نسیمِ صبحِ وطن
یادوں سے معطر آتی ہے، اشکوں سے منور جاتی ہے

(۱) پوشیدہ　(۲) ہزاروں　(۳) پاکیزہ لوگ　(۴) پنجرے کے مکین

حکمتِ دین کا ایک عظیم خزانہ

نبی اکرم ﷺ کی اہم حدیث

(رواہ احمد والبزار والنسائی وابن ماجہ والترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ	حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ
خَرَجَ بِالنَّاسِ قَبْلَ غَزْوَۃِ تَبُوْكَ،	لوگوں کو غزوہ تبوک کے لیے لے کر نکلے
فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحَ صَلّٰی بِالنَّاسِ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ،	جب صبح ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی
ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَكِبُوْا،	لوگ نماز پڑھ کر پھر سوار ہو گئے
فَلَمَّا اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ	جب آفتاب نکلا
نَعَسَ النَّاسُ فِیْ اَثَرِ الدُّلْجَۃِ	تو سب لوگ شب بیداری کی وجہ سے اونگھ رہے تھے
وَلَزِمَ مُعَاذٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَتْلُوْا اَثَرَہٗ	ایک معاذؓ تھے جو برابر رسولِ خدا ﷺ کے پیچھے پیچھے لگے چلے آ رہے تھے
وَالنَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ	اور لوگوں کی سواریاں انہیں لے کر تتر بتر ہوگئی تھیں
عَلٰی جَوَادِ الطَّرِیْقِ تَاْكُلُ وَتَسِیْرُ،	راستے کے طول و عرض میں چرتی رہیں اور چلتی رہیں
فَبَیْنَمَا مُعَاذٌ عَلٰی اَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ	اسی دوران میں کہ معاذؓ آپ ﷺ کے پیچھے تھے

وَنَاقَتُهُ تَأْكُلُ مَرَّةً وَتَسِيرُ أُخْرَى	اور معاذؓ کی اونٹنی کبھی چرتی اور کبھی چلتی جا رہی تھی
عَثَرَتْ نَاقَةُ مُعَاذٍ فَكَبَحَهَا بِالزِّمَامِ	اونٹنی نے دفعۃً ٹھوکر کھائی معاذؓ نے اس کو لگام کھینچ کر سنبھالا
فَهَبَّتْ حَتّٰى نَفَرَتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	تو وہ اور تیز ہوگئی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی بھی بدک گئی
ثُمَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَشَفَ عَنْهُ قِنَاعَهُ	پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نقاب اُٹھایا
فَالْتَفَتَ فَإِذَا لَيْسَ مِنَ الْجَيْشِ رَجُلٌ أَدْنٰى إِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ،	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو لشکر بھر میں معاذؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہ تھا
فَنَادَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنؓ کو آواز دی
فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ))	فرمایا: اے معاذؓ!
قَالَ لَبَّيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	انہوں نے جواب دیا، یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں
قَالَ ((أُدْنُ دُونَكَ)) فَدَنَا مِنْهُ	فرمایا اور قریب آجاؤ، وہ قریب آگئے
حَتّٰى لَصِقَتْ رَاحِلَتُهُمَا إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى،	اتنے قریب آگئے کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسرے سے بالکل مل گئیں
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
((مَا كُنْتُ أَحْسَبُ النَّاسَ مِنَّا كَمَكَانِهِمْ مِنَ الْبُعْدِ))	میرا یہ خیال نہیں تھا کہ لوگ مجھ سے اتنی دور ہوں گے

فَقَالَ مُعَاذٌ يَا نَبِيَّ اللهِ نَعَسَ النَّاسُ	معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لوگ کچھ اونگھ رہے تھے
فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ تَرْتَعُ وَتَسِيْرُ،	(اس لیے) ان کی سواریاں اِدھر اُدھر انہیں لے کر متفرق ہوگئیں، چرتی رہیں اور چلتی رہیں
فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ((وَاَنَا كُنْتُ نَاعِسًا))	آپ ﷺ نے فرمایا میں خود بھی اونگھ رہا تھا
فَلَمَّا رَأٰى مُعَاذٌ	معاذؓ نے جب دیکھا کہ
بُشْرٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَخَلْوَتَهٗ لَهٗ	آپ ﷺ اُن سے خوش ہیں اور موقع بھی تنہائی کا ہے
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِئْذَنْ لِيْ اَسْاَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ	تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجیے تو ایک بات پوچھوں
قَدْ اَمْرَضَتْنِيْ وَاَسْقَمَتْنِيْ وَاَحْزَنَتْنِيْ،	جس نے مجھے بیمار ڈال دیا ہے اور نڈھال کر دیا ہے اور غمزدہ بنا رکھا ہے
فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ((سَلْنِيْ عَمَّ شِئْتَ))	آپ ﷺ نے فرمایا اچھا جو چاہتے ہو پوچھو
فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ حَدِّثْنِيْ بِعَمَلٍ	عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا کام بتا دیجیے
يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ	جو مجھے جنت میں لے جائے
لَا اَسْاَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا،	اس کے سوا میں آپ ﷺ سے اور کچھ نہیں پوچھوں گا

قَالَ نَبِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
((بَخٍ بَخٍ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ،	بہت خوب، بہت خوب، تم نے بڑی بات پوچھی
لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ [ثَلَاثًا]	تم نے بڑی بات پوچھی (تین مرتبہ فرمایا)
وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ أَرَادَ اللهُ بِهِ الْخَيْرَ))	جس کے لیے خدا بھلائی کا ارادہ کرے اس کے لیے کچھ اتنی دشوار بھی نہیں
فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ إِلَّا قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کوئی بات نہیں فرمائی جو تین بار نہ دہرائی ہو
حِرْصًا لِكَيْمَا يُتْقِنَهُ عَنْهُ،	اس خیال سے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات خوب پختہ یاد کرلیں
فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
((تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھو
وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ	اور نماز پڑھا کرو
وَتَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا	اللہ کی عبادت کیا کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ
حَتّٰى تَمُوتَ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ))	یہاں تک کہ اسی حال پر تمہاری موت آجائے
فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَعِدْ لِي،	انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر ارشاد فرمایئے
فَأَعَادَهَا لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خاطر تین بار فرمایا
ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
((إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ	اگر چاہو تو تمہیں بتادوں اے معاذؓ!

بِرَأْسِ هٰذَا الْاَمْرِ وَذِرْوَةِ السَّنَامِ))	اس دین کے اونچے عملوں میں جو چوٹی کا عمل ہے اور جو اس کی جڑ ہے
فَقَالَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ اَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِيْ،	انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! ارشاد فرمایئے
فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ	آپ ﷺ نے فرمایا
((اِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْاَمْرِ اَنْ تَشْهَدَ	سب میں جڑ کا عمل تو یہ ہے کہ تو اس کی گواہی دے
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں
وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،	اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں
وَاَنَّ قِوَامَ هٰذَا الْاَمْرِ اِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ،	اور جس عمل سے دین کی بندش [(۱)] مضبوط رہتی ہے، وہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا ہے
وَاَنَّ ذِرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ	اور اس کے اونچے اونچے عملوں میں سب سے چوٹی کا عمل
اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،	جہاد فی سبیل اللہ ہے
وَاِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ	مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ اس وقت تک جاری رکھوں
حَتّٰى يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ	جب تک کہ وہ نماز نہ پڑھیں اور زکوٰۃ نہ دیں
وَيَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اور اس بات کی شہادت نہ دیں کہ معبود کوئی نہیں مگر اللہ

(۱) بندھن۔ بناوٹ

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں
وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ،	اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں
فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ	جب یہ باتیں کرلیں
فَقَدِ اعْتَصَمُوْا وَعَصَمُوْا دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ	تو وہ خود بھی بچ گئے اور اپنی جان و مال کو بھی بچالیا
اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))	مگر ہاں جو شریعت کی زد میں آجائے اور اس کے بعد ان کا حساب خدا کے سپرد ہے
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا
((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ	اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے
مَا شَحَبَ وَجْهٌ وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ	کوئی چہرہ (عمل کرتے کرتے) متغیر نہیں ہوا اور کوئی قدم (سفر کرتے کرتے) غبار آلود نہیں ہوا
فِيْ عَمَلٍ تُبْتَغٰى فِيْهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ	کسی ایسے عمل میں جس کا مقصد درجاتِ جنت ہوں
بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ	فرض نماز کے بعد
كَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جہاد فی سبیل اللہ کے برابر
وَلَا ثَقُلَ مِيْزَانُ عَبْدٍ	اور نہ بندہ کے میزانِ عمل میں کوئی نیکی اتنی وزن دار ثابت ہوئی
كَدَابَّةٍ تُنْفَقُ لَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جتنا کہ اس کا وہ جانور جو جہاد فی سبیل اللہ میں مرگیا
اَوْ يُحْمَلُ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))	یا جس پر اس نے راہِ خدا میں سواری کی!

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت واہمیت

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 24 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ
وَاَبۡنَآؤُکُمۡ	اور تمہارے بیٹے
وَ اِخۡوَانُکُمۡ	اور تمہارے بھائی
وَ اَزۡوَاجُکُمۡ	اور تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)
وَعَشِیۡرَتُکُمۡ	اور تمہارے رشتہ دار
وَاَمۡوَالُۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا	اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں
وَتِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا	اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے
وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ	اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں
اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ	(اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ
وَ رَسُوۡلِهٖ	اور اس کے رسول
وَجِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ	اور اس کے رستے میں جہاد سے
فَتَرَبَّصُوۡا	تو انتظار کرو
حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِهٖ ؕ	یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے
وَ اللّٰہُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۴﴾	اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا

اس آیۂ مبارکہ میں گویا ایک ترازو عطا کر دی گئی ہے ہر مدعیٔ ایمان [1] کو جس میں وہ اپنے ایمان کو تول سکتا ہے۔ اس ترازو کے ایک پلڑے میں وہ ڈالے اپنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد و قتال سے محبت و رغبت کو، اور دوسرے میں ڈالے کُل علائقِ دنیوی [2] اور مال واسبابِ دنیوی کی محبت کو اور پھر دیکھے کہ کون سا پلڑا جھک رہا ہے۔ اگر پہلا جھک رہا ہو تو 'فَهُوَ الْمَطْلُوْب' [3] اسے چاہئے کہ اللہ کا شکر ادا کرے تا کہ مزید توفیق پائے، اور اگر خدانخواستہ دوسرا پلڑا بھاری ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً متنبّہ ہو اور اصلاح پر کمر بستہ ہو جائے۔ بصورتِ دیگر جائے، دفع ہو جائے، اور اللہ کے فیصلے کا انتظار کرے۔ اس لئے کہ اللہ ایسے لوگوں کو توفیق و ہدایت سے نہیں نوازتا۔

(۱) ایمان کا دعویٰ کرنے والا (۲) دنیوی رشتہ داریاں (۳) تو یہی چاہیے

جہاد فی سبیل اللہ

کی 'غایتِ قصویٰ' اور 'منتہائے مقصود' یا 'عبادتِ رب' اور 'شہادت علی الناس' کا تکمیلی مرحلہ

اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

اور

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اور اس کی تکمیل کے لئے امتِ مسلمہ کو دعوتِ سعی و عمل

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کی جامع ترین

سورت (سورۃ الصف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ	تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١	وہ بہت زبردست ہے' کمال حکمت والا
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے مسلمانو!
لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢	تم کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں ہو؟

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ	بڑی شدید بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③	کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ	اللہ کو تو محبوب ہیں وہ بندے جو اُس کی راہ میں قتال کرتے ہیں
صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④	صفیں باندھ کر جیسے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار ہوں
وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ	اور یاد کرو جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا:
يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ	اے میری قوم کے لوگو! تم کیوں مجھے ایذا دے رہے ہو؟
وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ	جبکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں
فَلَمَّا زَاغُوْٓا	پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے
اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ	تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤	اور اللہ فاسقوں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا
وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	اور یاد کرو جب عیسیٰؑ ابن مریم نے کہا
يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کا رسول ہوں
اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ	تمہاری طرف میں تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں اُس کی جو میرے سامنے موجود ہے تورات میں سے
وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ	اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی
يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي	جو میرے بعد آئیں گے
اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ	ان کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	پھر جب وہ (عیسیٰؑ) آئے ان کے پاس واضح نشانیوں کے ساتھ

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶	تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تراشے
وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ	درآں حالیکہ اسے بلایا جارہا ہو اسلام کی طرف!
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷	اور اللہ ایسے ظالموں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ	وہ تُلے ہوئے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا کر رہیں گے
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ	اور اللہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸	خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو
هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ	الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ	تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظامِ زندگی پر
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹	اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان کے دعوے دارو!
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ	کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں؟
تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰	جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلادے؟
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	(وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر
وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ	اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱	یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ	وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا
وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور تمہیں داخل کرے گا اُن باغات میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی
وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ	اور بہت پاکیزہ مساکن عطا کرے گا رہنے کے باغات میں
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۙ﴿۱۲﴾	یہی سب سے بڑی کامیابی ہے
وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ	اور ایک اور چیز جو تمہیں بہت پسند ہے
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ	اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح
وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾	اور (اے نبی ﷺ) آپ مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجیے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے اہل ایمان!
كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ	تم اللہ کے مددگار بن جاؤ
كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ	جیسے کہا تھا عیسیٰؑ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے
مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ	کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف؟
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ	حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار!
فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ	تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ (حضرت مسیحؑ پر) ایمان لے آیا
وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ	اور دوسرا گروہ کفر پر اَڑا رہا
فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ	تو ہم نے مدد کی اُن کی جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے خلاف
فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾	تو (بالآخر) وہی غالب ہوئے

تمہید

''اَلْمُسَبِّحَات اوران کی اَخَوَات''

کے بعض مشترک مضامین

قرآن حکیم میں ستائیسویں پارے کی آخری سورت یعنی سورۃ الحدید سے لے کر اٹھائیسویں پارے کے اختتام یعنی سورۃ التحریم تک بلحاظ تعدادِ سُوَر مدنی سورتوں کا سب سے بڑا اکٹھ (Constellation) وارد ہوا ہے۔ یہ دس سورتوں کا ایک نہایت حسین وجمیل گلدستہ ہے، جن میں چند امور واضح طور پر مشترک ہیں اور چونکہ مطالعہ قرآن حکیم کے پیش نظر منتخب نصاب میں مکمل سورتوں کی سب سے بڑی تعداد اسی مجموعے سے ماخوذ ہے لہٰذا اس میں شامل سورتوں کے مشترک نکات کے بارے میں مختصر اشارات، ان شاء اللہ العزیز، بہت مفید ہوں گے: وہ مشترک امور یہ ہیں۔

۱۔ یہ سورتیں تقریباً سب کی سب زمانۂ نزول کے اعتبار سے مدنی دور کے نصفِ آخر سے متعلق ہیں، جب کہ اہلِ ایمان نے ایک باقاعدہ ''امتِ مسلمہ'' کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔

۲۔ یہی سبب ہے کہ ان میں خطاب کا اصل رخ 'امتِ مسلمہ' کی جانب ہے۔ کفار خواہ مشرکین میں سے ہوں خواہ اہلِ کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ میں سے ان سورتوں میں مخاطب نہیں ہیں۔ نہ باندازِ دعوت وتبلیغ نہ بطرزِ ملامت والزام۔ یہود کا ذکر اس سلسلے کی اکثر سورتوں میں ہے (اور ایک مقام پر نصاریٰ کا بھی) لیکن صرف بطورِ نشان عبرت۔ [1]

۳۔ امتِ مسلمہ سے خطاب میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ طویل مکی اور مدنی سورتوں میں جو اہم اور اساسی مباحث نہایت تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، ان سورتوں میں گویا ان کے خلاصے درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ انہیں بآسانی حرزِ جان بنایا جا سکے۔

۴۔ مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں ان میں سے اکثر سورتوں میں 'ملامت' [2] (اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک قول کے مطابق 'عتاب') کا رنگ بہت نمایاں ہے، اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ

(۱) نصیحت (۲) ڈانٹ ڈپٹ

جیسے مسلمانوں کے جذباتِ ایمانی کچھ سرد پڑ رہے ہوں اور ان کے جوشِ جہاد اور جذبۂ انفاق میں کمی واقع ہو رہی ہو اور انہیں اس پر سرزنش[1] کی جا رہی ہو جیسے {مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ؟} یا {وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟} یا {اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ؟} یا {لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ؟}[2] وغیرہ۔ اور اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے یعنی یہ کہ جب امّت نے وسعت اختیار کی اور {يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا} کی کیفیت پیدا ہوئی تو فطری طور پر نو واردوں میں ایسے لوگ بکثرت موجود تھے، جن میں یہ کیفیاتِ ایمانی بہ تمام وکمال موجود نہ تھیں۔ (جس کی جانب اشارہ ہے سورۃ الحجرات کی آیات ۱۴۔۱۵ میں) لہٰذا بحیثیتِ مجموعی امّت میں ایمان کی حرارت اور جوشِ جہاد و جذبۂ انفاق کے اوسط میں کمی واقع ہوئی۔ حکمتِ الٰہی نے اس پر بھرپور گرفت[3] فرمائی، تا کہ آئندہ جب امّت میں یہ اضمحلال[4] مزید شدت اختیار کرے تو یہ آیاتِ مبارکہ سرد پڑتے ہوئے جذبات اور گرتے ہوئے حوصلوں کے لئے مہمیز[5] کا کام دیں۔ (یہی وجہ ہے کہ ان سورتوں میں سابقہ امتِ مسلمہ یعنی یہود کو بطور نشانِ عبرت بار بار پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ آئندہ بموجب فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ"[6] امت کو ان ہی حالات وکوائف سے دوچار ہونا تھا جس سے یہود ہوئے تھے)۔

ان سورتوں کے مضامین پر غور کرنے سے مزید تین باتیں بہت اہم اور قابلِ توجہ سامنے آتی ہیں۔

۱۔ ان دس سورتوں میں سے پانچ وہ ہیں جن کا آغاز "سَبَّحَ لِلّٰهِ" یا "يُسَبِّحُ لِلّٰهِ" کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ اور صاف نظر آتا ہے کہ ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے اس حسین وجمیل گلدستے میں ان کا حسن و جمال کچھ اور ہی شان کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں "اَلْمُسَبِّحَات" کا جداگانہ نام دیا گیا ہے۔

(۱) بُرا بھلا کہنا (۲) الحدید:8،10،16، الصّف:2 (۳) پکڑ (۴) سُستی (۵) تیز کرنا
(۶) جامع الترمذی: میری اُمت کے ساتھ ہو بہو وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آ چکی ہے۔ ایسی مماثلت جیسی ایک جوتے کی دوسرے جوتے سے ہوتی ہے۔

۲۔ اس گروپ میں ہر اعتبار سے جامع ترین سورت سورۃ الحدید ہے اور بقیہ سورتوں میں سے اکثر اس میں بیان شدہ مضامین کی مزید تشریح وتوضیح (۱) پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ یہ نہ صرف یہ کہ ''اُمُّ الْمُسَبِّحَات'' ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر قرآن حکیم کے لئے ایک شجرہ طیبہ (۲) کی تشبیہ اختیار کی جائے تو سورۃ العصر اس کے 'بیج' اور سورۃ الحدید اس کے 'پھل' کی حیثیت رکھتی ہے۔ واللہ اعلم! (یہی وجہ ہے کہ اس منتخب نصاب کا نقطۂ آغاز سورۃ العصر ہے اور یہ ختم ہوتا ہے سورۃ الحدید پر!)

۳۔ مزید براں ان سورتوں کا دو دو کے جوڑوں میں منقسم ہونا جو ویسے بھی قرآن مجید کا ایک عام اسلوب (۳) ہے، بہت نمایاں ہے۔ بالخصوص آخری تین جوڑوں میں تو یہ کیفیت انتہا کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ جیسے ایمان اور اس کے ثمرات ومضمرات کے بیان کے ضمن میں سورۃ التغابن قرآنِ حکیم کی جامع (۴) ترین سورت ہے۔ اسی طرح نفاق اور اس کی حقیقت، اس کے آغاز و انجام اور اس سے بچاؤ کی تدابیر کے ضمن میں سورۃ المنافقون قرآن مجید کی جامع ترین سورت ہے اور مصحف میں یہ دونوں سورتیں اس گروپ میں ساتھ ساتھ وارد ہوئیں تا کہ اس تصویر کے منفی اور مثبت دونوں رخ بیک وقت نگاہ کے سامنے آجائیں۔ اور اس طرح ان دونوں سورتوں نے مل کر اس موضوع پر ایک نہایت حسین وجمیل، اور حد درجہ کامل واکمل جوڑے کی صورت اختیار کر لی۔ (ان میں سے سورۃ التغابن اس منتخب نصاب کے حصہ دوم میں شامل ہے اور سورۃ المنافقون آگے آرہی ہے!) اسی طرح انسان کی عائلی زندگی میں بھی زوجین کے مابین دو متضاد صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں، ایک عدم موافقت جس کی انتہاء 'طلاق' ہے اور دوسری حدِ اعتدال سے متجاوز (۵) محبت اور باہمی دلجوئی اور پاس ولحاظ جس سے حدودُ اللہ تک کے ٹوٹنے کا احتمال پیدا ہو جائے۔ چنانچہ سورۃ الطلاق اور التحریم میں عائلی زندگی کے یہ دونوں رخ زیر بحث آئے ہیں اور ان میں نسبتِ زوجیت ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے بتمام وکمال موجود ہے۔ (سورۃ التحریم اس منتخب نصاب کے حصہ سوم میں آچکی ہے) اسی طرح کا ایک نہایت حسین وجمیل اور حد درجہ روشن و

(۱) وضاحت　(۲) پاکیزہ درخت　(۳) انداز　(۴) مکمل　(۵) حد سے بڑھنے والا

تابناک جوڑا سورۃ الصّف اور سورۃ الجمعہ پر مشتمل ہے۔ اس کی دلآویزی میں ایک خصوصی شان پیدا ہوئی ہے اس حقیقت سے کہ ان دونوں صورتوں میں سید الاوّلین والآخرین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کے دو رخ زیرِ بحث آئے ہیں۔ چنانچہ ایک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''مقصدِ بعثت'' کو بیان فرمایا گیا ہے اور دوسری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 'اساسی منہجِ عمل'[1] کو!۔ یہ جوڑا دس سورتوں کے اس گلدستے میں عددی اعتبار سے بھی عین وسط میں ہے اور معنوی اعتبار سے بھی اسے اس گروپ میں مرکزی اہمیت حاصل ہے، اس لئے کہ اس سے ایک جانب 'امتِ مسلمہ' کے مقصدِ تاسیس پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری جانب اس کے حصول کے لئے صحیح اور درست طریقِ کار پر، اور ان دونوں مضامین کی اہمیت اظہر من الشّمس ہے!۔

سورۃ الصف

'سورۃ الصّف'...... المسبّحات کی صف میں عین قلب کے مقام پر وارد[2] ہوئی ہے۔ اس لئے کہ دو مسبّحات اس سے پہلے ہیں یعنی الحدید اور الحشر اور دو بعد میں یعنی الجمعہ اور التغابن۔ مزید براں مضامین کے اعتبار سے بھی اسے اس گروپ کا مرکز و محور قرار دیا جا سکتا ہے۔

خود سورۃ الصّف کا عمود اس کی آیت 9 سے معین ہوتا ہے۔ یعنی "اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" یا ''اللہ کے دینِ برحق کو کُل کے کُل دین یا نظامِ زندگی پر غالب و نافذ کرنا'' جس سے بیک وقت دین کے فلسفہ و حکمت کے تین اہم اور بنیادی مضامین کی وضاحت ہوتی ہے:

اولاً ...... اس سے "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" کی آخری 'منزلِ مقصود' یا 'غایتِ قصویٰ'[3] کا تعین ہوتا ہے۔ (خاص اسی اعتبار سے اس منتخب نصاب میں اس سورۂ مبارکہ کا درس سورۃ الحج کے آخری رکوع کے متصلاً بعد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں جہاد فی سبیل اللہ کے بنیادی اور اساسی مقصد یا 'غایتِ اولیٰ کا بیان ہے...... یعنی شہادت علی النّاس'!

ثانیاً ...... اس سے 'مطالباتِ دین' کے ضمن میں بھی مرتبۂ تکمیل کا تعین ہوتا ہے۔ اس لئے کہ 'عبادتِ رب' کا حق بھی اس وقت تک کاملۃً ادا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کا دین پورے نظامِ زندگی پر

(۱) بنیادی طریقِ عمل　(۲) آنا　(۳) آخری مقصد

غالب و نافذ نہ ہو، اس لئے کہ اس صورت میں اللہ کی اطاعت صرف انفرادی زندگی میں کی جا سکتی ہے۔ انسانی زندگی کے وہ گوشے اس سے خالی رہ جائیں گے جو اجتماعی نظام کے زیر تسلّط [1] ہوتے ہیں۔ گویا بات وہی ہوگی کہ

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

مزید براں 'شہادت علی الناس' کا کامل حق بھی اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ پورا نظامِ حق عملاً قائم کر کے اور بالفعل چلا کے نہ دکھا دیا جائے اور اس طرح نوعِ انسانی پر حیاتِ اجتماعی کے مختلف گوشوں کے ضمن میں ہدایتِ خداوندی کا عملی نمونہ پیش کر کے کامل اتمامِ حجت [2] نہ کر دیا جائے۔

ثالثاً...... اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 'مقصدِ بعثت' کی امتیازی یا ''اتمامی و تکمیلی'' شان بھی واضح ہو جاتی ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ اس آیۂ مبارکہ پر راقم نے مفصّل و مدلل بحث اپنی اس تحریر میں کی ہے جو 'بعثتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتمامی و تکمیلی شان!'' کے عنوان سے ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصدِ بعثت'' نامی کتابچے میں شامل ہے) مختصراً یہ کہ:

۱۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو چیزوں کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک الھدیٰ یعنی قرآنِ مجید اور دوسرے دینُ الحق یعنی اطاعتِ خداوندی کے اصل الاصول [3] پر مبنی انسانی زندگی کا مکمل اور متوازن نظامِ عدل وقسط!

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 'مقصدِ بعثت' میں جہاں انذار و تبشیر، دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ قلب ایسے اساسی و بنیادی امور بھی لامحالہ شامل ہیں جو بعثتِ انبیاء و رسل کی اصل غرض و غایت ہیں وہاں دینِ حق کی شہادت و اقامت کا اتمامی و تکمیلی مرحلہ بھی شامل ہے اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصدِ بعثت کی 'امتیازی شان' ہے۔

۳۔ اس مقصدِ عظیم کے لئے امکان بھر سعی و جہد اور بذلِ نفس و انفاقِ مال اہلِ ایمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا اور ان کے صادق الایمان ہونے کا عملی ثبوت ہے۔ اور اسی کو اصطلاحاً 'جہاد فی سبیل اللہ' کہا جاتا ہے!

(۱) زیرِ عمل　(۲) تکمیل حجت　(۳) لُبِ لباب

’عمود‘ کے تعین کے بعد اس سورۂ مبارکہ کی باقی تیرہ آیات مشتمل ہیں جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے جی چرانے پر تہدید و تنبیہہ اور زجر[1] و ملامت پر اور دوسرا رکوع کُل کا کُل مشتمل ہے جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے اجر، ثواب اور ان اعلیٰ مقامات و مراتب کی وضاحت و تفصیل پر، جن تک ایک بندۂ مومن جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ گویا پوری سورۃ الصّف اپنے مضامین کے اعتبار سے حد درجہ مربوط[2] ہے اور اس کی تمام آیات ان حسین و جمیل موتیوں کے مانند ہیں جو ایک ڈوری میں پروئے ہوئے ہوں اور ایک ایسے ہار کی شکل اختیار کر لیں جس کے عین وسط میں ایک نہایت تابناک ہیرا معلق ہو۔ یہ روشن اور حسین و جمیل ہیرا ہے آیت ۹ اور ہار کے دونوں اطراف ہیں اس سے ماقبل اور مابعد کی آیات جن میں امتِ مسلمہ کو جہاد و قتال کی پُرزور اور نہایت مؤثر دعوت ہے بطرزِ ’’ترغیب و تشویق‘‘ بھی اور باندازِ ’’تہدید و ترہیب‘‘[3] بھی۔

ابتدائی آٹھ آیات کو بھی باعتبار مضامین دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حصہ اول: پہلا حصہ چار آیات پر مشتمل ہے، جن میں سے اوّلین آیت ایک حد درجہ پُرشکوہ تمہید ہے جس میں واضح کیا گیا کہ جہاں تک اللہ کی تسبیح و تحمید کا تعلق ہے وہ تو کائناتِ ارضی و سماوی کا ذرہ ذرہ کر رہا ہے۔ گویا انسان سے اس کے خالق و مالک کو کچھ اور ہی مطلوب ہے! بقول علامہ اقبالؔ ’’شمع یہ سودائی دلسوزیٔ پروانہ!‘‘[4] (یاد رہے کہ سورۃ البقرۃ کے چوتھے رکوع میں فرشتوں نے بھی آدم کی خلافت پر یہی عرض کیا تھا کہ جہاں تک تسبیح اور تحمید و تقدیس کا تعلق ہے وہ تو ہم کر ہی رہے ہیں! کیا خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں![5]

آیت ۲، ۳ میں مسلمانوں میں سے جو عافیت کے گوشے میں بیٹھ رہنے کو ترجیح دیں جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے شدائد و مصائب پر! بقولِ جگر مرادآبادی

تپتی راہیں مجھ کو پکاریں
دامن پکڑے چھاؤں گھنیری

(۱) ڈانٹ ڈپٹ (۲) وابستہ (۳) دھمکانا اور ڈرانا (۴) یہ شمع پروانے کے دل کو جلانے کی مشتاق ہے (۵) فرشتے

عشق و محبت کے زبانی دعوے نہ صرف یہ کہ اللہ کے یہاں کسی درجے میں مفید نہیں بلکہ یہ لن ترانیاں اللہ کے غیظ و غضب کو بھڑکانے والی اور اللہ کی بیزاری میں شدت پیدا کرنے والی ہیں اگر ان کے ساتھ عمل کی شہادت نہ ہو اور انسان بالفعل اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرنے اور کھپا دینے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ (واضح رہے کہ پیش نظر منتخب نصاب میں اس مضمون کا نقطۂ آغاز سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ ہے، جس میں اصل صادق الایمان ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جن کے دلوں میں وہ ایمان جاگزیں[1] ہے جس نے ایسے یقین کی صورت اختیار کرلی ہو، جس میں شکوک و شبہات (وسوسوں کا معاملہ جدا ہے!) کے کانٹے چبھے نہ رہ گئے ہوں اور جن کے عمل میں {وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ} کی شان جلوہ گر ہو۔ اس کے بعد سورۃ الحج کے آخری رکوع میں 'مطالباتِ دین' کی چوٹی یا ذروۂ سنام قرار دیا گیا 'جہاد' کو اور اس کی اساسی غرض و غایت معین ہوئی 'شہادت علی الناس' اب یہ سورۂ مبارکہ کُل کی کُل وقف ہے اسی موضوع پر، چنانچہ اس میں زجر و توبیخ[2] بھی انتہاء کو پہنچ گئی ہے اور ترغیب و تشویق بھی!)

حصہ اول کی آخری آیت ۴ میں گویا بالکل دوٹوک الفاظ میں فرما دیا کہ اگر ہم سے دل لگانا ہے اور ہماری محبت کا دعویٰ ہے تو جان لو کہ ہمیں تو محبوب ہیں وہ بندے جو ہماری راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند جم کر جنگ کریں، (علامہ اقبال نے بالکل اسی انداز اور اسلوب میں کہا ہے یہ شعر کہ ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

گویا جسے بھی اس وادی میں قدم رکھنا ہو، وہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھے ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

واضح رہے کہ اس آیہ مبارکہ سے اسلام کے نظامِ حکمت میں ''خیر اعلیٰ'' (Highest Good) (Summum Bonum) کا بالکل واضح الفاظ میں تعیّن ہو جاتا ہے!

(۱) بیٹھ جانا (۲) جھڑکنا

حصہ ثانی: دوسرا حصہ بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس میں اس سورۂ مبارکہ کے مرکزی مضمون کے پس منظر میں یہود کو بطورِ نشانِ عبرت پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں ان کی تاریخ کے تین ادوار کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۵ میں ان کا وہ طرزِ عمل سامنے آتا ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ ؑ کے ساتھ اختیار کیا۔ آنجناب ؑ کو بنی اسرائیل کی جانب سے یقیناً بہت سی ذاتی ایذا رسانیوں [(۱)] سے بھی سابقہ پیش آیا ہوگا (جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعۂ افک وغیرہ کی صورت میں پیش آیا) لیکن اس سورت کے مرکزی مضمون کے اعتبار سے یہاں اشارہ معلوم ہوتا ہے اس قلبی اذیت اور ذہنی کوفت کی جانب جو حضرت موسیٰ ؑ کو اس وقت پہنچی جب بنی اسرائیل نے قتال فی سبیل اللہ سے کورا جواب دے دیا جس پر آنجناب ؑ نے ان سے شدید بیزاری کا اظہار فرمایا۔ (ملاحظہ ہوں آیات ۲۰ تا ۲۶ سورۃ المائدۃ)

آیت نمبر ۶ میں مذکور ہے یہود کا وہ طرزِ عمل جو انہوں نے اختیار کیا حضرت عیسیٰ ؑ کے ساتھ، بالخصوص ان کے علماء کی وہ کور چشمی اور ڈھٹائی جس کی بنا پر انہوں نے اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر کو جادوگر اور کافر و مرتد اور واجب القتل قرار دیا اور ان کو عطا کئے جانے والے معجزات کو سحر سے تعبیر کیا۔

آیات نمبر ۷، ۸ میں نقشہ کھینچا گیا ہے یہود کے اس طرزِ عمل کا جو نبی ٔموعود [(۲)] اور رسولِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے ضمن میں ظاہر ہوا، یعنی انتہائی متکبرانہ حسد، بغض اور مخالفت و مخاصمت میں حد درجہ گھٹیا اور کمینے ہتھکنڈوں پر اتر آنا۔ اس لئے کہ اعراض عن الحق کے باعث ان میں جو دناءت اور بزدلی پیدا ہو چکی تھی اس کے باعث وہ کبھی کھلے میدان میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے، البتہ اوچھے ہتھیاروں سے کام لینے کی ہر ممکن کوشش انہوں نے کی جسے تعبیر فرمایا ''اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دینے کی کوشش'' کے حد درجہ فصیح و بلیغ الفاظ سے! بقول مولانا ظفر علی خان ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(۱) تکلیفیں (۲) وہ نبی جس کے آنے کا وعدہ تھا

رکوع دوم : دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں مسلمانوں سے ایک سوال کیا گیا ''کیا تمہیں وہ کاروبار بتاؤں جس کا نفع اتنا عظیم ہے کہ تم عذابِ الیم سے چھٹکارا پا جاؤ''۔ بین السطور میں گویا یہ تنبیہہ فرمادی گئی کہ اگر اس کاروبار کو اختیار نہ کرو گے اور اس سے اباء و اعراض کرو گے تو عذابِ الیم سے چھٹکارا پانے کی امید بھی ایک امیدِ موہوم [1] سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہ گویا خلاصہ ہو گیا اس تمام تہدید و ترہیب کا جو پہلے رکوع میں تفصیلاً وارد ہوئی ہے۔

دوسری آیت میں اس سوال کا جواب مرحمت [2] فرمایا گیا: 'ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اس کی راہ میں اور کھپاؤ اس میں اپنے اموال بھی اور اپنی جانیں بھی، اسی میں خیر مضمر ہے!'۔ بقیہ چار آیات میں اسی ''خیر'' کی تفاصیل ہیں چنانچہ:

آیت نمبر ۱۱ میں ذکر ہوا مغفرت اور داخلۂ جنت، اور فردوسِ بریں کے پاکیزہ مسکنوں کا اس تصریح [3] کے ساتھ کہ اصل اور عظیم کامیابی ان ہی کا حصول ہے۔

آیت نمبر ۱۲ میں بشارت وارد ہوئی دنیا میں تائید و نصرت اور فتح و ظفر کی، اس تعریض [4] کے ساتھ کہ یہ تمہیں بہت عزیز ہے۔ (اگرچہ اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں)۔

آیت نمبر ۱۴ میں پہنچ گیا یہ مضمون اپنے عروج اور کمال (Climax) کو یعنی جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اہلِ ایمان رسائی حاصل کر سکتے ہیں اس مقامِ رفیع تک کہ وہ عبد ہوتے ہوئے معبود کے مددگار قرار پائیں اور مخلوق ہوتے ہوئے خالق کے 'انصار' [5] ہونے کا خطاب پائیں۔ اس ضمن میں مثال میں پیش فرمایا حواریّینِ حضرت مسیحؑ کو جنہوں نے آنجنابؑ کے رفعِ آسمانی کے بعد واقعہ یہ ہے کہ آپ کے پیغام کی نشر و اشاعت کے ضمن میں قربانیوں اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے کی جو مثالیں قائم کیں وہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔

اس آخری آیت میں ضمنی طور پر اشارہ ہوا ہے اس جانب بھی کہ کسی بگڑی ہوئی مسلمان قوم میں جو کوئی بھی اصلاح کا بیڑہ اٹھا کر آمادۂ عمل ہو اس کو ندا لگانی چاہئے کہ {مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ؟} ''کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد پر کمر بستہ ہو؟'' پھر جو لوگ اس کی صدا پر لبیک کہیں وہ آپ سے آپ ایک فطری جماعت کی صورت اختیار کر لیں گے۔

---

(۱) فرضی اُمید (۲) عطا کرنا (۳) وضاحت (۴) اعتراض (۵) مددگار

آخر میں ایک اشارہ اور...... پوری سورۃ الصّف اصل میں تشریح و تفصیل ہے 'اُمُّ الْمُسَبِّحَات'
یعنی سورۃ الحدید کی آیت ۲۴ کی، اس اجمال کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

'جہاد فی سبیل اللہ' ایک نظر میں

(ا) سہ حرفی مادہ (Root) : جُہد یعنی کوشش، اردو میں جدو جہد عام طور پر مستعمل ہے۔ انگریزی میں ''To exert one's utmost''

(ب) جہاد یا مجاہدہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے خواص میں مشارکت اور مقابلہ دونوں شامل ہیں۔ یعنی 'کش مکش'۔ انگریزی میں ''To struggle hard''

(ج) ظاہر ہے کہ اس کوشش یا کش مکش میں جسمانی قوتیں اور صلاحیتیں بھی کھپتی ہیں اور مال بھی صرف ہوتا ہے۔ چنانچہ حکمِ جہاد کے ساتھ بالعموم اضافہ ہوتا ہے {بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ} کے الفاظ کا!

(د) پھر یہ بھی لازم ہے کہ یہ کوشش یا کشمکش کسی معین مقصد کے لئے ہو جس کو ظاہر کیا جاتا ہے ''فی سبیل'' کے الفاظ سے۔ گویا اگر کوشش یا کشمکش نفسانی اغراض کے لئے ہو تو یہ 'جہاد فی سبیل النفس'' ہوگا۔ علیٰ ھٰذا القیاس جہاد فی سبیل الوطن بھی ہوسکتا ہے اور فی سبیل القوم بھی، فی سبیل الاشتراکیہ بھی ہوسکتا ہے اور فی سبیل الجمہوریہ بھی، فی سبیل الشیطان بھی ہوسکتا ہے اور فی سبیل الطاغوت بھی۔ اور ان سب سے جدا اور ہر اعتبار سے منفرد ہے 'جہاد فی سبیل اللہ!''

(ھ) جہاد فی سبیل اللہ:

نقطۂ آغاز یا ''جہادِ اکبر'' ...... 'مجاہدہ مع النفس'

'غایتِ اولیٰ' یا مقصدِ اولین ...... 'شہادت علی الناس'

'غایتِ قصویٰ' یا آخری منزل ...... 'اِظْهَارُ دِيْنِ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ'

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنیادی طریق کار

یا

انقلابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں مع اضافی مضامین

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں

خصوصی...... اُمّیّین کی جانب

عمومی...... جملہ...... اٰخَرِین

حاملِ کتاب اُمّت کی ذمہ داریاں

ان سے اعراض وروگردانی پر سزاو عقوبت

اس ضمن میں یہود کی مثال!

انبیاء کرام علیہ السلام کی امتوں میں عملی اضمحلال و اخلاقی زوال کا اصل سبب

اللہ کے چہیتے ہونے کا زعم

اصل فیصلہ کُن بات: زندگی عزیز تر ہے یا موت؟

حکمت و احکام جمعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ	تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
اَلۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾	جو بادشاہ ہے، (ہر عیب سے) پاک ہے، بہت زبردست ہے، بہت حکمت والا ہے۔
ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ	وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے
یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ	جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات
وَ یُزَکِّیۡھِمۡ	اور ان کا تزکیہ کرتا ہے
وَ یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭	اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی
وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲﴾	اور یقیناً اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں تھے۔
وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ	اور ان ہی میں سے ان دوسرے لوگوں میں بھی
لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ؕ	جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے
وَ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾	اور وہ بہت زبردست ہے، کمال حکمت والا ہے
ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ	یہ اللہ کا فضل ہے
یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ	وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴﴾	اور اللہ بڑے فضل والا ہے
مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىۃَ	مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے
ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡھَا	پھر وہ اس کے حامل ثابت نہ ہوئے

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ	اُس گدھے کی سی (مثال) ہے جو اٹھائے ہوئے ہو کتابوں کا بوجھ
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ	بہت بری مثال ہے اس قوم کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥	اور اللہ ایسے ظالموں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا
قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیجیے کہ اے وہ لوگو جو یہودی ہو گئے ہو
اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ	اگر تمہیں واقعی یہ گمان ہے کہ بس تم ہی اللہ کے دوست و باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر تو تم موت کی تمنا کرو
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦	اگر تم واقعی سچے ہو
وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ	اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ ہرگز کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اپنے ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧	اور اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیجیے کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو
فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ	وہ تم سے ملاقات کر کے رہے گی
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ	پھر تمہیں لوٹا دیا جائے گا اس ہستی کی طرف جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨	پھر وہ تمہیں جتلا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے ایمان والو!
اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ	جب تمہیں پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن
فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ	تو دوڑ و اللہ کے ذکر کی طرف
وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ	اور کاروبار چھوڑ دو
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٩	یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ	پھر جب نماز پوری ہو چکے
فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ	تو زمین میں منتشر ہو جاؤ
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	اور اللہ کا فضل تلاش کرو
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا	اور اللہ کو یاد کرو کثرت سے
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝١٠	تا کہ تم فلاح پاؤ
وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ࣙ	اور جب انہوں نے دیکھا تجارت کا معاملہ یا کوئی کھیل تماشا
انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا	تو اس کی طرف چل دیے
وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ	اور آپ ﷺ کو کھڑا چھوڑ دیا
قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ	(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے کھیل کود اور تجارت سے
وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝١١	اور اللہ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے

سورۃ الجمعہ کا ’عمود‘ اس کی آیت ۲ سے متعین ہوتا ہے، جس میں نبی اکرم ﷺ کا بنیادی طریقِ کار یا ’اساسی منہجِ عمل‘ بیان ہوا ہے۔ یعنی {يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ} (لوگوں کو اللہ کی آیات سنانا، ان کا تزکیہ کرنا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا!)

الحمدللہ کہ راقم الحروف نے جہاں سورۃ الصّف کی مرکزی آیت پر مفصّل و مدلل کلام کیا ہے ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصدِ بعثت'' نامی کتابچے میں، وہاں سورۃ الجمعہ کی اس مرکزی آیت پر بھی کافی و شافی بحث سپردِ قلم کر دی ہے، اپنے اس مقالے میں جو ''انقلابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اساسی منہاج'' کے عنوان سے متذکرہ بالا کتاب میں بھی شامل ہے اور علیحدہ مطبوعہ بھی موجود ہے۔ بہرنوع اس مقام پر اس کے اعادے کی چنداں حاجت نہیں۔

'عمود' کی تعیین کے بعد اس سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ بہت آسان ہے! سورۃ الصّف کی طرح سورۃ الجمعہ کا پہلا رکوع بھی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ جب کہ اس کا دوسرا رکوع جو بالکل سورۃ الصّف کی مانند {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا} کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے، فی نفسہٖ ایک مکمل مضمون لئے ہوئے ہے۔ اس طرح باعتبارِ مضامین اس سورۂ مبارکہ کے بھی تین حصے ہوئے:

حصہ اول چار آیات پر مشتمل ہے:

پہلی آیت سورۃ الصّف کے مانند ایک نہایت پُرجلال تمہید پر مشتمل ہے جس میں بات اصلاً وہی بیان ہوئی ہے جو سورۃ الصّف کی پہلی آیت میں وارد ہوئی ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہاں ''سَبَّحَ'' تھا یعنی فعلِ ماضی اور یہاں ''یُسَبِّحُ'' ہے یعنی فعلِ مضارع، جو شامل ہے حال اور مستقبل دونوں کو۔ ان دونوں کو جمع کر لیا جائے تو 'زمان' کا کامل احاطہ ہو جاتا ہے، دوسری طرف {مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ} سے گویا کون و مکان کی کُل وسعت مراد ہے۔ اس طرح تسبیح باری تعالیٰ زمان و مکان کی جملہ وسعتوں کا احاطہ کر لیتی ہے۔

اس آیۂ عظیمہ میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے چار اسماءِ حسنیٰ آئے ہیں، جو ایک بہت غیر معمولی بات ہے اس لئے کہ عام طور پر آیات کے اختتام پر اسماء باری تعالیٰ دو، دو کے جوڑوں ہی کی صورت میں آتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب عمود والی آیت ہے، جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اساسی منہجِ عمل کے بیان کے ضمن میں چار امور کا ذکر ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ چاروں شانیں دراصل عکس ہیں، اللہ تعالیٰ کے چار اسماءِ حسنیٰ کا! ''تلاوتِ آیات'' میں نقشہ ہے شہنشاہِ ارض وسماء {اَلْمَلِكِ} کے فرامین (Proclamations) کو باآوازِ بلند پڑھ کر سنانے کا۔ عملِ ''تزکیہ'' میں عکس جھلکتا ہے اللہ کی قدوسیّت کا {اَلْقُدُّوْسِ} ''تعلیمِ

کتاب''، یعنی احکامِ شریعت اور قوانینِ حلال وحرام کی تعلیم میں ظہور ہوتا ہے اللہ کے اختیارِ مطلق کا یعنی یہ کہ وہ جو چاہے حکم دے۔ {اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ} اور یہی مفہوم ہے اللہ کے (اَلۡعَزِیۡز) ہونے کا۔ اور ''تعلیمِ حکمت'' کا تعلق ہے اللہ کے نامِ نامی واسمِ گرامی (اَلۡحَکِیۡم) سے!

دوسری آیت جہاں اصلاً بحث کرتی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''اساسی منہجِ انقلاب'' سے وہاں ضمنی طور پر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُمِّیّٖن) ہی میں سے اٹھائے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بھی اولاً واصلاً ان ہی کی جانب تھی۔ یہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''بعثتِ خصوصی'' ہے۔

تیسری آیت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''بعثتِ عمومی'' کو واضح کر دیا، جو (اِلٰی کَآفَّۃٍ لِّلنَّاس)[1] ہے اور روئے ارضی پر بسنے والی کل اقوام ومللِ عالم اور تا قیامِ قیامت جملہ ادوارِ تاریخ نوعِ بشر کو محیط ہے۔ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ کے الفاظ عجب وصل مع الفصل کی سی کیفیت کے حامل ہیں کہ اگرچہ وہ تمام اقوام جو بعد میں اس امت میں شامل ہوں گی ''ملت کی وحدت میں گم'' ہوتی چلی جائیں گی اور اس طرح ایک ہی امتِ مسلمہ کے اجزائے لاینفک بنتی چلی جائیں گی۔ لیکن مقام اور مرتبے کے اعتبار سے اولیت کا جو شرف (اُمِّیّٖنَ) کو حاصل ہو گیا ہے اس میں کوئی دوسری قوم ان کی شریک نہیں ہو سکتی اور اس اعتبار سے باقی سب کا شمار بہرحال اٰخَرِیۡنَ ہی میں ہوگا۔

چوتھی آیت نے اس فضیلت کے باب میں اٹل ضابطہ بیان فرما دیا، کہ یہ خالصۃً اللہ کی دَین ہے جسے چاہے دے! کسی کو اس پر نہ حسد کرنا چاہیے نہ افسوس۔ اللہ کا سب سے بڑا فضل تو ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر {اِنَّ فَضۡلَہٗ کَانَ عَلَیۡکَ کَبِیۡرًا} اس کے بعد فضیلت کا درجہ مل گیا بنی اسماعیل کو جن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھائے بھی گئے اور جن کی جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلین بعثت بھی ہوئی۔ چنانچہ ان ہی کی زبان میں نازل ہوا اللہ کا آخری اور ابدی سرمدی کلام۔ اور ان ہی کے رسوم ورواج اور اطوار وعادات میں قطع وبرید اور کمی بیشی کے ذریعے تیار ہوا اللہ کے آخری اور کامل شریعت کا تانا بانا! اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی حد تک جملہ فرائضِ نبوت ورسالت ادا کئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس بع ''یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے!'' اس کے بعد ایک عمومی درجۂ فضیلت ہے جو حاصل ہے ہر امتی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، خواہ وہ مشرقِ بعید کا زردرُو انسان ہو خواہ افریقہ کا سیاہ فام۔ اور

(۱) تمام انسانوں کی طرف

خواہ ہندی ہو خواہ ایرانی۔ اور خواہ ہزار سال پہلے پیدا ہو خواہ آج یا آج کے بعد بھی!

حصہ دوم بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس میں بھی سورۃ الصّف کے عین مانند بنی اسرائیل کا کردار زیر بحث آیا ہے اور اس ضمن میں اس سورت میں لامحالہ طور پر ان کے کردار کے اسی رخ کی نقاب کشائی کی گئی ہے جو اس کے عمود سے مناسب رکھتا ہے۔

حصہ اول میں بیان شدہ مضامین کا لبِّ لباب یہی تو ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کُل منہجِ عمل گھومتا ہے قرآن مجید کے گرد، اسی کے ذریعے انذار و تبشیر اور اسی کی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ عرب کی کایا بھی پلٹ دی اور جزیرہ نمائے عرب کی حد تک انقلابِ اسلامی کی تکمیل بھی فرما دی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت صرف (اُمِّيّٖنَ) کے لئے ہوتی تو گویا اس پر جملہ فرائضِ رسالت کی تکمیل ہو جاتی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تھے پورے کرہ ارضی اور جمیع نوعِ انسانی کے لئے۔ لہٰذا بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دوسرے مرحلے کے فرائض سپرد ہوئے امتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے جو ''حامل'' اور ''وارث'' {وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (الشوریٰ)} [1] ہوئی کتابِ الٰہی کی جو لوگوں کے قلوب و اذہان کی تبدیلی کے ضمن میں ''نسخہ کیمیا'' ہے اور نظامِ زندگی پر دینِ حق کو غالب و نافذ کرنے کے ضمن میں ''آلۂ انقلاب''! اب اگر امّت اس کتابِ الٰہی ہی کو پس پشت ڈال دے تو یہ گویا اصل میں بحیثیتِ امّت اپنے جملہ فرائضِ منصبی سے روگردانی کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہی پیشگی تنبیہ تھی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امّتِ مسلمہ کو فرمائی تھی کہ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ (البیھقی عن عبیدہ الملیکی رضی اللہ عنہ) یعنی ''اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بنا لینا۔ (جو پیٹھ پیچھے رکھا جاتا ہے)'' اور یہی تنبیہ ہے جو قرآن مجید کی ان سورتوں کے گروپ کے عام اسلوب کے مطابق یہاں یہود کی عبرت انگیز مثال کے ذریعے کی جا رہی ہے۔ یعنی ''بے شک وہ لوگ جو حاملِ تورات بنائے گئے تھے، پھر انہوں نے اس کی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا، اس گدھے کے مانند ہیں جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہو''۔ اور اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے یہ بھی واضح فرما دیا کہ کتابِ الٰہی کے ساتھ یہ طرزِ عمل اس کی تکذیب کے مترادف ہے اور اس کی نقد سزا جو اسی دنیا میں ملتی ہے وہ اللہ کی توفیق و ہدایت سے محرومی ہے۔

اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ! (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے)

(1) الشوریٰ: 14: اور جو لوگ کتاب کے وارث بنائے گئے ان کے بعد وہ اس کے متعلق الجھن والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

راقم الحروف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اس کے قلم سے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' ایسی تحریر نکلوا دی جس کو عوام و خواص سب نے پسند کیا اور جسے بعض اہلِ علم و فضل نے اس موضوع پر حرفِ آخر بھی قرار دیا۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ![1]

فلہ الحمد والمنہ...... بہرحال یہاں صرف اس ربطِ کلام کی وضاحت کافی ہے۔ اس مضمون کی تفاصیل متذکرہ بالا کتابچے میں دیکھ لی جائیں۔

حصہ دوم کی دوسری اہم بات اس مرض کی تشخیص ہے جس کے باعث کوئی مسلمان امّت جہاد و قتال سے بھی پیٹھ موڑ لیتی ہے اور خود کتابِ الٰہی سے بھی محجوب و مہجور[2] ہو جاتی ہے۔...... یعنی خدا کے محبوب اور چہیتے ہونے کے زعم {نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ} ...... اور ساتھ ہی اس زعمِ باطل[3] کی تردید و ابطال کے لئے عملی کسوٹی (Practical Test) کی تعیین[4] بھی فرما دی، یعنی یہ کہ اپنے دل میں جھانک کر دیکھو! موت عزیز تر ہے یا طولِ حیات؟ چنانچہ فوراً ہی ان کا پول بھی کھول دیا گیا کہ یہ موت سے انتہائی خائف اور گریزاں ہیں اور طولِ عمر کے حد درجہ شائق و دلدادہ (تقابل کے لئے دیکھئے ان آیات کا مثنّٰی سورۃ البقرہ میں آیات ۹۴ تا۹۶)۔ آخر میں نہایت زوردار الفاظ اور زجر و توبیخ[5] کے انداز میں فرما دیا کہ خواہ تم موت سے کتنا ہی بھاگو وہ وقتِ معین پر تمہارے سامنے آ کھڑی ہو گی اور پھر تم لوٹائے جاؤ گے اس عالم الغیب والشہادہ کی جانب جو تمہارا سارا کچا چٹھا تمہارے سامنے کھول کر رکھ دے گا۔

واضح رہے کہ ان آیات میں اصلاً مطلوب نہ یہود کو دعوت ہے نہ ملامت، یہ کام تو بتمام و کمال سورۃ البقرہ میں ہو چکا ہے۔ یہاں یہ دراصل ع ''گفتہ آید در حدیثِ دیگراں!''[6] کے انداز میں امتِ مسلمہ کو پیشگی طور پر خبردار کرنے کے لئے ہے اور یہی ہے وہ بات جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمائی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اقوامِ عالم تم پر

(۱) یہ سعادت بزور بازو حاصل نہیں ہوتی۔ (یہ عطا نہیں ہو سکتی) جب تک عطا کرنے والا خدا ہی عطا نہ کرے۔
(۲) پوشیدہ اور جُدا (۳) جھوٹا گمان (۴) مقرر کرنا (۵) ڈانٹ ڈپٹ (۶) دوسروں کے ذکر سے اپنی بات کرنا

ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے کسی دعوتِ طعام کا اہتمام کرنے والا دسترخوان چنے جانے پر مہمانوں کو بلایا کرتا ہے۔ اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ **اَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ الله** یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ صورتِ حال ہماری تعداد کی کمی کے باعث ہو گی؟ تو جواباً آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں تعداد تو تمہاری بہت ہو گی لیکن تم سیلاب کے اوپر کے جھاگ کے مانند ہو کر رہ جاؤ گے۔ اس لئے کہ تم میں وھن پیدا ہو جائے گا۔ پھر جب صحابہؓ نے پوچھا **وَمَا الْوَهْنُ يَا رَسُوْلَ الله** اے اللہ کے رسول ﷺ یہ وھن کیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْت** دنیا کی محبت اور موت سے نفرت و کراہت

(رواہ ابوداؤد واحمد ابن حنبل رحمہما اللہ)

حصہ سوم یا دوسرا رکوع کُل کا کُل 'حکمت و احکامِ جمعہ' پر مشتمل ہے۔ یہود کی شریعت میں 'سبت' کے احکام بہت سخت تھے۔ اس پورے دن کے دوران کاروبارِ دنیوی مطلقاً حرام تھا اور حکم تھا کہ یہ پورا دن ذکر و شغل، تسبیح و تہلیل [1] اور عبادت و ریاضت میں بسر کیا جائے۔ امتِ مسلمہ کی خوش بختیوں کا کیا ٹھکانہ کہ:

اوّلاً...... اسے اس فضیلت والے دن کی جانب از سر نو رہنمائی ملی جو ہفتہ کے دنوں کا سردار ہے، اور جسے یہود نے اپنی ناقدری کے باعث کھو دیا تھا۔

ثانیاً...... حرمتِ بیع و شراء کا حکم صرف ایک تھوڑے سے وقفے تک محدود کر دیا گیا یعنی اذانِ جمعہ (اور وہ بھی اذانِ ثانی) سے لے کر نماز کے ادا ہو جانے تک! اس سے قبل اور اس کے بعد کے لئے ترغیب و تشویق تو نہایت زوردار ملتی ہے کہ اس پورے دن کو دین ہی کے لئے وقف کیا جائے (جیسا کہ بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے) لیکن اسے فرض نہیں کیا گیا۔

ثالثاً...... جمعہ کا پروگرام ایسا مرتّب فرمایا گیا یعنی خطبہ و نماز کی ترتیب ایسی حسین رکھی گئی کہ وہ: **{وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى}** [2] کی کامل تصویر بن گئی۔ کہ پہلے کوئی نائبِ رسولؐ منبرِ رسولؐ پر کھڑے ہو کر فریضۂ 'تذکیر' سر انجام دے (یہی حکمت ہے اس میں کہ آنحضور ﷺ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بالعموم سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے، جن میں اسی 'تذکیر' کا حکم نہایت شدّ و مد [3] سے

(۱) لا الٰہ الا اللہ کہنا (۲) الاعلیٰ: 15: اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی (۳) زور و شور

آیا ہے یعنی {فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى} سورہ الاعلیٰ: 9 [(۱)] اور {فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ} سورہ الغاشیہ: 2، 3 [(۲)] اور پھر مسلمان اللہ کے حضور میں دست بستہ ہو جائیں اور نماز ادا کریں۔

ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جمعہ کے اس پروگرام میں اصل اہمیت خطبۂ جمعہ کی ہے۔ اس لئے کہ نماز تو ویسے بھی روزانہ پانچ بار پڑھی جاتی ہے اور خود نمازِ جمعہ بھی نمازِ ظہر کے قائم مقام ہے جس کی بجائے دو کے چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اس حقیقت کی جانب اشارہ سورۃ الجمعہ کی آخری آیت میں بھی ہے جس میں بعض مسلمانوں پر اس لئے عتاب فرمایا گیا کہ انہوں نے خطبۂ جمعہ کی اہمیت کو محسوس نہ کیا اور حکمِ جمعہ والی آیت میں بھی ہے جس میں {فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ} کے الفاظ وارد ہوئے اور ظاہر ہے کہ ذکر کا اطلاق اگرچہ نماز پر بھی درست ہے تاہم یہاں بدرجۂ اولیٰ اس 'تذکیر' پر ہے جو اصل غرض و غایت [(۳)] خطبہ ہے۔ لیکن اس کی قطعی و حتمی تعیین ہوتی ہے اس حدیث شریف سے جس میں جمعہ کے لئے جلد آنے کی فضیلت کے درجات بیان ہوئے ہیں اور آخر میں فرمایا گیا ہے کہ

فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَرُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَاجْتَمَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَاءَ لِحَقِّ الصَّلٰوةِ لَيْسَ لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ شَيْءٌ

(ترجمہ) جب امام (خطبہ دینے کے لئے نکلتا ہے تو (حاضری کے) رجسٹر لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور قلم اٹھائے جاتے ہیں اور فرشتے منبر کے پاس توجہ سے خطبہ سننے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو جو شخص اس کے بعد آیا وہ صرف نماز ادا کرنے کے لئے آیا ہے۔ (جمعہ کی) فضیلت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ (موطا امام مالک بحوالہ احیاء علوم الدین امام غزالیؒ)

---

(۱) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد دہانی کراتے رہیے اگر یاد دہانی فائدہ دے (۲) تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ یاد دہانی کراتے رہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بس یاد دہانی کرانے والے ہیں۔ (۳) مقصد

جب یہ واضح ہو گیا کہ جمعہ کی اصل فضیلت خطبہ کی وجہ سے ہے اور خطبہ کی اصل غرض وغایت ہے 'تذکیر'، تو واضح ہونا چاہئے کہ 'تذکیر' کے ضمن میں قرآن مجید میں صریح حکم وارد ہوا ہے کہ {فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ} [1] (سورہ ق آخری آیت) چنانچہ حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبۂ جمعہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت جابر ابنِ سمرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے کہ ''آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو خطبے ہوتے تھے جن کے مابین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تھوڑی دیر کے لئے) بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور (خطبہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی قراءت فرمایا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تذکیر [2] فرمایا کرتے تھے''۔ درحقیقت نظامِ جمعہ کے ذریعے امت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی عمل کو دوام [3] اور تسلسل عطا کیا گیا ہے جو اس سورۂ مبارکہ کی آیت ۲ میں {يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ} کے عظیم اور بابرکت الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ گویا اجتماعِ جمعہ کی حیثیت اس ''حزبُ اللہ'' کے ہفتہ وار اجتماع کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصدِ بعثت کی تکمیل یعنی ''اظہارِ دینِ حق علی الدین کلہ'' کے لئے قائم ہوا اور اس کا اہم ترین پروگرام قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت اور اس کے علوم ومعارف کی تعلیم وتلقین ہے اس لئے کہ اس 'جماعت' کا اصل اور دائم وقائم اور غیر مبدّل وغیر محرّف [4] ''لٹریچر'' قرآن حکیم ہی ہے۔

اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اس سورۂ مبارکہ کے تینوں حصے خود بھی ایک معنوی لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ سورۂ ماقبل کے ساتھ مل کر ایک حسین وجمیل معنوی وحدت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصدِ بعثت بھی بیان ہو گیا، اس کی تکمیل کے لئے پُرزور دعوتِ سعی وعمل بھی آ گئی اور اس کے لئے صحیح لائحہ عمل [5] اور طریقِ کار بھی واضح ہو گیا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ [6]

(۱) ق 45: پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تذکیر کرتے رہیے اس قرآن کے ذریعے سے ہر اس شخص کو جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔
(۲) یاددہانی (۳) ہمیشگی (۴) جس میں تبدیلی نہ ہوئی ہو (۵) عملی منصوبہ (۶) پس اسی کے لیے ہے حمد اور شکر

سورۃ الحجرات کی آیت ۱۵ کی رُو سے 'ایمانِ حقیقی' کے دو ارکان ہیں:

یقینِ قلبی ... اور ... جہاد فی سبیل اللّٰہ

اور سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ کی رُو سے اسلام کی دو عظیم ترین حقیقتیں ہیں:

جہاد فی سبیل اللہ اور قرآن حکیم

گویا قرآن منبع و سرچشمہ ہے ایمان کا
ایمان کا مظہرِ اُتَم ہے جہاد
اور جہاد کا مرکز و محور ہے قرآن!

اس طرح یہ عمل ایک گول زینے کے مانند بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔

تا آنکہ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا کی منزل آجائے!

(اس موضوع پر راقم الحروف کی ایک تحریر جو اولاً 'میثاق' بابت دسمبر ۷۵ء کے اداریئے کے طور پر شائع ہوئی تھی)

واقعہ یہ ہے کہ بَدْءُ الْاِسْلَام میں دین کی اصل اساسی اور بنیادی حقیقتیں دو ہی تھیں۔ ایک قرآنِ حکیم جسے نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کے ضمن میں 'آلہ انقلاب' کی حیثیت حاصل ہے بقول مولانا حالیؒ

اتر کر حِرا(۱) سے سُوئے قوم(۲) آیا
اور اک نسخہ کیمیا(۳) ساتھ لایا

اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع عنوان ہے آپ ﷺ کی اس جدوجہد کے مختلف مدارج و مراحل کا۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہی کی گرج اور کڑک تھی جس نے نیند کے ماتوں کو جگایا اور خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے والوں کو بیدار کیا۔ چنانچہ {وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○}(۱) اور

(۱) غارِ حرا (۲) قوم کی طرف (۳) جو ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دے (۴) العصر:1، 2: زمانے کی قسم بیشک انسان خسارے میں ہے

{اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ}(۱) کی چونکا دینے والی صدائیں اور {اَلْقَارِعَةُ ○ مَا الْقَارِعَةُ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ}(۲) اور {اَلْحَآقَّةُ ○ مَا الْحَآقَّةُ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ}(۳) کی بیدارکن ندائیں ہی تھیں جنہوں نے پورے عرب میں ہلچل مچادی اور {عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ}(۴) کی کیفیت پیدا کردی۔ بقول مولانا حالی ؔ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(۵)
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

پھراسی کی آیاتِ بیّنات تھیں جنہوں نے {هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ} (الحدید۹) کے مِصداق انسانوں کوشرک، الحاد، مادہ پرستی، حُبِّ عاجلہ اورحیوانیتِ محضہ کے {ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ} ایسے مُہیب(۶) اور ہولناک اندھیروں سے نکال کرایمان اوریقین کی روشنی سے بہرہ ور(۷) فرمایا۔ چنانچہ وہ ایک طرف عرفانِ الٰہی اورمحبتِ خداوندی سے سرشار یعنی مست بادۂ الست(۸) ہوگئے اوردوسری طرف دنیاومافیہا ان کی نگاہوں میں مچھر کے پَر سے بھی حقیر تر ہوگئے اوروہ کُلّیۃً طالبِ عقبیٰ(۹) بن گئے۔

مزید براں...... وہی تھا جو {مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ} بھی بن کر آیا اور {شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ} بھی! چنانچہ اسی کے ذریعے لوگوں کا تزکیۂ نفس بھی ہوا اورتصفیۂ قلب وتجلیۂ روح(۱۰) بھی!

گویا انذار ہو یا تبشیر، تبلیغ ہو یا تذکیر، موعظت ہو یا نصیحت، تعلیم ہو یا تربیت، تزکیہ ہو یا تصفیہ، تجلیہ ہو یا تنویر...... الغرض تطہیر ہو یا تعمیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا عمل دعوت واصلاح قرآن مجید ہی کے گرد گھومتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں ایک نہ دو پورے چار مقامات پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

(۱) الانبیاء: 1: لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ چکا ہے لیکن وہ غفلت میں پڑے اعراض کیے جارہے ہیں۔ (۲) القارعۃ 1، 2، 3: وہ کھٹکھٹانے والی۔ کیا ہے وہ کھٹکھٹانے والی؟ اورتم کیا سمجھے کیا ہے وہ کھٹکھٹانے والی؟ (۳) الحاقۃ 1، 2، 3: وہ حق ہوجانے والی۔ کیا ہے وہ حق ہوجانے والی؟ اورتم نے کیا سمجھا کہ وہ حق ہونے والی کیا ہے؟ (۴) النبا: 1 تا 3: کس چیز کے بارے میں یہ لوگ آپس میں پوچھ گچھ کررہے ہیں۔ اس بڑی خبر کے بارے میں جس کے بارے میں یہ اختلاف رائے میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ (۵) ہدایت کی طرف بلانے والے کی آواز (۶) بھیانک (۷) فائدہ دینا (۸) عہدِ الست کی شراب سے مست (۹) آخرت کے طالب (۱۰) روح کو روشن کرنا

منہجِ انقلاب کو جن اساسی اصطلاحات کے ذریعے واضح کیا گیا ہے ان کا اول و آخر خود قرآن مجید ہی ہے۔ بفحوائے الفاظِ قرآنی:

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

سناتا ہے انہیں اس کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت! (الجمعہ: ۲)

قرآن کا کارنامہ، ایک جملے میں بیان کیجئے، تو یہ ہے کہ اس نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا اور توحید، معاد اور رسالت پر یقینِ محکم کی کیفیت پیدا کر دی۔ لیکن اس سے اس ہمہ گیر [۱] تبدیلی کا اندازہ نہیں ہوتا جو قرآنِ حکیم کے بدولت ان کی زندگیوں میں برپا ہوگئی تھی، اس لئے کہ قرآن نے انؓ کا فکر بدلا، سوچ بدلی، نقطۂ نظر بدلا، اقدار بدلیں، عزائم بدلے، امنگیں بدلیں، شوق بدلے، دلچسپیاں بدلیں، خوف بدلے، امیدیں بدلیں، اخلاق بدلے، کردار بدلے، خَلوت [۲] بدلی، جَلوت [۳] بدلی، انفرادیت بدلی، اجتماعیت بدلی، دن بدلا، رات بدلی حتیٰ کہ {يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ} کے مصداق آسمان بدلا، زمین بدلی، الغرض پوری کائنات بدل کر رکھ دی۔ اور اس پوری تبدیلی کا ذریعہ اور آلہ ہیں قرآنِ حکیم کی آیاتِ بینات! بقول علامہ اقبال:

بندۂ مومن زِ آیاتِ خداست
ایں جہاں اندر برا و چوں قباست
چوں کہن گرد و جہانے دربرش
می دہد قرآں جہانے دیگرش! [۴]

تبدیلی اگر حقیقی اور واقعی ہو تو اس کی کوکھ سے لازماً تصادم اور کشمکش جنم لیتے ہیں جن کے مراحل تبدیلی کی نوعیت اور مقدار کی نسبت سے کم و بیش ہو سکتے ہیں۔ ایمان نے جو تبدیلی صحابۂ کرامؓ میں پیدا کی اس نے جس تصادم اور کشمکش کو جنم دیا اس کے جملہ مدارج و مراحل کا جامع عنوان ہے 'جہاد فی سبیل اللہ'۔

اس تصادم اور کشمکش کا اولین ظہور انسانوں کی اپنی شخصیت کے داخلی میدانِ کارزار [۵] میں

(۱) تمام پہلوؤں پر مشتمل (۲) تنہائی (۳) محفل (۴) بندۂ مومن آیاتِ خداوندی میں سے ہے۔ اور اس عالم کی حیثیت بس ایسی ہے جیسی اس کے لباس، جب اس کے لباس کی کوئی قبا یعنی کوئی عالم پرانا ہو جاتا ہے تو قرآن اسے ایک جہانِ نو عطا فرما دیتا ہے۔ (۵) میدانِ جنگ

ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ 'مجاہدہ مع النفس' کو افضل الجہاد قرار دیا گیا۔ پھر جب ایمان اشخاص کے باطن میں اس طرح راسخ اور مستولی ہو گیا کہ ریب اور تشکک کے کانٹے نکل گئے تو اب اسی جہاد و مجاہدہ کا ظہور عالمِ خارجی میں ظالموں، سرکشوں اور خدا کے باغیوں سے کشمکش اور تصادم کی صورت میں ہوا جس کا مقصد قرار پایا 'تکبیرِ رب' یعنی اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار و اعلان اور اس کی حاکمیتِ مطلقہ کا بالفعل قیام و نفاذ تاکہ ''اس کی مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو'' (۲) اور اس کی آخری منزل ہے ''قتال فی سبیل اللہ'' جس کا منتہائے مقصود معین ہوا ان الفاظ میں کہ:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

اور جنگ کرتے رہو ان سے یہاں تک کہ ''فتنہ'' بالکل فرو ہو جائے اور اطاعت کُلّیۃً اللہ ہی کی ہونے لگے۔ (الانفال ۳۹)

ایمان ویقین اور جہاد و قتال کا یہی وہ لزومِ باہمی ہے جس کو نہایت واضح اور واشگاف[1] الفاظ میں بیان کیا گیا قرآن حکیم کی اس آیہ مبارکہ میں:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ (الحجرات ۱۵)

مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر پھر شک میں نہ پڑے اور جہاد کرتے رہے اللہ کی راہ میں اور کھپاتے رہے اس میں اپنے اموال اور اپنی جانیں۔ حقیقت میں یہی ہیں سچے!

واضح رہے کہ اس آیۂ مبارکہ کے اول و آخر حصر کا اسلوب بھی ہے اور آیۂ ماقبل میں 'حقیقی ایمان' اور 'قانونی اسلام' کے مابین فرق و امتیاز کا مضمون بھی۔ گویا مومنِ صادق کی جامع و مانع[2] تعریف قرآن حکیم کی کسی ایک آیت میں مطلوب ہو تو وہ یہی آیت ہے۔

الغرض قرآن کے اصل حاصل ہیں ایمان اور یقین اور ان کا لازمی نتیجہ ہیں: جہاد اور قتال۔ ان

---

(۱) کھول کر بیان کرنا　(۲) کسی چیز کی ایسی تعریف جس میں اس کے تمام اجزا آجائیں اور کوئی ایسی چیز شامل نہ ہو جو اس سے مناسبت نہ رکھتی ہو

میں سے ایمان ویقین اصلاً ایک معنوی حقیقت اور داخلی کیفیت کا نام ہیں، چنانچہ عالمِ خارجی میں اسلام کی دو عظیم ترین اور نمایاں ترین حقیقتیں قرآن اور جہاد۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں ایمانِ حقیقی کی مستقل علامتوں (Symbols) کی حیثیت رکھتے ہیں اور مردِ مومن کی شخصیت کا جو ہیولیٰ تخیل اور تصور میں ابھرتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لازمی ولابُدی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور خلافتِ راشدہ کے دوران اسلام کی 'نشاۃ اولیٰ' یا غلبۂ دینِ حق کا دورِ اول بلا شائبۂ ریب وشک، نتیجہ تھا صحابۂ کرامؓ کے تعلقِ قرآن اور جذبۂ جہاد کا۔ لیکن یہ بھی ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ جیسے ہی اسلام نے ایک مملکت اور سلطنت کی صورت اختیار کی ان دونوں کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی۔ اور ایسا ہونا ایک حد تک منطقی اور فطری بھی تھا۔ اس لئے کہ ایک طرف تو کسی مملکت یا سلطنت میں اوّلین واہم ترین مسئلہ شہریت کا ہوتا ہے جو ایک خالص قانونی مسئلہ ہے جس میں تمام تر بحث انسان کے 'ظاہر' سے ہوتی ہے، باطن سے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا گویا بقول علامہ اقبالؔ ؎ "بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے"

مزید برآں اس کا اصل موضوع نظم ونسق اور امن وامان کا ہوتا ہے جس کے اعتبار سے بنیادی اہمیت قانون اور ضابطے کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ مکارمِ اخلاق (۱) یا مواعظِ حسنہ کو۔ حتّٰی کہ اس اعتبار سے قصاص، عفو پر مقدم ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف سلطنتوں اور مملکتوں کو، خواہ وہ اصولی اور نظریاتی ہی ہوں اصل سروکار اپنی حفاظت ومدافعت سے ہوتا ہے، اصولوں اور نظریات کی تبلیغ واشاعت ہوتی بھی ہے تو ثانوی درجے میں اور حکومتوں کی مصلحتوں کے تابع رہ کر!

یہی وجہ ہے کہ جب اسلام مملکت اور سلطنت کے دَور میں داخل ہوا تو اصل زور (Emphasis) ایمان کے بجائے اسلام پر، یقین کے بجائے اقرار اور شہادت پر اور باطن سے بڑھ کر ظاہر پر ہو گیا۔ نتیجۃً قرآنِ حکیم کے بھی منبع ایمان اور سرچشمۂ (۲) یقین ہونے کی حیثیت مؤخر اور نگاہوں سے اوجھل ہوتی چلی گئی اور کتابِ قانون اور یکے از ادلّۂ اربعہ ہونے کی حیثیت مقدم اور

(۱) اخلاقی خوبیاں　　(۲) منبع۔ نکلنے کی جگہ

مرکزِ توجہ بنتی چلی گئی۔ اور پھر جیسے جیسے مملکت اور سلطنت کے تقاضے پھیلتے گئے اور قانون کی عملداری وسیع ہوتی گئی قرآنِ مجید تو 'چار میں کے ایک' کی حیثیت میں پس منظر میں 'گم' ہوتا چلا گیا اور توجہات حدیث اور فقہ پر مرتکز ہو کر رہ گئیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ علم اور حکمت کے میدان میں جو خلا اس طرح پیدا ہوا اسے پُر کرنے کے لئے مصر و یونان کی جانب سے فلسفہ و منطق کی آندھیاں آئیں۔ نتیجۃً پورا عالمِ اسلام ارسطو کی منطق اور نوافلاطونی تصوف کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ یہاں تک کہ فلسفہ و اصولِ اخلاق کے لئے بھی مسلمانوں کو اغیار کے سامنے کاسۂ گدائی پیش کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا! اور رفتہ رفتہ صورت یہ ہوگئی کہ قرآن نہ منبعِ ایمان رہا نہ سرچشمۂ یقین اور نہ مخزنِ اخلاق[1] رہا نہ معدنِ حکمت ...... بلکہ صرف ایک ایسی ''کتابِ مقدس'' بن کر رہ گیا جس کے الفاظ یا تو حصولِ برکت اور ایصالِ ثواب کا ذریعہ بن سکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کے کام آسکتے ہیں اور اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ:

لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ

اسلام میں سے سوائے اس کے نام کے اور کچھ باقی نہ رہے گا اور قرآن میں سے سوائے صورتِ الفاظ کے اور کچھ نہ بچے گا۔ (مشکوۃ: کتاب العلم)

بعینہٖ یہی معاملہ 'جہاد' کے ساتھ بھی ہوا، جب اصل زور ایمان پر نہ رہا بلکہ اسلام پر ہو گیا تو جہاد بھی جو ایمانِ حقیقی کا رُکنِ رکین تھا خود بخود نگاہوں سے اوجھل ہوتا چلا گیا۔ اور ساری توجہ ارکانِ اسلام پر مرتکز ہوگئی جن کی فہرست میں جہاد سرے سے شامل ہی نہیں ہے، گویا جہاد پر ظلم قرآن سے بھی بڑھ کر ہوا۔ اس لئے کہ قرآن تو خواہ 'چار میں کے ایک' کی حیثیت ہی سے سہی بہرحال شریعت کے اصولِ اربعہ میں شامل تو ہے، جہاد تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں شامل نہیں بلکہ نظامِ فقہ میں بھی اس کی حیثیت فرضِ عین کی نہیں صرف فرضِ کفایہ کی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جہاد کا تصور بھی مسخ ہو گیا اور اس شجرۂ طیبہ کی شاخوں کو جڑ اور تنے سے جدا کر کے ہر ایک کو مختلف رنگ دے دیا گیا، چنانچہ

(۱) اخلاق کا خزانہ

ایک طرف جہاد مع النفس کا رخ اعمال اور معاملات کی منجدھار سے پرے ہی پرے اذکار و اوراد اور نفسیاتی ریاضتوں اور ورزشوں کی راہِ یسیر [1] (Short Cut) کے جانب موڑ دیا گیا اور دوسری طرف جہاد کو قتال کے ہم معنیٰ قرار دے کر اس کا مقصد مملکت کی سرحدوں کے تحفظ و دفاع اور بس چلے تو توسیع کے سوا کچھ نہ رہا۔ رہا شرک وظلم، کفر وفسق اور زُور و منکر کی ہر صورت کے ساتھ مسلسل کشمکش اور تصادم اور حق وصداقت کے پرچار، نیکی اور راستبازی کی ترویج، کلمۂ توحید کی نشر و اشاعت اور دینِ حق کے غلبہ و اقامت کے لئے پیہم جدوجہد اور اس کے لئے سمع و طاعت کے اصول پر مبنی نظامِ جماعت کے قیام کا معاملہ...... گویا فی الجملہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی منظم سعی جو ہر مومن کے لئے فرضِ عین کا درجہ رکھتی ہے تو وہ یا تو سرے سے خارج از بحث ہوگئی یا زیادہ سے زیادہ ایک اضافی نیکی قرار پا کر رہ گئی اور اس سے بالا ہی بالا اور وَرے ہی وَرے اسلام و ایمان اور تقویٰ و احسان کے جملہ مراحل طے پانے لگے!

اللہ! اللہ! کوئی فرق سا فرق ہے اور تفاوت سا تفاوت! ع ''ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا!'' کے مصداق کجا وہ کیفیت کہ صحابہ کرامؓ جذبۂ جہاد سے سرشار، بیک زبان، رجزیہ انداز میں یہ شعر پڑھ رہے ہیں:

نَحۡنُ الَّذِیۡنَ بَایَعُوۡا مُحَمَّدًا
عَلَی الۡجِهَادِ مَا بَقِیۡنَا اَبَدًا [2]

کجا یہ حال کہ چودھویں صدی ہجری کے ایک مُتَنَبِّی اور اس کی ذُرِّیتِ صلبی و معنوی نے تو جہاد بالسیف کو باقاعدہ منسوخ ہی قرار دے دیا، مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا حال بھی عملاً کچھ زیادہ مختلف نہیں ع ''کہ رہوارِ یقینِ ما بصحرائے گماں گم شد!'' [3]

(۱) آسان راستہ (۲) ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد کی بیعت کی ہے۔ اب یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جس وقت تک جان میں جان ہے۔ (۳) یقین کا گھوڑا گماں کے صحرا میں گم ہوگیا ہے۔

اعــراض عن الجهــاد کی پاداش

نفاق

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ (سورۃ التوبہ:۷۷)

اِس مہلک مرض کی ہلاکت آفرینی!

اِس کا سبب یا نقطۂ آغاز!

اِس کے درجات اور اِن کی علامات!

اِس سے بچاؤ اور تحفظ کی تدابیر اور اِس کا مداوا و علاج!

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں
قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ	تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ	اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اُس کے رسول ہیں
وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ①	اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین یقینا جھوٹے ہیں

اِتَّخَذُوۡۤا اَیۡمَانَهُمۡ جُنَّةً	انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے
فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ	اور یہ اللہ کے راستے سے رُک گئے ہیں
اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝۲	بہت ہی برا کام ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا	یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ ایمان لائے
ثُمَّ كَفَرُوۡا	پھر کافر ہو گئے
فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ	تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی
فَهُمۡ لَا یَفۡقَهُوۡنَ ۝۳	پس یہ سمجھنے سے عاری ہو گئے
وَ اِذَا رَاَیۡتَهُمۡ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !) جب آپ انہیں دیکھتے ہیں
تُعۡجِبُكَ اَجۡسَامُهُمۡ ؕ	توان کے جسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے اچھے لگتے ہیں
وَ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡا	اور اگر وہ بات کرتے ہیں
تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ ؕ	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات سنتے ہیں
كَاَنَّهُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ	(لیکن اصل میں) یہ دیوار سے لگائی ہوئی خشک لکڑیوں کی مانند ہیں
یَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَیۡحَةٍ عَلَیۡهِمۡ ؕ	یہ ہر زور کی آواز کو اپنے ہی اوپر گمان کرتے ہیں
هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ ؕ	(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اصل دشمن یہی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بچ کر رہیں!
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫	اللہ ان کو ہلاک کرے
اَنّٰی یُؤۡفَكُوۡنَ ۝۴	یہ کہاں سے پھرائے جا رہے ہیں!

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا	اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ (اپنی غلطی مان لو)
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	تا کہ اللہ کے رسولؐ تمہارے لیے استغفار کریں
لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ	تو وہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں
وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ	اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ رک جاتے ہیں
وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝٥	تکبر کرتے ہوئے
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) ان کے لیے برابر ہے کہ
اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے لیے استغفار کریں
اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ	یا ان کے لیے استغفار نہ کریں
لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ	اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٦	یقیناً اللہ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔
هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ	یہی ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ
لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	مت خرچ کرو ان پر جو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے گرد جمع ہو گئے ہیں
حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ	یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں۔
وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے تو اللہ ہی کے ہیں
وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧	اور لیکن منافقین اس حقیقت کا فہم نہیں رکھتے
يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ	وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ گئے

لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ	تو جو طاقتور ہیں وہ لازماً نکال باہر کریں گے وہاں سے ان کمزور لوگوں کو
وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	اور حالانکہ اصل عزت تو اللہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین کے لیے ہے
وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨	اور لیکن یہ منافق جانتے نہیں
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے اہل ایمان!
لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ	تمہیں غافل نہ کرنے پائیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے
وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	اور جو کوئی ایسا کریں گے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩	تو وہی خسارے میں رہیں گے
وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ	اور خرچ کرو اس میں سے جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	اس سے پہلے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ	پھر وہ اُس وقت کہے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے ایک قریب وقت تک کیوں مہلت نہ دی
فَاَصَّدَّقَ	کہ میں صدقہ کرتا
وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠	اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا!
اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ	اور اللہ ہرگز مہلت نہیں دے گا کسی جان کو جب اُس کا وقت معین آ پہنچے گا
وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے

حصہ پنجم

مباحثِ صبر و مصابرت

درسِ اوّل

اہلِ ایمان کیلئے ابتلاء وامتحان سے گزرنا لازمی ہے

سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع

سورۃ البقرہ کی آیت 214 ، سورۃ آل عمران کی آیت 142

اور سورۃ التوبہ کی آیت 16 کی روشنی میں

درسِ دوم

ابتلاء وآزمائش کے دور میں اہلِ ایمان کیلئے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع،

درسِ سوم

ابتلاء وآزمائش کا نیا انداز: سودا بازی

سورۃ الکہف کی آیت 27 تا 29

درسِ چہارم

مدنی دور کے آغاز میں اہل ایمان کو پیشگی تنبیہ

سورۃ البقرۃ کی آیات 153 تا 157 کی روشنی میں

درسِ پنجم

دورِ قتال فی سبیل اللہ کا آغاز: غزوۂ بدر

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

درسِ ششم

کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ: غزوۂ اُحد

سورۃ آل عمران کی آیات 121 تا 129، اور 139 تا 178 کی روشنی میں

درسِ ہفتم

ابتلاء و امتحان کا نقطۂ عروج: غزوۂ احزاب

سورۃ الاحزاب رکوع 2 اور 3 کی روشنی میں

درسِ ہشتم

فتح و نصرت کا نقطۂ آغاز: صلح حدیبیہ

سورۃ الفتح کی آیات 18& 10 اور آخری رکوع کی روشنی میں

درسِ نہم

جزیرہ نمائے عرب میں غلبۂ دین حق کی تکمیل: فتح مکہ

سورۃ التوبہ رکوع 2 اور 3 کی روشنی میں

درسِ دہم

دعوتِ محمدی ﷺ کے بین الاقوامی دور کا آغاز: غزوۂ تبوک

سورۃ التوبہ کی آیات 38 تا 52 کی روشنی میں

اہلِ ایمان کے لئے

ابتلاء وامتحان سے گزرنا لازمی ہے

سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع، سورۃ البقرہ کی آیت 214،

سورۃ آل عمران کی آیت 142 اور سورۃ التوبہ کی آیت 16 کی روشنی میں

سورۃ العنکبوت کا پہلا رکوع

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾	الف، لام، میم
اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا	کیا لوگوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے
اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا	صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے
وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾	اور انہیں آزمایا نہ جائے گا؟
وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ	ہم نے تو ان کو بھی آزمایا تھا جو ان سے پہلے تھے
فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا	پس اللہ لازماً ظاہر کر کے رہے گا اُن کو جو سچے ہیں
وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳﴾	اور اُن کو بھی جو جھوٹے ہیں
اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ	کیا سمجھ رکھا ہے، ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں
اَنۡ یَّسۡبِقُوۡنَا ؕ	کہ وہ ہماری پکڑ سے بچ کر نکل جائیں گے؟
سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۴﴾	بہت ہی برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں
مَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰہِ	جو کوئی بھی اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے

فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ	تو (اسے یقین رکھنا چاہیے کہ) یقیناً اللہ کا معین کردہ وقت آ کر رہے گا
وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٥	اور وہ سب کچھ سننے والا، ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے
وَ مَنْ جَاهَدَ	جو کوئی بھی جہاد کرتا ہے
فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ	تو وہ اپنے (ہی فائدے کے) لیے جہاد کرتا ہے،
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦	یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	جو لوگ ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور انہوں نے نیک اعمال کیے
لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ	ہم لازماً دور کر دیں گے ان سے ان کی برائیوں کو
وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٧	اور ہم لازماً اُن کو بہترین بدلہ دیں گے ان کے اعمال کا
وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ	اور ہم نے ہدایت کی ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی
وَ اِنْ جَاهَدٰكَ	اور اگر وہ تم پر دباؤ ڈالیں
لِتُشْرِكَ بِيْ	کہ تم میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ	ایسی چیزوں کو جن کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں
فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ	تو ان کا کہنا مت مانو
اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ	میری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨	پھر میں تمہیں بتا دوں گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور انہوں نے نیک اعمال کیے

لَنُدۡخِلَنَّهُمۡ فِي الصّٰلِحِيۡنَ ۝٩	ہم انہیں لازماً داخل کریں گے صالحین میں
وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ	اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	ہم ایمان لائے اللہ پر
فَاِذَاۤ اُوۡذِىَ فِى اللّٰهِ	مگر جب انہیں اللہ کی راہ میں ایذا پہنچائی جاتی ہے
جَعَلَ فِتۡنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ	تو وہ لوگوں کی ایذا رسانی کو اللہ کے عذاب کی مانند سمجھ لیتے ہیں
وَلَٮِٕنۡ جَآءَ نَـصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكَ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آجائے
لَيَـقُوۡلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمۡ ؕ	یہ ضرور کہیں گے کہ ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہی تو تھے
اَوَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِىۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝١٠	تو کیا اللہ بخوبی واقف نہیں ہے اس سے جو جہان والوں کے سینوں میں مضمر ہے؟
وَلَيَـعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	اور یقیناً اللہ ظاہر کر کے رہے گا، سچے اہل ایمان کو بھی
وَلَيَـعۡلَمَنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ ۝١١	اور ظاہر کر کے رہے گا منافقین کو بھی
وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اور یہ کافر کہتے ہیں
لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا	اہل ایمان سے کہ
اتَّبِعُوۡا سَبِيۡلَنَا	تم ہمارے راستے کی پیروی کرو
وَلۡنَحۡمِلۡ خَطٰيٰكُمۡ ؕ	ہم (آخرت میں) تمہاری خطاؤں کا بوجھ اٹھا لیں گے
وَمَا هُمۡ بِحٰمِلِيۡنَ مِنۡ خَطٰيٰهُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ	اور وہ نہیں اٹھانے والے ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی
اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ۝١٢	یقیناً وہ جھوٹ بول رہے ہیں

وَ لَيَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَهُمۡ	البتہ وہ لازماً اٹھائیں گے،
وَ اَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِهِمۡ ۫	اپنے بوجھ بھی اور ان کے ساتھ کچھ دوسرے بوجھ بھی
وَ لَيُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ۟ع ﴿۱۳﴾	اور ان سے لازماً باز پرس ہوگی قیامت کے دن اس کے بارے میں جو جھوٹ یہ گھڑ رہے ہیں

سورۃ البقرہ کی آیت 214

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ	کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے
وَ لَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ	حالانکہ ابھی تک تمہارے اوپر وہ حالات و واقعات وارد نہیں ہوئے جو تم سے پہلوں پر ہوئے تھے۔
مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا	پہنچی ان کو سختی بھوک کی اور تکلیف اور وہ ہلا مارے گئے
حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ	یہاں تک کہ (وقت کا) رسول پکار اٹھا
وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ	اور اس کے ساتھی اہل ایمان
مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ	کہ کب آئے گی اللہ کی مدد؟
اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾	(اب انہیں یہ خوشخبری دی گئی کہ) آگاہ ہو جاؤ یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت 142

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ	کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے
وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جٰہَدُوۡا مِنۡکُمۡ	حالانکہ ابھی تو اللہ نے دیکھا ہی نہیں ہے تم میں سے کون واقعتاً (اللہ کی راہ میں) جہاد کرنے والے ہیں
وَ یَعۡلَمَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۴۲﴾	اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والے ہیں

سورۃ التوبہ کی آیت 16

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَکُوۡا	کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے
وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جٰہَدُوۡا مِنۡکُمۡ	حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جو جہاد کرنے والے ہیں
وَ لَمۡ یَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ لَا رَسُوۡلِہٖ وَ لَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلِیۡجَۃً ؕ	اور جو نہیں رکھتے اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کے علاوہ کسی کے ساتھ قلبی دوستی کا کوئی تعلق
وَ اللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے

ابتلاء و آزمائش کے دور میں اہلِ ایمان کیلئے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ	تلاوت کرتے رہا کریں اُس کی جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف کتاب میں سے
وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ	اور نماز قائم کریں!
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ ؕ	یقیناً نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے
وَ لَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ	اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے
وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ۝۴۵	اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو
وَ لَا تُجَادِلُوۡۤا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ۖ	اور اہل کتاب سے جھگڑا مت کرو مگر بہترین طریقے سے
اِلَّا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ	سوائے اُن کے جو اُن میں سے ناانصافی پر تُل جائیں
وَ قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ	اور (ان سے) کہیے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس پر بھی جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو آپ لوگوں پر نازل کیا گیا
وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمۡ وَاحِدٌ	اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے
وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ۝۴۶	اور ہم تو اسی کے سامنے سر جھکا چکے ہیں

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ	اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب نازل کی ہے
فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ	تو جن لوگوں کو ہم نے (اس سے پہلے) کتاب دی تھی وہ بھی اس پر ایمان لائیں گے
وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ	اور ان (مشرکین مکہ) میں سے بھی بہت سے لوگ اس پر ایمان لا رہے ہیں
وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾	اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے سوائے اُن لوگوں کے جو کفر پر اَڑ گئے ہیں
وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ	اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !) آپ تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے
وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ	اور نہ ہی آپ اپنے داہنے ہاتھ سے اسے لکھتے تھے
اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾	(اگر ایسا ہوتا) تب تو یہ جھٹلانے والے ضرور شک کرتے
بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ	بلکہ یہ تو روشن آیات ہیں
فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ	ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے
وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾	اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہی لوگ جو ظالم ہیں
وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل کی گئیں ان پر نشانیاں ان کے رب کی طرف سے؟
قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہیے کہ نشانیاں (نازل کرنے کے اختیارات) تو اللہ ہی کے پاس ہیں

وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٥٠﴾	اور میں تو صرف واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں
اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ	کیا ان کے لیے یہ (نشانی) کافی نہیں
اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ	کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ کتاب نازل کی ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے!
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾	یقیناً اس میں رحمت اور یاددہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی ہے بطورِ گواہ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ	اور وہ لوگ جو باطل پر ایمان رکھتے ہیں
وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ	اور اللہ کا کفر کرتے ہیں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٢﴾	یقیناً وہی خسارہ پانے والے ہیں
وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ	یہ لوگ جلدی مچا رہے ہیں عذاب کی
وَ لَوْ لَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى	اور اگر (پہلے سے) ایک وقت معین طے نہ ہو چکا ہوتا
لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ	تو ضرور ان پر عذاب آچکا ہوتا
وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً	اور وہ ان پر اچانک آجائے گا
وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾	اور انہیں پتا بھی نہیں چلے گا
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ	یہ لوگ عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں
وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾	حالانکہ جہنم ان کافروں کا گھیراؤ کر چکی ہے
يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ	جس دن عذاب ڈھانپ لے گا

مِنْ فَوْقِهِمْ	انہیں اوپر سے بھی
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ	اور ان کے قدموں کے نیچے سے بھی اور
وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾	کہا جائے گا کہ اب چکھو مزہ اپنے کرتوتوں کا
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو
اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ	میری زمین بہت وسیع ہے
فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾	پس عبادت تم میری ہی کرو
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ قف	ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے
ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾	پھر تم ہماری ہی طرف لوٹا دیے جاؤ گے
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور انہوں نے اچھے اعمال کیے
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا	ہم انہیں ضرور جگہ دیں گے جنت کے بالا خانوں میں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	جس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط	اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے
نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ ۖ	کیا ہی اچھا اجر ہوگا عمل کرنے والوں کا!
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا	وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾	اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں
وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ	اور کتنے ہی جاندار ہیں
لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ	جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ز ط	اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے اور وہ تم لوگوں کو بھی دے گا
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾	اور یقیناً وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ	اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اگر آپ ان سے پوچھیں
مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ	اور کس نے مسخر کیا ہے سورج اور چاند کو؟
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ	تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!
فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾	تو پھر یہ لوگ کہاں سے لوٹا دیے جاتے ہیں!
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ	اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ	اور جس کے لیے چاہتا ہے اسے نپا تُلا دیتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾	یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ	اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھیں
مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	کہ کس نے برسایا آسمان سے پانی
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا	پس اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مُردہ ہو جانے کے بعد؟
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ	تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں کہ کُل شکر اور کل حمد اللہ ہی کے لیے ہے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾	لیکن ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے
وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	اور یہ دنیا کی زندگی تو
اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ	کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں
وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانُ ۘ	اور آخرت کا گھر ہی یقیناً اصل زندگی ہے
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾	کاش کہ انہیں معلوم ہوتا!

وَ اِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ	سو جب یہ لوگ سوار ہوتے ہیں کشتی میں
دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۥ ج	تو پکارتے ہیں اللہ کو اُس کے لیے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ	پھر جب وہ انہیں نجات دے دیتا ہے خشکی کی طرف
اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لا	تو جبھی وہ شرک کرنے لگتے ہیں
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ	تا کہ ناشکری کریں ان (نعمتوں) کی جو ہم نے انہیں عطا کر رکھی ہیں
وَ لِيَتَمَتَّعُوْا وقفہ	اور تا کہ مزے اڑا لیں
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾	تو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا
اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا	کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنا دیا ہے
وَ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ	اور لوگ اُچک لیے جاتے ہیں ان کے اردگرد سے
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ	تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں
وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾	اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کر رہے ہیں!
وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا
اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ	یا جس نے حق کو جھٹلا دیا جب وہ اس کے پاس آیا!
اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾	تو کیا جہنم میں ٹھکانہ نہیں ہے ان کافروں کا!
وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا	اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ	ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف
وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ع	اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے

ابتلاء و آزمائش کا نیا انداز: سودا بازی

سورۃ الکھف کی آیات 27 تا 29

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ	اور (اے نبی!) آپ تلاوت کیجیے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ کے رب کی کتاب میں سے
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾	اس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور آپ نہیں پائیں گے اس کے سوا کوئی جائے پناہ
وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِیِّ	اور اپنے آپ کو روکے رکھیے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام
یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰكَ عَنۡهُمۡ ۚ	وہ اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور آپ کی نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائیں
تُرِیۡدُ زِیۡنَةَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ	آپ دنیوی زندگی کی آرائش و زیبائش چاہتے ہیں
وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾	اور مت کہنا مانیے ایسے شخص کا جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو چکا ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ	اور آپ کہہ دیجیے کہ یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تو اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے
اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ	ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے
اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ	اس کی قناتیں ان کا احاطہ کرلیں گی
وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ	اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو (کھولتے ہوئے) تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا
بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝۲۹	بہت ہی بری چیز ہوگی پینے کی اور وہ (جہنم) بہت ہی بری جگہ ہے آرام کی

مدنی دور کے آغاز میں اہلِ ایمان کو پیشگی تنبیہ

سورۃ البقرہ کی آیات 153 تا 157 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا	اے ایمان والو!
اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ	صبر اور نماز سے مدد چاہو
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾	جان لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ	اور مت کہو اُن کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مُردہ ہیں
بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾	(وہ مُردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے
وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ	اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے، کسی قدر خوف اور بھوک سے
وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ	اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کے نقصان سے
وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾ ۙ	اور (اے نبیؐ) بشارت دیجیے ان صبر کرنے والوں کو
الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ	وہ لوگ کہ جن کو جب بھی کوئی مصیبت آئے
قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ ؕ	تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے
اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ ۟ قف	یہی ہیں وہ لوگ کہ جن پر اُن کے ربّ کی عنایتیں ہیں اور رحمت
وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾	اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں

دورِ قتال فی سبیل اللہ کا آغاز

غزوۂ بدر 17 / رمضان المبارک 2ھ

یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ

اور

ایمانِ حقیقی کے لوازم وثمرات

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) یہ لوگ آپ سے اموالِ غنیمت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں
قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ ۚ	آپ کہیے کہ اموالِ غنیمت کل کے کل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں
فَاتَّقُوا اللّٰہَ	پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو
وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪	اور اپنے آپس کے معاملات درست کرو
وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ	اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو
اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ①	اگر تم مؤمن ہو
اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ	حقیقی مؤمن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں
وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ	اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا	تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے
وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢	اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	جو نماز کو قائم رکھتے ہیں
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣	اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا	یہی لوگ ہیں جو حقیقی مؤمن ہیں
لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ	اُن کے لیے ان کے ربّ کے پاس (اونچے) درجات ہیں
وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤	اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔
كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ	جیسے کہ نکالا آپؐ کو (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کے رب نے آپؐ کے گھر سے حق کے ساتھ
وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝٥	اور یقیناً اہل ایمان میں سے کچھ لوگ اسے پسند نہیں کر رہے تھے
يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ	وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑ رہے تھے حق کے بارے میں
بَعْدَمَا تَبَيَّنَ	اس کے بعد کہ بات (ان پر) بالکل واضح ہو چکی تھی
كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ	(وہ لوگ ایسے محسوس کر رہے تھے) جیسے انہیں موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہو
وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦	اور وہ اسے دیکھ رہے ہوں

وَ اِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ	اور یاد کرو جبکہ اللہ وعدہ کر رہا تھا تم لوگوں سے
اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ	کہ ان دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جائے گا
وَ تَوَدُّوۡنَ	اور (اے مسلمانو!) تم یہ چاہتے تھے کہ
اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ	جو بغیر کانٹے کے ہے وہ تمہارے ہاتھ آئے،
وَ يُرِيۡدُ اللّٰهُ	اور اللہ چاہتا تھا کہ
اَنۡ يُّحِقَّ الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ	اپنے فیصلے کے ذریعے سے حق کا حق ہونا ثابت کر دے
وَ يَقۡطَعَ دَابِرَ الۡكٰفِرِيۡنَۙ ۞٧	اور کافروں کی جڑ کاٹ دے
لِيُحِقَّ الۡحَـقَّ	تاکہ سچا ثابت کر دے حق کو
وَ يُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ	اور جھوٹا ثابت کر دے باطل کو
وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَۚ ۞٨	خواہ یہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار ہو
اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ	یاد کرو جبکہ تم لوگ اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے
فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ	تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کی تھی
اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۞٩	کہ میں تمہاری مدد کروں گا ایک ہزار ملائکہ کے ساتھ جو پے در پے آئیں گے
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى	اور اللہ نے اس کو نہیں بنایا مگر (تمہارے لیے) بشارت
وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ	اور تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں
وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ	اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۞١٠	یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والا ہے

سورۃ الانفال کی آخری آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ ھَاجَرُوۡا	اور جنہوں نے ہجرت کی
وَ جٰھَدُوۡا بِاَمۡوَالِھِمۡ وَ اَنۡفُسِھِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ	اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں
وَ الَّذِیۡنَ اٰوَوۡا وَّ نَصَرُوۡۤا	اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں پناہ دی اور اُن کی مدد کی
اُولٰٓئِکَ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ؕ	یہ سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں
وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یُھَاجِرُوۡا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی
مَا لَکُمۡ مِّنۡ وَّلَایَتِھِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ	تمہارا (اب) اُن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں
حَتّٰی یُھَاجِرُوۡا ۚ	حتیٰ کہ وہ ہجرت کریں
وَ اِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ	اور اگر وہ تم سے دین کے معاملے میں مدد مانگیں
فَعَلَیۡکُمُ النَّصۡرُ	تو اُن کی مدد کرنا تم پر واجب ہے
اِلَّا عَلٰی قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَھُمۡ مِّیۡثَاقٌ ؕ	مگر کسی ایسی قوم کے خلاف (نہیں) کہ اُن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو
وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۷۲﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں
اِلَّا تَفْعَلُوْهُ	اگر تم یہ (اِن قواعد وضوابط کی پابندی) نہیں کرو گے
تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ	تو زمین میں فتنہ پھیلے گا
وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾	اور بہت بڑا فساد برپا ہو جائے گا
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَهَاجَرُوْا	اور جنہوں نے ہجرت کی
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں (یعنی مہاجرین)
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا	اور وہ لوگ (انصارِ مدینہ) جنہوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی نصرت کی
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا	یہی لوگ ہیں سچے مؤمن
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾	اُن کے لیے ہے مغفرت اور رزقِ کریم
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ	اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے
وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ	اور انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا
فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ	تو (اے مسلمانو!) وہ تم میں سے ہی ہیں
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ	اور رحمی رشتے دار اللہ کے قانون میں ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾	یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے

کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ

غزوۂ اُحد شوال ۳ھ

عارضی شکست اور شدید آزمائش

وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ

آزمائش کا مقصد: تمحیص و تمییز

اور

مومنین صادقین کا طرزِ عمل

سورۃ آل عمران کی آیات 121 تا 129 اور 139 تا 178 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ	اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) یاد کیجیے جبکہ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تھے
تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ	اور مسلمانوں کو جنگ کے مورچوں میں مامور کر رہے تھے۔
وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۱۲۱﴾	جبکہ اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔
اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ	جبکہ تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے
وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ	حالانکہ اللہ ان کا پشت پناہ تھا
وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾	اور اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے اہل ایمان کو

وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ	اور اللہ نے تو تمہاری مدد بدر میں بھی کی تھی جبکہ تم بہت کمزور تھے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾	تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم اللہ کا (صحیح معنی میں) شکر ادا کرسکو
اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ	جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ رہے تھے اہل ایمان سے
اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ	کہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے
اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ	کہ تمہارا ربّ تمہاری مدد کرے
بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ ؕ	تین ہزار فرشتوں سے جو آسمان سے اُترنے والے ہوں گے؟
بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	کیوں نہیں (اے مسلمانو!) اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ کی روش پر رہو گے
وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا	اور اگر وہ فوری طور پر تم پر حملہ آور ہوجائیں
يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ	تو تمہارا ربّ تمہاری مدد کرے گا
بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾	پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے سے جو نشان زدہ گھوڑوں پر آئیں گے
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَكُمۡ	اور اللہ نے اس کو نہیں بنایا مگر تمہارے لیے بشارت
وَلِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ	اور تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہوجائیں

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾	ورنہ مدد تو ہوتی ہی اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔ (اور یہ مدد وہ تمہیں اس لیے دے گا)
لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	تا کہ کافروں کا ایک بازو کاٹ دے
اَوْ يَكْبِتَهُمْ	یا انہیں ذلیل کر دے
فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾	پس وہ لوٹ جائیں ناکام و نامراد
لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس معاملے میں آپ کو کوئی اختیار نہیں
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ	اللہ ان کی توبہ قبول کرے
اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾	یا انہیں عذاب دے اس لیے کہ وہ ظالم ہیں۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ	وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾	اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیات 139 تا 178

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا	اور نہ کمزور پڑو اور نہ غم کھاؤ
وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾	اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے
اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ	اگر تمہیں اب چرکا لگا ہے
فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ	تو تمہارے دشمن کو بھی ایسا ہی چرکا اس سے پہلے لگ چکا ہے
وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ	یہ تو دن ہیں جن کو ہم لوگوں میں الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اللہ دیکھ لے کہ کون حقیقتاً مؤمن ہیں
وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ	اور وہ چاہتا ہے کہ تم میں سے کچھ کو مقامِ شہادت عطا کرے
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ ۙ	اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور یہ اس لیے ہوا ہے کہ اللہ اہل ایمان کو بالکل پاک صاف کر دے
وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾	اور کافروں کو مٹا دے

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ	کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ	حالانکہ ابھی تو اللہ نے دیکھا ہی نہیں ہے تم میں سے کون واقعتاً (اللہ کی راہ میں) جہاد کرنے والے ہیں
وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾	اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والے ہیں
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ	اور تم تو موت کی تمنا کر رہے تھے
مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ ۖ	اس سے پہلے کہ اُس سے ملاقات ہوتی
فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ	سو اب تم نے اسے دیکھ لیا ہے
وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ ع	اپنی آنکھوں سے
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ ۚ	محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ	ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں
أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ	تو کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا قتل کر دیے جائیں
انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ ۗ	تو تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟
وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ	اور جو کوئی بھی اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے گا
فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ	وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا
وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾	ہاں اللہ بدلہ دے گا شکر کرنے والوں کو
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوْتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ	اور کسی جان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ مر سکے مگر اللہ کے حکم سے

كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ	وقت مقرر لکھا ہوا ہے (ہر ایک کی موت کا)
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا	جو کوئی دنیا کا اجر وثواب چاہتا ہے
نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ	ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ	اور جو واقعتاً آخرت کا اجر چاہتا ہے
نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ	ہم اسے اس میں سے دیں گے
وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾	اور شکر کرنے والوں کو ہم بھرپور جزا دیں گے۔
وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ	کتنے ہی نبی ایسے گزرے ہیں
قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ	کہ جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی۔
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	تو اللہ کی راہ میں جو بھی تکلیفیں ان پر آئیں اس پر انہوں نے ہمت نہیں ہاری
وَمَا ضَعُفُوْا	اور نہ انہوں نے کمزوری دکھائی
وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ	اور نہ ہی (باطل کے آگے) سرنگوں ہوئے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾	اور اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی صابروں سے محبت ہے
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا	اور اُن کا تو ہر مرحلے پر یہی قول ہوتا تھا کہ وہ دعا کرتے تھے
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا	کہ اے ربّ ہمارے! بخش دے ہمیں ہمارے گناہ
وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا	اور اگر ہم سے اپنے کسی معاملے میں حد سے تجاوز ہو گیا ہو تو اسے معاف فرما دے

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا	اور ہمارے قدموں کو جما دے
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾	اور ہماری مدد فرما کافروں کے مقابلے میں
فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا	تو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا ثواب بھی عطا فرمایا
وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ	اور آخرت کے ثواب کا بھی بہت ہی عمدہ حصہ عطا کیا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع	اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی محسنین کو پسند کرتا ہے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے اہل ایمان!
اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اگر تم ان لوگوں کا کہنا مانو گے جنہوں نے کفر کی روش اختیار کی ہے
يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ	تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل واپس لے جائیں گے
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾	پھر تم بالکل نامراد ہو کے رہ جاؤ گے
بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ	حقیقت یہ ہے کہ تمہارا مولیٰ تو اللہ ہے
وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾	اور وہی ہے جو سب سے اچھا مددگار ہے
سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ	ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے
بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ	اس سبب سے کہ انہوں نے ایسی چیزوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جس کے لیے اس نے کوئی سند نہیں اتاری

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ	اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾	اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ان ظالموں کے لیے
وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ	اور اللہ نے تو تم سے (تائید و نصرت کا) جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا،
اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ	جبکہ تم ان کو تہ تیغ کر رہے تھے اللہ کے حکم سے
حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ	یہاں تک کہ جب تم ڈھیلے پڑ گئے
وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ	اور امر میں تم نے جھگڑا کیا
وَعَصَيْتُمْ	اور تم نے نافرمانی کی
مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ	اس کے بعد کہ تم نے وہ چیز دیکھ لی جو تمہیں محبوب ہے
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا	تم میں سے وہ بھی ہیں جو دنیا چاہتے ہیں
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ	اور تم میں وہ بھی ہیں جو صرف آخرت کے طالب ہیں
ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ	پھر اللہ نے تمہارا رُخ پھیر دیا اُن کی طرف سے تاکہ تمہاری آزمائش کرے
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ	اور اللہ تمہیں معاف کر چکا ہے
وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾	اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے حق میں بہت فضل والا ہے
اِذْ تُصْعِدُوْنَ	یاد کرو جب کہ تم (پہاڑ پر) چڑھے چلے جا رہے تھے (جان بچانے کے لیے)

وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ	اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے
وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ	اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہیں پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے
فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ	تو اللہ تعالیٰ تم پر غم کے بعد غم مسلسل ڈالتا رہا
لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ	تا کہ (آئندہ کے لیے تمہیں یہ سبق ملے کہ) تم غمگین نہ ہوا کرو اُس پر کہ جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے
وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ ؕ	اور نہ اُس تکلیف پر کہ جو تم پر آ پڑے
وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾	اور اللہ باخبر ہے اس سے جو تم کر رہے تھے
ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا	پھر اس غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر اطمینان نازل فرمایا یعنی نیند
یَّغْشٰی طَآئِفَۃً مِّنْکُمْ ۙ	جو تم میں سے ایک گروہ پر طاری ہو رہی تھی
وَطَآئِفَۃٌ قَدْ اَھَمَّتْھُمْ اَنْفُسُھُمْ	اور ایک گروہ ایسا تھا کہ جنہیں اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی
یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ	وہ اللہ کے بارے میں ناحق
ظَنَّ الْجَاھِلِیَّۃِ ؕ	جہالت والے گمان کر رہے تھے
یَقُوْلُوْنَ ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ	وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے لیے بھی اختیار میں کوئی حصہ ہے یا نہیں؟
قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ ؕ	کہہ دیجیے کہ سارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کر رہے
يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ	یہ (اپنے دل میں) کہتے ہیں کہ اگر اختیار میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہوتا
مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ	تو ہم یہاں نہ مارے جاتے
قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ	ان سے کہیے اگر تم سب کے سب اپنے گھروں میں ہوتے
لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ	تب بھی جن لوگوں کا قتل ہونا مقدر تھا وہ اپنی قتل گاہوں تک پہنچ کر رہتے
وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ	اور یہ (معاملہ جو پیش آیا) اس لیے تھا کہ اللہ اسے آزمالے جو کچھ تمہارے سینوں میں تھا
وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ	اور تاکہ وہ بالکل پاک اور خالص کر دے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٥٤﴾	اور اللہ تعالیٰ سینوں کے اندر مخفی باتوں کو بھی جانتا ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ	تم میں سے وہ لوگ جو میدانِ جنگ سے چلے گئے اُس دن جب دو گروہ ایک دوسرے کے مقابلے میں آئے

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ	اصل میں شیطان نے ان کے پاؤں پھسلا دیے تھے ان کے بعض افعال کی وجہ سے
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ	اور اللہ انہیں معاف کر چکا ہے،
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾	یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور بردبار ہے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے اہل ایمان!
لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	تم اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا
وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ	اور جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا
اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ	جبکہ وہ زمین میں سفر پر نکلے ہوئے تھے
اَوْ كَانُوْا غُزًّى	یا کسی جہاد میں شریک تھے (اور وہاں ان کا انتقال ہو گیا)
لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا	کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے
مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ	تو نہ مرتے، نہ قتل ہوتے (یہ بات اس لیے ان کی زبان پر آتی ہے)
لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ	تاکہ اللہ اس کو اُن کے دلوں میں حسرت کا باعث بنا دے
وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ	اور دیکھو اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی موت وارد کرتا ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے

وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَوۡ مُتُّمۡ	اگر تم اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤ یا ویسے ہی تمہیں موت آ جائے
لَمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحۡمَةٌ	تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مغفرت اور رحمت تمہیں ملے گی
خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾	وہ کہیں بہتر ہے اُن چیزوں سے جو یہ جمع کر رہے ہیں
وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ	اور چاہے تم مرو یا قتل ہو
لَاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾	بہرحال اللہ ہی کے پاس اکٹھے کیے جاؤ گے
فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپؐ ان کے حق میں بہت نرم ہیں
وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ	اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تند خو اور سخت دل ہوتے
لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ ۖ	تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد سے منتشر ہو جاتے
فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ	پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے درگزر کریں
وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ	اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں
وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ ۚ	اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیں
فَاِذَا عَزَمۡتَ	پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کر لیں
فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ	تو اب اللہ پر توکل کریں
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ ﴿۱۵۹﴾	یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ	(اے مسلمانو! دیکھو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا
فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ	تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا
وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ	اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد سے دست کش ہو جائے)
فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ	تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا اس کے بعد؟
وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ	اور اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے ایمان والوں کو
وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ	اور کسی نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے
وَ مَنْ يَّغْلُلْ	اور جو کوئی خیانت کرے گا
يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ	تو وہ اپنی خیانت کی ہوئی چیز سمیت حاضر ہو گا قیامت کے دن
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ	پھر ہر جان کو پورا پورا دے دیا جائے گا جو کچھ اُس نے کمایا ہو گا
وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾	اور اُن پر کچھ ظلم نہ ہو گا
اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ	تو کیا بھلا وہ شخص جس نے اللہ کی رضا کی پیروی کی
كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ	اُس کی مانند ہو جائے گا جو اللہ کے غضب اور غصے کو کما کر لوٹا؟
وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ	اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦٢﴾	اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے پہنچنے کی
هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ	ان کی بھی درجہ بندیاں ہیں اللہ کے ہاں
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٣﴾	اور جو کچھ یہ کرر ہے ہیں اللہ اسے دیکھ رہا ہے
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	درحقیقت اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے اہل ایمان پر
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	جب اُن میں اٹھایا ایک رسولؐ ان ہی میں سے
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ	جو تلاوت کر کے انہیں سناتا ہے اس کی آیات
وَيُزَكِّيْهِمْ	اور انہیں پاک کرتا ہے،
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ	اور تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب وحکمت کی
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾	اور یقیناً اس سے پہلے (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے قبل) تو وہ لازماً کھلی گمراہی کے اندر مبتلا تھے۔
اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ	اور کیا جب تم پر ایک مصیبت آئی
قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ	جبکہ تم اس سے دگنی مصیبت ان کو پہنچا چکے ہو
قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ	تو کیا تم یوں کہتے ہو کہ یہ کہاں سے ہے
قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے یہ تمہاری طرف سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾	یقیناً اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔
وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ	اور جو کچھ تمہیں پہنچا اُس دن جب دونوں لشکر آپس میں بھڑ گئے تھے
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ	وہ اللہ کے اِذن سے ہوا ہے

وَ لِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ﴿۱۶۶﴾	اور یہ اس لیے تھی کہ اللہ ظاہر کر دے ایمان والوں کو۔
وَ لِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا ۖۚ	اور تا کہ ان لوگوں کو بھی ظاہر کر دے جنہوں نے منافقت اختیار کی
وَ قِيۡلَ لَهُمۡ	اور ان (منافقوں) سے کہا گیا کہ آؤ
تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ؕ	اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا (کم از کم اپنے شہر کا) دفاع کرو
قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ	انہوں نے کہا کہ اگر ہم سمجھتے کہ جنگ ہونی ہے تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے
هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ	یہ لوگ اُس دن ایمان کی نسبت کفر سے قریب تر تھے،
يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ	یہ اپنے مونہوں سے وہ بات کہہ رہے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے
وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ۚ﴿۱۶۷﴾	اور اللہ اس چیز کو خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپا رہے ہیں۔
اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا	یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور اپنے (شہید ہو جانے والے) بھائیوں کی نسبت کہا
لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا ؕ	کہ اگر وہ بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہوتے تو قتل نہ ہوتے

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ	تو (اے نبی ﷺ) ان سے کہیے اچھا اپنی جانوں سے موت کو ہٹا کر دکھا دو
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٦٨﴾	اگر تم (اپنے اس قول میں) سچے ہو تو
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ	اور ہرگز نہ سمجھنا اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں
بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ	بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے ربّ کے پاس
يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ ۙ	رزق پا رہے ہیں
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ	شاداں و فرحاں ہیں اُس پر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے
وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ	اور بشارت حاصل کر رہے ہیں، اُن لوگوں کے بارے میں جو ان کے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں اور ابھی اُن سے نہیں ملے
اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾	کہ نہ اُن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔
يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ	وہ خوشیاں منا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی، وجہ سے اور اس کے فضل کی بنا پر
وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾ ع	اور اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا
اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ	جن لوگوں نے لبیک کہی اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر،

مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ ۛؕ	اس کے بعد کہ ان کو چرکا لگ چکا تھا
لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾	ان میں سے جو بھی محسنین اور متقین ہیں ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔
اَلَّذِيۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ	یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا
اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ	کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوگئی ہیں
فَاخۡشَوۡهُمۡ	پس ان سے ڈرو!
فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖ	تو اس بات نے ان کے ایمان میں اور زیادہ اضافہ کر دیا،
وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ﴿۱۷۳﴾	اورانہوں نے کہا اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے
فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ	پس وہ لوٹ آئے اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ
لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ	ان کو کسی قسم کا بھی ضرر نہ پہنچا،
وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ	اورانہوں نے تو اللہ کی رضا کی پیروی کی
وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۷۴﴾	اور یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے
اِنَّمَا ذٰ لِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ ۖ	(اے مسلمانو!) یہ شیطان ہے جو تمہیں ڈراتا ہے اپنے ساتھیوں سے،
فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ	تو تم ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو
اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۵﴾	اگر تم مؤمن صادق ہو۔

وَ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۚ	اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ لوگ آپ کے لیے باعثِ غم نہ بنیں جو کفر کے معاملے میں اس قدر بھاگ دوڑ کر رہے ہیں،
اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ	وہ اللہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے
یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ	اللہ چاہتا ہے کہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے
وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾	اور ان کے لیے تو بڑا عذاب ہے،
اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ	یقینا جن لوگوں نے ایمان ہاتھ سے دے کر کفر خرید لیا
لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ۚ	وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۷﴾	اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے
وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا	اور مت سمجھیں وہ کافر
اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ	کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے
اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ	ہم تو ان کو صرف اس لیے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ وہ گناہ میں اور اضافہ کر لیں
وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾	اور ان کے لیے اہانت آمیز عذاب ہوگا

ابتلاء وامتحان کا نقطۂ عروج

اور نصرتِ الٰہی کا ظہور اور حالات کی فیصلہ کن تبدیلی

غزوۂ احزاب ذوالقعدہ 5ھ

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا

لن يغزوكم قريش بعد عامكم هٰذا ولكنكم تغزونهم (الحديث)

اور

غزوۂ بنی قریظہ اور یہودِ مدینہ کا استیصال

سورۃ الاحزاب: رکوع 2،3 کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے اہلِ ایمان!
اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	یاد کرو اللہ کے اُس انعام کو جو تم لوگوں پر ہوا
اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ	جب تم پر حملہ آور ہوئے بہت سے لشکر
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا	تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی
وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ	اور ایسے لشکر بھی جو تم نے نہیں دیکھے
وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۹	اور جو کچھ تم لوگ کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا
اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ	جب وہ (لشکر) آئے تم پر تمہارے اوپر سے بھی
وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ	اور تمہارے نیچے سے بھی
وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ	اور جب (خوف کے مارے) نگاہیں پتھرا گئی تھیں

وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ	اور دل حلق میں آ گئے تھے
وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾	اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔
هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ	اُس وقت اہل ایمان کو خوب آزما لیا گیا
وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾	اور وہ شدت کے ساتھ جھنجھوڑ ڈالے گئے۔
وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ	اور جب کہہ رہے تھے منافقین،
وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا
مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ	کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾	مگر دھوکے کا۔
وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ	اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا
يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ	کہ اے اہل یثرب! اب تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں،
فَارْجِعُوْا ۚ	چنانچہ تم لوٹ جاؤ!
وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ	اور ان میں سے ایک گروہ نبیؐ سے اجازت طلب کر رہا تھا،
يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ط	وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔
وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ	حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے۔
اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾	حقیقت میں وہ کچھ نہیں چاہتے تھے سوائے فرار کے۔
وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا	اور اگر کہیں ان پر دشمن گھس آئے ہوتے مدینہ کے اطراف سے

ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ	پھران سے مطالبہ کیا جاتا فتنے (ارتداد) کا
لَاٰتَوْهَا	تو وہ اسے قبول کر لیتے
وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾	اور اس میں بالکل توقف نہ کرتے مگر تھوڑا سا۔
وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ	حالانکہ اس سے قبل وہ اللہ سے وعدہ کر چکے تھے
لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ	کہ وہ کبھی پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔
وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾	اور اللہ سے کیے گئے عہد کی باز پرس تو ہونی ہے۔
قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے) کہہ دیجیے کہ تمہارا یہ بھاگنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا
اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ	اگر تم لوگ موت یا قتل سے بھاگ رہے ہو
وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾	اور (اگر بھاگو گے) تب بھی تم (زندگی کے سازوسامان سے) فائدہ نہیں اٹھا سکو گے مگر تھوڑا سا۔
قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کہ کون ہے وہ جو تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے
اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا	اگر وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ نقصان کا؟
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً	یا (اُس کی رحمت کو روک سکتا ہے) اگر وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ رحمت کا؟
وَ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾	اور یہ لوگ نہیں پائیں گے اپنے لیے اللہ کے مقابلے میں کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔
قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ	اللہ خوب جانتا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو روکنے والے ہیں

وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ	اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والے ہیں
هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ	کہ ہماری طرف آ جاؤ!
وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۸﴾	اور وہ نہیں آتے جنگ کی طرف مگر بہت تھوڑی دیر کے لیے
اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ	(اے مسلمانو!) تمہارا ساتھ دینے میں یہ سخت بخیل ہیں۔
فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ	تو جب خطرہ پیش آ جاتا ہے
رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ	تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح تاک رہے ہوتے ہیں
تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ	کہ ان کی آنکھیں گردش کرتی ہیں اُس شخص کی (آنکھوں کی) طرح جس پر موت کی غشی طاری ہو
فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ	پھر جب خطرہ جاتا رہتا ہے
سَلَقُوْكُمْ	تو وہ تم لوگوں پر چڑھ دوڑتے ہیں
بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ	اپنی تیز زبانوں سے
اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ	لالچ کرتے ہوئے مال پر۔
اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا	یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں ایمان نہیں لائے
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ	تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ	وہ لشکروں کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ گئے نہیں ہیں۔
وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ	اور اگر لشکر (دوبارہ) حملہ آور ہو جائیں

يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ	تو ان کی خواہش ہو گی کہ وہ بدوؤں کے ساتھ صحرا میں رہ رہے ہوتے
يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ	(اور وہیں سے) تمہاری خبریں معلوم کرتے رہتے
وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ	اور اگر وہ تمہارے درمیان رہتے
مَا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۟﴿۲۰﴾	تو قتال نہ کرتے مگر بہت ہی تھوڑا
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ	(یہ اُسوہ ہے) ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے ملاقات
وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ	اور آخرت کی امید رکھتا ہو
وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾	اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہو۔
وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ	اور جب اہلِ ایمان نے دیکھا ان لشکروں کو تو
قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ	انہوں نے کہا کہ یہی تو ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے
وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ز	اور بالکل سچ فرمایا تھا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے
وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾	اور اس (واقعہ) نے ان میں کسی بھی شے کا اضافہ نہیں کیا مگر ایمان اور فرمانبرداری کا۔
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ	اہلِ ایمان میں وہ جواں مرد لوگ بھی ہیں
صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ	جنہوں نے سچا کر دکھایا وہ عہد جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا۔
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ	پس ان میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے
وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ زصل	اور ان میں سے کچھ انتظار کر رہے ہیں۔

وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾	اور انہوں نے ہرگز کوئی تبدیلی نہیں کی
لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ	تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا پورا پورا بدلہ دے
وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ	اور منافقین کو چاہے تو عذاب دے اور چاہے
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ	تو ان کی توبہ قبول کرلے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾	یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔
وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ	اور لوٹا دیا اللہ نے کافروں کو ان کے غصے کے ساتھ
لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ	وہ کوئی کامیابی حاصل نہ کرسکے
وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ	اور اللہ کافی رہا اہلِ ایمان کی طرف سے قتال کے لیے
وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾	اور یقیناً اللہ بڑی طاقت والا سب پر غالب ہے۔
وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ	اور اللہ نے اُتار لیا اہلِ کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے ان (مشرکین) کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے
وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ	اور ان کے دلوں میں اُس نے رعب ڈال دیا
فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ	تو اب ان میں سے کچھ کو تم قتل کر رہے ہو
وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾	اور کچھ کو تم قیدی بنا رہے ہو۔
وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ	اور اُس نے تمہیں وارث بنا دیا ان کی زمینوں،
وَدِيَارَهُمْ	ان کے گھروں
وَاَمْوَالَهُمْ	اور ان کے اموال کا
وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ	اور اُس زمین کا بھی جس پر ابھی تم نے قدم نہیں رکھے،
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صحابہ کرامؓ سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہوجانے کا اعلانِ عام

بیعتِ رضوان

{لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ}

اور

فتح ونصرت کا نقطۂ آغاز

صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ۶ھ

{اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا}

سورۃ الفتح کی آیات ــــــ 18 & 10

اور

آخری رکوع کی روشنی میں

سورۃ الفتح: آیات 10 & 10

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) یقیناً وہ لوگ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں
اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ	وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے ہیں
یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ	ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔
فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ	تو اب جو کوئی اس کو توڑے گا تو اس کے توڑنے کا وبال اپنے اوپر ہی لے گا۔
وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۱۰﴾	اور جو کوئی پورا کرے گا اس معاہدے کو جو وہ اللہ سے کر رہا ہے تو وہ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔
لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ	اللہ راضی ہو گیا اہل ایمان سے
اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ	جب کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کر رہے تھے، درخت کے نیچے
فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ	تو اللہ کے علم میں تھا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا
فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ	تو اللہ نے ان پر سکینت نازل کر دی
وَ اَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ﴿۱۸﴾	اور انہیں (بدلے میں) ایک قریبی فتح بخشی۔

سورۃ الفتح آخری رکوع کی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ	اللہ نے اپنے رسول کو بالکل سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ
لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ۙ	(اے مسلمانو!) تم لازماً داخل ہو گے مسجد الحرام میں، ان شاء اللہ، پورے امن کے ساتھ،
مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَ مُقَصِّرِیۡنَ ۙ	اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بالوں کو ترشواتے ہوئے
لَا تَخَافُوۡنَ ؕ	(اُس وقت) تمہیں کوئی اندیشہ نہیں ہوگا
فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا	تو اللہ وہ کچھ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے
فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِکَ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ﴿۲۷﴾	تو اس کے علاوہ اس نے (تمہارے لیے) ایک قریب کی فتح بھی رکھی ہے
هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی	وہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الھدیٰ
وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ	اور دین حق دے کر
لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ؕ	تاکہ وہ غالب کر دے اسے کُل کے کل نظامِ زندگی پر
وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ﴿۲۸﴾	اور کافی ہے اللہ مددگار کے طور پر۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ	محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ	اور جو ان کے ساتھ ہیں'
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	وہ کافروں پر بہت بھاری
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ	اور آپس میں بہت رحم دل ہیں
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	تم دیکھو گے انہیں رکوع کرتے ہوئے' سجدہ کرتے ہوئے
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز	وہ (ہر آن) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط	ان کی پہچان ان کے چہروں پر (ظاہر) ہے سجدوں کے اثرات کی وجہ سے
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ صلے	یہ ہے ان کی مثال تورات میں۔
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ قف ۛۚ	اور انجیل میں ان کی مثال یوں ہے
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ	کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے نکالی اپنی کونپل
فَاٰزَرَهٗ	پھر اس کو تقویت دی
فَاسْتَغْلَظَ	پھر وہ سخت ہوئی،
فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ	پھر وہ اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ	یہ کاشتکار کو بڑی بھلی لگتی ہے
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط	تا کہ ان سے کافروں کے دل جلائے
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ	اور انہوں نے نیک اعمال کیے
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾	مغفرت اور اجر عظیم کا

فتح مکہ رمضان المبارک ۸ھ

جزیرہ نمائے عرب میں غلبہ دین حق کی تکمیل!

سورۃ التوبہ رکوع 2 اور 3 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

کَیۡفَ یَکُوۡنُ لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ عَہۡدٌ عِنۡدَ اللّٰہِ وَ عِنۡدَ رَسُوۡلِہٖۤ	کیسے ہو سکتا ہے مشرکین کے لیے کوئی عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک؟
اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰہَدۡتُّمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ۚ	سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا تھا مسجد حرام کے پاس
فَمَا اسۡتَقَامُوۡا لَکُمۡ	تو جب تک وہ تمہارے لیے (اس پر) قائم رہیں
فَاسۡتَقِیۡمُوۡا لَہُمۡ ؕ	تم بھی ان کے لیے (معاہدے پر) قائم رہو
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۷﴾	بے شک اللہ متقین کو پسند کرتا ہے
کَیۡفَ وَ اِنۡ یَّظۡہَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ	کیسے (کوئی معاہدہ قائم رہ سکتا ہے ان سے!) جبکہ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں
لَا یَرۡقُبُوۡا فِیۡکُمۡ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّۃً ؕ	تو ہرگز لحاظ نہیں کریں گے تمہارے بارے میں، کسی قرابت کا اور نہ عہد کا
یُرۡضُوۡنَکُمۡ بِاَفۡوَاہِہِمۡ	راضی کرنا چاہتے ہیں تم لوگوں کو اپنے منہ (کی باتوں) سے
وَ تَاۡبٰی قُلُوۡبُہُمۡ ۚ	جبکہ ان کے دل (اب بھی) انکاری ہیں
وَ اَکۡثَرُہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۚ﴿۸﴾	اور ان کی اکثریت فاسقین پر مشتمل ہے۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا	انہوں نے اللہ کی آیات کو فروخت کیا حقیر سی قیمت کے عوض
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ	پس وہ لوگوں کو روکتے رہے اللہ کے رستے سے (اور خود بھی رُکتے رہے)
اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩	یقیناً بہت ہی برا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔
لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً	نہیں لحاظ کرتے کسی مؤمن کے حق میں نہ کسی قرابت کا اور نہ کسی معاہدے کا
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝١٠	اور یہی لوگ ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔
فَاِنْ تَابُوْا	پھر بھی اگر وہ توبہ کر لیں
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اور نماز قائم کریں
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ	اور زکوٰۃ دیں
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ	تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں،
وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝١١	اور ہم اپنی آیات کی تفصیل بیان کر رہے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔
وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ	اور اگر وہ توڑ ڈالیں اپنے قول و قرار کو عہد کرنے کے بعد
وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ	اور عیب لگائیں تمہارے دین میں
فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ	تو تم جنگ کرو کفر کے ان اماموں سے
اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ	ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں
لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝١٢	شاید کہ (اس طرح) وہ باز آجائیں

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ	تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم جنگ نہیں کرنا چاہتے ایسی قوم سے جنہوں نے اپنے قول وقرار توڑ دیے
وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ	اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلاوطن کرنے کا قصد کیا
وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ	اور انہوں نے ہی آغاز کیا تھا تمہارے ساتھ پہلی مرتبہ،
اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ	کیا تم ان سے ڈر رہے ہو؟
فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ	اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾	اگر تم مؤمن ہو
قَاتِلُوْهُمْ	تم ان سے جنگ کرو
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ	اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں،
وَيُخْزِهِمْ	اور ان کو رسوا کرے گا،
وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ	اور تمہاری مدد کرے گا ان کے مقابلے میں
وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾	اور بہت سے اہل ایمان کے سینوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے گا۔
وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ	اور ان کے دلوں کے غصہ کو نکال دے گا
وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور اللہ جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾	اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا	کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے،
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ	حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جو جہاد کرنے والے ہیں

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ	اور جو نہیں رکھتے اللہ، اس کے رسولؐ اور اہل ایمان کے علاوہ کسی کے ساتھ قلبی دوستی کا کوئی تعلق
وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ ع	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے
مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ	مشرکوں کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو
شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ	اپنے اوپر کفر کی گواہی دیتے ہوئے
اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ	یہ وہ لوگ ہیں جن کے سارے اعمال ضائع ہو گئے ہیں
وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾	اور آگ ہی میں وہ رہیں گے ہمیشہ ہمیش
اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ	یقیناً اللہ کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو ایمان لائیں اللہ پر اور یومِ آخرت پر
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ	اور نماز قائم کریں
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ	اور زکوٰۃ ادا کریں
وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ قف	اور نہ ڈریں کسی سے سوائے اللہ کے
فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٨﴾	تو امید ہے کہ یہی لوگ راہ یاب ہوں گے
اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ	کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے
وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور مسجدِ حرام کو آباد رکھنے کو برابر کر دیا ہے
كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اُس شخص (کے اعمال) کے جو ایمان لایا اللہ پر اور یومِ آخرت پر
وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	اور اس نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں؟

لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	یہ برابر نہیں ہو سکتے اللہ کے نزدیک
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وہ لوگ جو ایمان لائے
وَهَاجَرُوْا	جنہوں نے ہجرت کی
وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ
اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	ان کا بہت عظیم رتبہ ہے اللہ کے نزدیک
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾	اور وہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ	انہیں بشارت دیتا ہے ان کا رب اپنی رحمت خاص اور رضامندی کی
وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾	اور ان باغات کی جن کے اندر ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوگی۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	جن میں وہ رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ	یقیناً اللہ ہی کے پاس ہے بہت بڑا اجر
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے اہل ایمان!
لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ	اپنے باپوں اور بھائیوں کو دلی دوست اور حمایتی مت بناؤ
اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ	اگر انہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کیا ہے

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ	اور تم میں سے جو کوئی بھی ان کے ساتھ ولایت (دوستی) کا تعلق رکھیں گے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾	تو ایسے لوگ (خود بھی) ظالم ٹھہریں گے۔
قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ
وَاَبْنَآؤُكُمْ	تمہارے بیٹے
وَاِخْوَانُكُمْ	تمہارے بھائی
وَاَزْوَاجُكُمْ	تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)
وَعَشِيْرَتُكُمْ	تمہارے رشتہ دار
وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا	اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا	اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے
وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ	اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ	(اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ
وَرَسُوْلِهٖ	اس کے رسول
وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ	اور اس کے رستے میں جہاد سے
فَتَرَبَّصُوْا	انتظار کرو
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ	یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾	اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔

دعوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بین الاقوامی دور کا آغاز

غزوۂ تبوک رجب ۹ھ

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کیلئے نفیرِ عام!

منافقین کی آخری پردہ دری اور ضعفاء کو شدید سرزنش!

سورۃ التوبہ کی آیات 38 تا 57 کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے ایمان کے دعوے دارو!
مَا لَكُمۡ اِذَا قِیۡلَ لَكُمُ انۡفِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ	تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں
اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَی الۡاَرۡضِ ؕ	تو تم دھنسے جاتے ہو زمین کی طرف
اَرَضِیۡتُمۡ بِالۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ ۚ	(سوچو!) کیا تم نے آخرت کی بجائے دُنیا کی زندگی کو قبول کرلیا ہے؟
فَمَا مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیۡلٌ ﴿۳۸﴾	تو (جان لو کہ) دنیا کی زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلے میں بہت قلیل ہے
اِلَّا تَنۡفِرُوۡا	اگر تم نہیں نکلو گے (اللہ کی راہ میں تو)
یُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۬ۙ	وہ تمہیں عذاب دے گا دردناک عذاب
وَّیَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَكُمۡ	اور تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو لے آئے گا
وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَیۡـًٔا ؕ	اور تم اس کا کچھ بھی نقصان نہیں کرسکو گے۔
وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۳۹﴾	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ	اگر تم ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد نہیں کرو گے
فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ	تو (کچھ پروا نہیں) اللہ نے تو اُس وقت ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی تھی
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	جب کافروں نے انؐ کو (مکہ سے) نکال دیا تھا
ثَانِيَ اثْنَيْنِ	(اس حال میں کہ) آپؐ دو میں کے دوسرے تھے
اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ	جب کہ وہ دونوں غار میں تھے
اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ	جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ	کہ غم نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ	تو اللہ نے اپنی سکینت نازل فرمائی انؐ پر
وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا	اور انؐ کی مدد فرمائی ان لشکروں سے جنہیں تم نہیں دیکھتے
وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ	اور کافروں کی بات کو پست کر دیا
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ	اور اللہ ہی کا کلمہ سب سے اونچا ہے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾	اور اللہ زبردست ہے' حکمت والا ہے
اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا	نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل
وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ	اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾	یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو
لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا	اگر مالِ غنیمت قریب ہوتا
وَّسَفَرًا قَاصِدًا	اور سفر بھی چھوٹا ہوتا تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
لَّاتَّبَعُوْكَ	یہ آپ کی پیروی کرتے'
وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ	لیکن ان کو تو بڑی بھاری پڑ رہی ہے دُور کی مسافت،

وَ سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ	اور عنقریب یہ لوگ قسمیں کھائیں گے اللہ کی
لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ ۚ	کہ اگر ہمارے اندر استطاعت ہوتی تو ہم ضرور نکلتے تم لوگوں کے ساتھ
يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ۚ	یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں
وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۴۲﴾	اللہ کو معلوم ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں
عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اللہ آپ کو معاف فرمائے (یا اللہ نے آپ کو معاف فرما دیا)
لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ	آپ نے انہیں کیوں اجازت دے دی؟
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا	یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے واضح ہو جاتا کہ کون لوگ سچے ہیں
وَتَعۡلَمَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۴۳﴾	اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ بھی) جان لیتے کہ کون جھوٹے ہیں
لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	وہ لوگ جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ آپؐ سے اجازت کے طالب ہو ہی نہیں سکتے
اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ	کہ وہ جہاد نہ کریں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۴﴾	اور اللہ متقی بندوں سے خوب واقف ہے۔
اِنَّمَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت تو وہی مانگ رہے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
وَارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ	اور ان کے دل شک میں پڑ گئے ہیں
فَهُمۡ فِىۡ رَيۡبِهِمۡ يَتَرَدَّدُوۡنَ ﴿۴۵﴾	تو وہ اپنے اسی شک وشبہ کے اندر متردد ہیں
وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ	اور اگر انہوں نے نکلنے کا ارادہ کیا ہوتا تو
لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً	اس کے لیے ساز و سامان فراہم کرتے

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ	لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ نے پسند ہی نہیں کیا اُن کا اٹھنا (اور نکلنا) تو ان کو روک دیا
وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾	اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھے رہو تم بھی بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ۔
لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ	اگر یہ نکلتے (اے مسلمانو!) تمہارے ساتھ
مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا	تو ہرگز اضافہ نہ کرتے، تمہارے لیے مگر خرابی ہی کا
وَّلَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ ج	اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے مابین
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ج	فتنہ پیدا کرنے کے لیے
وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ط	اور تمہارے اندر ان کے جاسوس بھی ہیں
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾	اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے
لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ	یہ پہلے بھی فتنہ اٹھاتے رہے ہیں
وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ	اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کے لیے معاملات کو الٹ پلٹ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں
حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ	یہاں تک کہ حق آ گیا
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ	اور اللہ کا امر غالب ہو گیا
وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾	اور انہیں یہ پسند نہیں تھا
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ	اور ان میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے
ائْذَنْ لِّيْ	کہ مجھے رخصت دے دیجیے
وَلَا تَفْتِنِّيْ ط	اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیے۔
اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ط	آگاہ ہو جاؤ فتنے میں تو یہ لوگ پڑ چکے
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾	اور یقیناً جہنم ان کافروں کا احاطہ کیے ہوئے ہے

اِنۡ تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اچھی بات پہنچتی ہے، تو ان کو برُا لگتا ہے
وَاِنۡ تُصِبۡكَ مُصِيۡبَةٌ	اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی مصیبت آتی ہے
يَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ	تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنا معاملہ پہلے ہی درست کر لیا تھا
وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۵۰﴾	اور وہ لوٹ جاتے ہیں خوشیاں مناتے ہوئے
قُلْ لَّنۡ يُّصِيۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہیں آ سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہو
هُوَ مَوۡلٰٮنَا ۚ	وہی ہمارا مولا ہے
وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾	اور اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے اہل ایمان کو
قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ	(ان سے) کہیے کہ تم ہمارے بارے میں کس شے کا انتظار کر سکتے ہو؟
اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ ؕ	سوائے دو نہایت عمدہ چیزوں میں سے کسی ایک کے!
وَنَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ	اور (اے منافقو!)، ہم منتظر ہیں تمہارے بارے میں
اَنۡ يُّصِيۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ	کہ اللہ تمہیں پہنچائے کوئی عذاب اپنے پاس سے
اَوۡ بِاَيۡدِيۡنَا ۖ ۚ	یا ہمارے ہاتھوں
فَتَرَبَّصُوۡۤا	تو تم بھی انتظار کرو
اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ ﴿۵۲﴾	ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں
قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا	کہہ دیجئے کہ چاہے خوشی سے خرچ کرو یا مجبوری سے
لَّنۡ يُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ ؕ	تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا
اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۵۳﴾	(کیونکہ) بے شک تم نافرمان لوگ ہو

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ	اور نہیں مانع ہوئی کوئی چیز کہ ان سے ان کے نفقات (اموال کا خرچ کرنا) کو قبول کیا جاتا
اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ	مگر یہ کہ انہوں نے کفر کیا ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ
وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى	اور وہ نماز کے لیے نہیں آتے مگر بہت ہی کسل مندی سے
وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝٥٤	اور خرچ نہیں کرتے مگر کراہت کے ساتھ
فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ	تو (اے نبی ﷺ!) آپ ﷺ کو ان کے اموال اور ان کی اولاد سے تعجب نہ ہو
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	اللہ تو چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعے سے انہیں دُنیوی زندگی میں عذاب دے
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝٥٥	اور ان کی جانیں نکلیں اسی کفر کی حالت میں
وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ	اور وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہیں
وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ	لیکن (اے مسلمانو! حقیقت میں) یہ لوگ تم میں سے نہیں ہیں
وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝٥٦	بلکہ اصل میں یہ ڈرے ہوئے لوگ ہیں۔
لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً	اگر یہ پالیں کہیں کوئی پناہ گاہ
اَوْ مَغٰرٰتٍ	یا کوئی غار
اَوْ مُدَّخَلًا	یا کوئی سر چھپانے کی جگہ
لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ	تو یہ اس کی طرف بھاگ جائیں
وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝٥٧	اپنی رسیاں تڑاتے ہوئے

اُمّتِ مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں

قرآن حکیم کی جامع ترین سورت

اُمُّ الْمُسَبِّحَات سورۃ الحدید

مضامین کا تجزیہ

آیات 1 تا 6:	ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کا بیان انتہائی جامعیت کے ساتھ اور اعلیٰ ترین علمی سطح پر!
آیات 7 تا 12:	خالق و مالکِ ارض وسماوات اور ذاتِ اول وآخر وظاہر و باطن کے انسانوں سے دو تقاضے: ایمان و انفاق جو کر گزریں ان کا اعزاز و اکرام: عطائے نور، بشارتِ جنت فوز عظیم!
آیات 13 تا 15:	ان مطالبات کے پورا کرنے سے پہلوتہی کا نتیجہ: نفاق
آیات 16 تا 19:	مسلمانوں کو آمادۂ عمل کرنے کے لئے ترغیب و ترہیب سلوکِ قرآنی کا اصل الاصول: انفاق ترقی کے امکانات: مراتبِ صدّیقیت و شہادت کا حصول!
آیات 20 تا 21:	حیاتِ دنیوی کے ناگزیر مراحل، آخرت بمقابلہ دنیا مسابقت الی الجنّت!
آیات 22 تا 25:	ایمانِ حقیقی کے مضمرات و مقدرات: تسلیم و رضا ایتاء مال اور جہاد و قتال کے ذریعے اللہ اور اس کے رسولوں کی نصرت
آیات 26 تا 29:	دوسری انتہائی غلطی: متّبعینِ مسیحؑ کی اختیار کردہ بدعت: ترکِ دنیا اور رہبانیت نجات اور فوز و فلاح کی واحد راہ: اتباعِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ	تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے
وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾	اور وہ بہت زبردست ہے کمال حکمت والا
لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ	اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی
یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ	وہی زندہ رکھتا ہے وہی مارتا ہے
وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲﴾	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
ہُوَ الۡاَوَّلُ وَ الۡاٰخِرُ	وہی اول ہے، وہی آخر ہے
وَ الظَّاہِرُ وَ الۡبَاطِنُ ۚ	وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے
وَ ہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳﴾	اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے
ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ	وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں
ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ	پھر وہ متمکن ہوا عرش پر
یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ	وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں
وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا	اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے
وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ	اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے
وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ	اور جو کچھ چڑھتا ہے اس میں
وَ ہُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ ؕ	اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے
وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۴﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے
وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ٥	اور تمام معاملات اُسی کی طرف لوٹا دیے جائیں گے
یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ	وہ پرولاتا ہے رات کو دن میں
وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ	اور پرولاتا ہے دن کو رات میں
وَ هُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ٦	اور وہ جانتا ہے اس کو بھی جو سینوں کے اندر ہے
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر
وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ	اور خرچ کرو اُن سب میں سے جن میں اُس نے تمہیں خلافت عطا کی ہے
فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا	پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے (اپنے مال و جان کو) خرچ کیا
لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ٧	ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے
وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ	اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نہیں ایمان رکھتے اللہ پر!
وَ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ	جبکہ رسول (محمد ﷺ) تمہیں دعوت دے رہے ہیں کہ تم ایمان رکھو اپنے رب پر
وَ قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ	اور دیکھو! وہ تم سے عہد بھی لے چکا ہے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٨	اگر تم حقیقتاً مومن ہو!
هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ	وہی تو ہے جو اپنے بندے (ﷺ) پر یہ آیاتِ بینات نازل کر رہا ہے
لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ	تاکہ نکالے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٩	اور یقیناً اللہ تمہارے حق میں بہت رؤف اور رحیم ہے

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں
وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	جبکہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی وراثت !
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ	تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے انفاق کیا اور قتال کیا فتح سے پہلے وہ (فتح کے بعد انفاق اور قتال کرنے والوں کے) برابر نہیں ہیں
اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ	ان لوگوں کا درجہ بہت بلند ہے ان کے مقابلے میں جنہوں نے انفاق اور قتال کیا فتح کے بعد
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ	اگرچہ ان سب سے اللہ نے بہت اچھا وعدہ فرمایا ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے؟
فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ	کہ وہ اس کے لیے اسے بڑھاتا رہے
وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ج	اور اُس کے لیے بڑا باعزت اجر ہے
يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ	جس دن تم دیکھو گے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو
يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ	کہ ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے سامنے اور ان کے داہنی طرف (ان سے کہا جائے گا:)
بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	آج تمہارے لیے بشارت ہے ان جنتوں کی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ	تم رہو گے اس میں ہمیشہ
ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۚ﴿۱۲﴾	یقیناً یہی بہت بڑی کامیابی ہے
يَوۡمَ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ	جس دن کہیں گے منافق مرد
وَالۡمُنٰفِقٰتُ	اور منافق عورتیں
لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا	ایمان والوں سے
انۡظُرُوۡنَا نَقۡتَبِسۡ مِنۡ نُّوۡرِكُمۡ ۚ	کہ ذرا ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھالیں
قِيۡلَ ارۡجِعُوۡا وَرَآءَكُمۡ	کہا جائے گا: لوٹ جاؤ پیچھے کی طرف
فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا ؕ	
فَضُرِبَ بَيۡنَهُمۡ بِسُوۡرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ	پھر ان کے درمیان ایک فصیل کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا
بَاطِنُهٗ فِيۡهِ الرَّحۡمَةُ	اس (فصیل) کی اندرونی جانب رحمت ہوگی
وَظَاهِرُهٗ مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ ؕ﴿۱۳﴾	اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا
يُنَادُوۡنَهُمۡ اَلَمۡ نَكُنۡ مَّعَكُمۡ ؕ	وہ (منافق) انہیں پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟
قَالُوۡا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمۡ فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ	وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو (اپنے ہاتھوں) فتنے میں ڈالا
وَتَرَبَّصۡتُمۡ	اور تم گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے
وَارۡتَبۡتُمۡ	اور تم لوگ شکوک وشبہات میں پڑ گئے
وَغَرَّتۡكُمُ الۡاَمَانِىُّ	اور تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تمہاری خواہشات نے

حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ	یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا
وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾	اور تمہیں خوب دھوکہ دیا اللہ کے معاملے میں اُس بڑے دھوکے باز نے
فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ	تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا
وَّ لَا مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ	اور نہ ہی کافروں سے
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ	تمہارا اٹھکانہ آگ ہے
هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ	وہی تمہاری غم خوار ہے
وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾	اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے
اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے
اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ	کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے
وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ	اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟
وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ	اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی
فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ	تو جب ان پر ایک طویل مدت گزر گئی
فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ	تو ان کے دل سخت ہو گئے
وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور ان کی اکثریت اب فاسقوں پر مشتمل ہے
اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ	جان لو کہ اللہ زندہ کر دیتا ہے زمین کو اُس کے مرنے کے بعد

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾	ہم نے تو تمہارے لیے اپنی آیات خوب واضح کردی ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو
اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ	یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں
وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور جو قرض دیں اللہ کو قرضِ حسنہ
يُّضٰعَفُ لَهُمْ	ان کو کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا
وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾	اور ان کے لیے بڑا باعزت اجر ہے
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ	اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ	وہی ہیں صدیق اور شہداء اپنے رب کے پاس
لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ	ان کے لیے ہوگا ان کا اجر اور ان کا نور
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ	اور ہماری آیات کو جھٹلایا
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾	وہی دوزخ والے ہیں
اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ	اب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل ہے
وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ	اور دل لگی کا سامان اور ظاہری ٹیپ ٹاپ ہے
وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ	اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا
وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ	اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش ہے

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ	(انسانی زندگی کی مثال ایسے ہے) جیسے بارش برستی ہے تو اس سے پیدا ہونے والی روئیدگی کسانوں کو بہت اچھی لگتی ہے
ثُمَّ يَهِيْجُ	پھر وہ کھیتی اپنی پوری قوت پر آتی ہے
فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا	پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے
ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ	پھر وہ کٹ کر چورا چورا ہو جاتی ہے
وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ	اور آخرت میں بہت سخت عذاب ہے
وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ	اور (یا پھر) اللہ کی طرف سے مغفرت اور (اس کی) رضا ہے
وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝٢٠	اور دنیا کی زندگی تو سوائے دھوکے کے ساز وسامان کے اور کچھ نہیں ہے
سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت
وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ	اور اُس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین جیسی ہے
اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ	وہ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ	یہ اللہ کا فضل ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	جس کو بھی وہ چاہے گا دے گا
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٢١	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ	نہیں پڑتی کوئی پڑنے والی مصیبت زمین میں
وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ	اور نہ تمہاری اپنی جانوں میں
اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ	مگر یہ کہ وہ ایک کتاب میں درج ہے
مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ	اس سے پہلے کہ ہم اسے ظاہر کریں
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۖ ۚ ﴿۲۲﴾	یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے
لِّكَيۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ	تاکہ تم افسوس نہ کیا کرو اُس پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے
وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ	اور اس پر اِترایا نہ کرو جو وہ تمہیں دے دے
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ ۙ ﴿۲۳﴾	اور اللہ کو بالکل پسند نہیں ہیں اِترانے والے اور فخر کرنے والے
اۨلَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ	جو لوگ بخل سے کام لیتے ہیں
وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ	اور لوگوں کو بھی بخل کا مشورہ دیتے ہیں
وَمَنۡ يَّتَوَلَّ	اور جو کوئی رخ پھیرے گا
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۴﴾	تو (وہ سن رکھے کہ) اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں خودستودہ صفات ہے
لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَيِّنٰتِ	ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ
وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡمِيۡزَانَ	اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری
لِيَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ۚ	تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں
وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِيۡدَ	اور ہم نے لوہا بھی اُتارا ہے

فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ	اس میں شدید جنگی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لیے دوسری منفعتیں بھی ہیں
وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ	اور تا کہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی غیب میں ہونے کے باوجود
اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾	یقیناً اللہ بہت قوت والا، بہت زبردست ہے
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ	ہم نے ہی بھیجا تھا نوحؑ کو بھی اور ابراہیمؑ کو بھی
وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ	اور ہم نے انہی دونوں کی نسل میں رکھ دی نبوت اور کتاب
فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ	تو ان میں کچھ تو ہدایت یافتہ بھی ہیں
وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾	اور ان کی اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے
ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا	پھر ہم نے بھیجے ان کے نقشِ قدم پر اپنے بہت سے رسولؑ
وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ	اور پھر ان کے پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰؑ ابن مریم کو
وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۬	اور اسے ہم نے انجیل عطا فرمائی
وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ	اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں بڑی نرمی اور رحمت پیدا کر دی
وَ رَهْبَانِيَّةَ ِۨابْتَدَعُوْهَا	اور رہبانیت کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کی تھی
مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ	ہم نے اسے ان پر لازم نہیں کیا تھا
اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ	مگر اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ	پھر وہ اس کی رعایت بھی نہ کر سکے جیسا کہ اس کی رعایت کرنے کا حق تھا
فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ	تو ہم نے ان میں سے ان لوگوں کو ان کا اجر دیا جو ایمان لے آئے
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٧﴾	اور ان کی اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللّٰهَ	اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔
وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ	اور اُس کے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ!
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ	وہ تمہیں دہرا حصہ عطا کرے گا اپنی رحمت سے
وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ	وہ تمہیں ایسا نور عطا فرمائے گا جس کو لے کر تم چل سکو گے
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ	اور وہ تمہیں بخش دے گا
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے
لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ	(یہ اس لیے ہے) تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھ لیں
اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ	کہ اللہ کے فضل پر اب ان کا کوئی حق نہیں ہے
وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ	اور فضل یقیناً اللہ کے ہاتھ میں ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے

تنظیمِ اسلامی

دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ 53800

فون: 78-35473375 (042)

ای میل markaz@tanzeem.org www.tanzeem.org

مراکز حلقہ جات

	فون	موبائل	ای میل
مالاکنڈ	0345-9535853	0343-0912306	timergara@tanzeem.org
پشاور	091-2262902	0334-8937739	peshawar@tanzeem.org
اسلام آباد	051-2340147	0302-5089782	islamabad@tanzeem.org
راولپنڈی	051-4866055	0333-5127663	rawalpindi@tanzeem.org
مظفرآباد	0582-2447221	0300-7879787	muzaffarabad@tanzeem.org
گوجرخان	051-4620514	0311-5030220	gujjarkhan@tanzeem.org
گڑھی شاہولاہور	042-36293939	0331-4152275	lahoreeast@tanzeem.org
سمن آبادلاہور	042-37520902	0300-8454938	lahorewest@tanzeem.org
گوجرانوالہ	0533600937	0334-4600937	gujranwala@tanzeem.org
سرگودھا	0300-9603045	0300-9603577	sargodha@tanzeem.org
فیصل آباد	0418732325	0321-7223010	faisalabad@tanzeem.org
ساہیوال ڈویژن	0457-830884	0300-6949044	sahiwal@tanzeem.org
بہاولنگر	0333-6314149	0333-6305730	bahawalnagar@tanzeem.org
ملتان	061-6520451	0321-6313031	multan@tanzeem.org
سکھر	071-5807281	0345-5255100	sukkur@tanzeem.org
حیدرآباد	022-2106187	0333-2608043	hyderabad@tanzeem.org
یاسین آبادکراچی	021-36823201	0321-8110205	karachinorth@tanzeem.org
گلشن اقبال کراچی	021-34816581	0321-9261317	karachicentral@tanzeem.org
سوسائٹی کراچی	021-34306041	03002435625	karachisouth@tanzeem.org
کوئٹہ	081-2842969	0346-8300216	quetta@tanzeem.org

تنظیمِ اسلامی

مروجہ مفہوم کے اعتبار سے

نہ کوئی سیاسی جماعت ہے نہ مذہبی فرقہ

بلکہ ایک اصولی

اسلامی انقلابی جماعت

ہے جو اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں

دینِ حق

یعنی اسلام کو غالب کرنے یا دوسرے لفظوں میں

نظامِ خلافت

کو قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے!

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

امیرِ تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

MM-104